خَيْرُ مَاءٍ عَلَىٰ وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَم شریف

زمین پر سب سے بہترین پانی زم زم ہے

فضائلِ آبِ زم زم



مصنف

سائد بن محمد یحیٰی بکداش (مکہ مکرمہ)

ترجمہ

قاری محمد یٰسین قادری

شبیر برادرز

زمین پر سب سے بہترین پانی زم زم ہے۔ (حدیث شریف)

فضل ماء زم زم

اُردو ترجمہ

آبِ زم زم

مصنف

سائد بن محمد یحییٰ بکداش (مکہ مکرمہ)

مترجم

قاری محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی

ناشر

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

نام کتاب **** فضل ماءِ زم زم
مصنف **** سائد محمد یحییٰ بکداش (مدینہ منورہ)
ترجمہ اُردو **** آبِ زم زم
مترجم **** قاری محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی
صدر مدرس جامعہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کاموکی
تعداد صفحات **** ۳۰۴
کمپوزنگ **** words maker Lhr.
باراوّل **** فروری ۲۰۰۳ء
مطبع **** اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر **** شبیر برادرز اُردو بازار لاہور
قیمت **** 100 روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

فہرست آبِ زم زم

صفحہ نمبر	عنوانات

صفحہ نمبر	عنوانات
۲۵۳	محمد ضیاء الدین صابونی
۲۵۳	زم زم
۲۵۴	کیسا میٹھا پانی
۲۵۵	قصیدۂ زم زم
۲۵۹	الخاتمہ
۲۶۱	ضمیمہء فضل ماء زم زم
۲۶۳	پیش لفظ
۲۶۵	جزء کی غلطیوں کی جدول
۲۶۷	جزء کی نسبت
۲۶۹	ابتداء جزء حافظ ابن حجر
۲۶۹	سوال
۲۶۹	جواب
۲۷۰	حدیث کے طرق کا بیان
۲۷۰	حدیث جابر مرفوع
۲۷۰	پہلی علت
۲۷۲	دوسری علت
۲۷۳	حدیث ابن عباس
۲۷۴	حدیث ابن عباس، دار قطنی سے
۲۷۴	ذہبی سے، دار قطنی کا دور
۲۷۵	ابن حجر سے ذہبی کا تعاقب
۲۷۶	حدیث ابن عباس کی روایات
۲۷۷	حدیث ابن عمر اور حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مترجم

۱۴۲۱ھ کے رمضان المبارک میں جناب حاجی شیخ محمد جمیل چشتی صاحب عمرہ کر کے واپس آئے تو ہم حافظ محمد مقبول، محمد آصف رضوی اور راقم ومترجم خود ان سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے تبرک بھی عطا فرمایا اور کچھ کتب بھی دکھائیں جن میں ایک کتاب ''فضل ماء زم زم'' تھی۔ اس کتاب کے مصنف جناب شیخ سائد محمد یحییٰ بکداش ہیں۔ اشاعتوں کے مواقع پر لکھے گئے پیش لفظوں سے ان کا تعلق مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے معلوم ہوتا ہے۔ مصنف کے حالات کا کوئی ذکر نہیں۔ کتاب کی پانچویں طباعت ہمیں موصول ہوئی۔ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت لبنان ص ب: ۱۴/۵۹۵۵ نے کتاب شائع کی۔
رابطہ کیلئے ٹیلیفون ۲۸۵۷-۷ فیکس ۴۹۶۳-۷/۹۶۱۱......

e-mail:bashaer@cyberia.net.lb

میں نے اس سے کچھ پڑھ کے سنایا۔ بات ترجمہ کرنے کی طرف چل پڑی۔ آبِ زم زم پی کر دعا مانگی۔ موصوف نے کتاب ترجمہ کیلئے عطا فرمائی اور پھر ترجمہ شروع ہو گیا چونکہ اس سے پہلے شرح فتوح الغیب کا فارسی سے اردو ترجمہ مظہر لاریب جاری تھا اس لیے اس کتاب کیلئے خاص وقت نہ مل سکا۔

کچھ دن بطور درس بھی اس کتاب سے مسجد میں تقاریر ہوئیں اور ترجمہ کے سلسلہ میں عزیزم حافظ محمد وقار نے تعاون کیا کہ میں املاء کرواتا اور وہ لکھتے جاتے۔ حتیٰ کہ

اگست میں چالیس صفحات کے ترجمہ کے بعد یو۔ کے میں امام احمد رضا سنی کانفرنس میں شرکت کیلئے جانا ہوا تو وہاں پر تین ماہ اور 19 دن گزرے' تقریباً ایک ماہ پندرہ دن میں یہ کام مکمل ہو گیا۔

جمیل چشتی صاحب نے کتاب دیتے وقت ترجمہ کی تکمیل کے لئے دعا فرمائی' ترجمہ مکمل ہونے پر موصوف نے خوب اظہارِ خوشی فرمایا۔ بعض وجوہات کے پیش نظر استاذِ محترم علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب کے ذریعے شبیر برادرز سے بات ہوئی' انہوں نے طباعت کی ذمہ داری لے لی' اور اب اس کتاب کے جملہ دائمی حقوق ترجمہ ملک شبیر صاحب کو تفویض کر دیئے گئے ہیں۔ ملک صاحب مسلک و مذہب کے درد کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اللہ پاک مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کتاب میں استاذ مکرم شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب سے یو۔ کے میں قیام کے دوران کہیں مشورہ کی ضرورت پڑتی تھی تو وہ مہربانی فرماتے رہے۔ کتاب کے ترجمہ میں دو لفظ مکبر یہ (اذان واقامت کہنے کی جگہ) اور الافلونیا پر مجھے واقفیت نہ ہو سکی۔

کتاب کی کمپوزنگ کے بعد بیگم صاحبہ' عزیز القدر محمد آصف اور حافظ محمد وقار صاحب متعلم جامعہ اسلامیہ حیدری مسجد نے تصحیح کیلئے تعاون فرمایا۔ آخر میں جناب محمد جمیل چشتی صاحب نے بھی ایک بار پڑھنے کی مہربانی فرمائی۔ اتنی احتیاط کے باوجود بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمایئے گا تا کہ آئندہ ایڈیشن میں درست کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام تعاون کرنے والے حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

الحمد للہ! ۱۴۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز پیر اللہ پاک کے فضل و کرم سے عمرہ کی سعادت کے لئے حرمین شریفین حاضری ہوئی۔ کئی دعائیں آبِ زم زم پیتے ہوئے کیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے قبولیت کی قوی امید ہے۔ حتیٰ کہ واپسی ۱۳ نومبر بروز منگل ۷ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ کو ہوئی۔

جو حضرات اس کتاب سے فیض یاب ہوں ان سے التماس ہے کہ میرے لئے' والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ' والد صاحب' ان معاونین اور بہن بھائیوں اور تمام مسلمانوں کیلئے دنیا و آخرت کی بھلائیوں' علم نافع وعمل شافع مین ترقی کی دعا فرمائیں۔

اللہ پاک اس کارِ خیر کو قبول فرمائے اور مزید توفیق عطا کرے کہ یہ سلسلہ زندگی کے آخری لمحہ تک جاری رہے۔ آمین۔

محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی

صدر مدرس جامعہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کامونکی

خطیب جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ چشمہ فیض محمدی چارہ منڈی کامونکی

۹ جنوری ۲۰۰۳ء جمعرات' ۵ ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

قلت حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یا رسول اللہ

پہلا مقدمہ

تمام تعریفیں سارے جہانوں کو پالنے والے اللہ کے لئے ہیں اور سب سے زیادہ فضیلت والے درود، بہت زیادہ کامل سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا اور آپ کی آل واصحاب اور جو بھی کوئی تا قیامت حضور کی ہدایت سے ہدایت یافتہ ہو تمام پر۔

حمد وثناء اور درود وسلام کے بعد

بے شک آب زم زم بہت عظیم نعمت ہے اور بیت اللہ وحرم شریف میں اللہ تعالیٰ کی واضح اور روشن نشانیوں میں سے بہت بڑی نشانی ہے۔ حرم کعبہ میں مشاہدہ کئے جانے والے عظیم ترین تحفوں میں سے ہے اور وہ حرم ان پھلوں والا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کرنے کی وجہ سے عطا کیا۔ اللہ پاک نے اپنے کلام میں اس دعا کو ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

رَبَّنَـآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراہیم ۳۷)

اے ہمارے رب یقیناً میں نے اپنی اولاد کو ایسی جگہ ٹھہرا دیا جہاں سبزہ نہیں تیرے عزت وحرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے پالنے والے اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں سے رزق عطا کرتا کہ وہ شکر

گزار ہوں۔

فضائل زمزم

آبِ زم زم سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کو سیراب کیا اور ان کی مدد کی۔

آبِ زم زم وہ مبارک اور شرافت و بزرگی والا پانی ہے جو برکتوں والے پاک ترین خطہ میں برکتوں والے سید (اسماعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے ظاہر ہوا۔

ایسا پانی ہے کہ اس کی فضیلت عظیم' قدر بہت بڑی ہے تمام پانیوں کا سردار اور ان سے بہترین' بزرگی والا اور سب سے زیادہ عظمت والا ہے اسی پانی کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک' ہے۔

خَیْرُ مَاءٍ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْ زَمَ

زمین کے اوپر سب سے بہترین پانی آبِ زم زم ہے۔

یہ وہ پانی ہے جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل مبارک دھویا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہی یہ ہے کہ آپ کا قلب مبارک سب سے زیادہ شرف والے پانی سے دھویا جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس مبارک پانی کو کئی منفرد خصوصیتیں اور عظیم برکتیں عطا کی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّهَا مُبَارَكَةٌ" اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ وَّشِفَاءُ سُقْمٍ

بے شک آبِ زم زم برکتوں والا ہے وہ یقیناً کھانا کھانے والے کا کھانا اور بیمار کی شفاء ہے۔

اگر تو نے پیٹ بھرنے کے ارادہ سے پیا تو اللہ تعالیٰ تجھے سیر کر دے گا اور اگر تو نے شفاء کی نیت سے پیا تو اللہ پاک تجھے شفاء دے گا جس حاجت وضرورت کے لئے تو پئے گا اللہ پاک اسے پورا کر دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ

آبِ زم زم اسی مقصد کے لئے ہے جس کے ارادہ سے پیا جائے۔

اس پانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لعاب دہن مبارک کو ڈالا تو اس کی برکتوں پر برکتیں بڑھ گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو کرنے کو سنت قرار دیا' زیادہ پینے اور سیراب ہو جانے کو ایمان کی علامت بنایا' نفاق سے براءت قرار دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ آيَةَ مَابَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ اَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْ زَمَ

بے شک ہمارے اور منافقوں کے درمیان نشانی یہ ہے کہ منافق آبِ زم زم سے خوب سیراب نہیں ہوتے۔

جب آبِ زم زم کی یہ عظیم فضیلت اور عام خیر ہے تو یہ سب چیزوں سے افضل تحفہ ہوا اور بہترین ضیافت کی شے ہوا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کو تحفہ دینے کا ارادہ فرماتے تو اسے آبِ زم زم پلاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور زادراہ لینے' اٹھا کر دوسرے ممالک کی طرف لے جانے کو سنت قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے ہدیہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آبِ زم زم اٹھا کر لے جاتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے جایا کرتے تھے۔

اور یہ کثیر پانی ہے۔ یہ کثیر پیئے جانے کی وجہ سے نہ ختم ہوگا نہ منقطع ہوگا جب تک دنیا باقی ہے باقی رہے گا اور یہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔

ان فضائل کے علاوہ آبِ زم زم میں بہت ساری برکتیں اور بے شمار خیر موجود ہے۔ جس کا ذکر اس کتاب میں انشاء اللہ العزیز تفصیل سے واضح طور پر آیا ہے۔ پہلے تو اس میں علماء اور صلحاء کی خبریں' ان کی نیک اور متعدد نیتیں آبِ زم زم کو پیتے وقت اللہ تعالیٰ کا ان کو قبول کرنا اور ان کے مقاصد کا دنیا میں آخرت سے پہلے پورا ہونا پائے گا۔ بعض نے

آبِ زم زم علم کے لئے پیا بعض نے عمل کے لئے بعض نے استقامت کے لئے بعض نے طلب اولاد کے لئے تو انہیں چالیس سال بے اولاد رہنے کے بعد اولاد عطا کی گئی۔ اس کے علاوہ اور معلومات آگے آئیں گی۔

اس میں ہر بیماری کے مریضوں کا آبِ زم زم کے ذریعے شفاء پانے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے انہیں جلد شفاء دینے کی خبریں جیسے ایک اندھے آدمی نے آبِ زم زم پیا تو اسے بینائی عطا کر دی گئی۔ ایک نے استقاء (ایک بیماری جس سے پیٹ بڑھ جاتا ہے اور پیاس بہت لگتی ہے) بیماری سے شفاء کے لئے پانی پیا تو اسے شفاء ہوئی اسی طرح ہر بیماری سے۔

اس کے علاوہ بہت سارے مسائل فقہیہ جو آبِ زم زم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کا ذکر ہوگا اور آبِ زم زم کی تعریف میں لطف اندوز اشعار کا ایک ذخیرہ ذکر کیا جائے گا اور اس سے پہلے آبِ زم زم کی تاریخ، کنویں اور ان چشموں کی تعریف جن سے پانی کنویں میں آتا ہے اور آبِ زم زم کے بہت سارے نام اور ان ناموں کے رکھنے کی وجہیں بیان ہوں گی۔

وجہ تحریر

اور اس کتاب کو لکھنے کی دعوت مجھے آبِ زم زم کی محبت اور میری اس رغبت نے کہ میں اس نعمت عظمیٰ کے وہ فضائل بیان کروں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے اور اگر جانتے ہیں تو بہت کم۔ عنقریب آئندہ صفحات میں تبصرہ، تذکرہ، شوق دلاتا، رغبت دلاتا اور اس خبر عظیم پر رہنمائی کا ذکر آئے گا اور خصوصاً بہت سارے ایسے لوگوں کا جنہوں نے آبِ زم زم میں زہد کیا اور اس سے منہ پھیرا تو اس کے عظیم فضل اور کبیر نفع کو نہ جاننے کی وجہ سے یا اس پانی کی خیرات و برکات پر اس کے فضل کو جاننے کے باوجود حرص اور اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے دوسرے پانیوں کو آبِ زم زم کے پینے پر ترجیح دی بلکہ وہ تو حد سے بڑھ گئے خصوصاً طبیب و ڈاکٹر حضرات جنہوں نے لوگوں کو پھیرنے میں حد سے تجاوز کیا

خصوصاً مریضوں کو یعنی اپنی عقلوں اور اپنی آراء کو اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ پر جو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس پر صادر فرمایا وہ تحکم کرتے تھے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ

اِنَّهٗ خَيْرُ مَاءٍ عَلَى الْاَرْضِ وَاِنَّهٗ طَعَامُ طُعْمٍ وَشِفَاءُ سُقْمٍ

ترجمہ: کہ بے شک آبِ زم زم زمین پر موجود پانیوں میں سے بہترین پانی ہے۔ اور بے شک یہ بھوکے کو سیر کرنے والا اور بیمار کو شفاء دینے والا ہے۔

اندازِ تحریر

آبِ زم زم کے متعلق کثیر کتابیں لکھیں گئی ہیں کچھ وہ ہیں جو ابھی مخطوطے ہیں اور بعض ہیں جو چھپ چکی ہیں بعض باب ہیں یا ہیں تو وافر مقدار میں لیکن ہیں مختصر اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اکثر کے حصول میں کامیابی کے ساتھ مجھ پر احسان فرمایا تو میں نے آبِ زم زم کے متعلق لکھی گئیں جملہ کتابوں کو اس میں جمع کر دیا ہے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سارے ایسے فوائد درج کئے ہیں جو بکھرے ہوئے تھے۔ دیگر کتابوں میں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر واقفیت سے مجھ پر کرم فرمایا تو عنقریب پڑھنے والا مہربان اس کتاب میں اپنی چاہت وطلب پائے گا اور یہ کتاب آبِ زم زم کی برکتوں اور خیراتوں کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے گھونٹ کو پانے کا سبب ہوگی اور اس کا نام میں نے آبِ زم زم کی فضیلت' اس کی تاریخ' اس کے نام اور کئی خصوصیتیں' اس کی برکتیں' اس کے پینے کی نیت' اس کے احکام' اس سے شفاء پانا اور اس کی تعریف میں جملہ اشعار لکھے ہیں۔

تحقیقی رسالہ

اور میں اس کتاب کو ختم کروں گا حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی 852 رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس پیارے رسالے پر جس میں انہوں نے حدیث مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ کے حال کا جواب دے دیا ہے اور میں نے اس کا مقدمہ لکھا ہے۔ اس میں خطاؤں' تحریفات

اور بہت ساری ان چیزوں کا ذکر ہے جنہیں دوران طبع چھوڑ دیا گیا اور یہ کتاب مجھے قاہرہ میں محمد خلیفہ گیلانی کی تحقیق سے ملی۔

میں اپنے اساتذہ' مشائخ اور ہر اس شخص کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے کوئی نصیحت یا بھلائی کی بات پہنچائی اور مولیٰ عز وجل سے دعا کرتا ہوں کہ میری طرف سے اور علم سے ان سب کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

اور میں اللہ تعالیٰ سے اجر کریم چاہتا ہوں اور اس سے اس بات کا سوال کرتا ہوں اس عمل کو قبول کرکے اور اس کے نفع سے فضیلت عطا کرے اور میں اس کتاب کے پڑھنے والوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ جن پر موکل فرشتہ آمین کہے گا اور یہ بھی کہے گا جو دعا تو اپنے بھائی کے لئے کرتا ہے وہ تجھے بھی ملے۔

جیسا کہ میں اللہ سبحانہ' وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض مبارک سے بے مشقت خوشگوار جام عطا کرے جس کے بعد کبھی بھی ہم پیاسے نہ ہوں اور یہ کہ وہ اپنی عنایت سے ہمیں دوست بنا لے اور ہمیں ہمارے والدین' ہمارے مشائخ' ہمارے گھر وعزیز واقارب' ہمارے بھائی' مسلمان مرد وعورت سب کو بخش دے بے شک اس کی وہ ذات بہترین وہ ذات ہے جس سے مانگا جاتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا

سائد بن محمد یحییٰ بکداش

مکہ مکرمہ

اتوار ۱۷ رجب ۱۴۱۳ھ

مترجم

محمد یٰسین قادری

مدرسہ اسلامیہ کامونکی

جمعرات ۵ ذوالحج ۱۴۲۱ھ

دوسرا مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ اَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ عَلٰی مَا اَنْعَمَ بِهٖ وَتَفَضَّلَ وَ اَوْلٰی وَاَسْئَلُهُ الْمَزِیْدَ فِی الْآخِرَةِ وَالْاُوْلٰی وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْمِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. اَمَّابَعْدُ!

اظہارِ تشکر

یہ فضل ماءِ زم زم کی دوسری اشاعت ہے اس میں اس اشاعت کا اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے ساتھ اس کی قبولیت اور پسندیدگی کا اعلان کرتا ہوں جس کا اظہار آبِ زم زم کے پڑوس میں اہل مکہ کے شرفاء نے مطالعہ کر کے کیا۔ان حضرات نے جن کو اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کا حج اور عمرہ کرنے کے لئے بھیجتا ہے اور ان کے علاوہ دیگر مومنین کو جن کے دل اس برکت والے پانی زم زم کی محبت اور اس کی خبریں اور اس کے بارے میں جو احادیث و آثار منقول ہیں ان کے سننے کے شوق میں بھرے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اسی طرح عظیم ہے۔ فضل اسی سے اسی جل وعلا کی طرف ہے۔

اور اللہ کریم نے چاہا کہ اس کتاب کی پہلی اشاعت کے نسخے بالکل مختصر مدت میں ختم ہو جائیں۔ الحمد للہ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے دوسری اشاعت کے مقدمہ کو پہلی سے زیادہ حسین انداز میں میرے لئے آسان کر دیا کیونکہ کچھ حقیری زیادتیاں اور لطیف معلومات کا

اضافہ کیا ہے اور ان خطاؤں کو جو طبعاً بشری کمزوری کی وجہ سے پیدا ہوئی تھیں دور کر دیا ہے اس کے ساتھ کنوئیں کے اندر چشموں سے آبِ زم زم کے پھوٹنے کی تصویروں کا اضافہ بھی ہے اور ممکن ہے کہ میں نے ان میں سے اکثر کی درستگی کر دی ہو اور اللہ سبحانہ توفیق عطا کرنے والا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہمیں اپنے دین حنیف کی خدمت کے لئے اس طرح توفیق دے کہ وہ اسے ہم سے راضی کر دے اور وہ ہمیں ہمارے والدین' ہمارے مشائخ اور ہر اس شخص کو جس کا ہم پر حق ہے اور زندہ مردہ مسلمان مرد عورتوں کو بخش دے۔ بے شک وہ سننے والا' قریب ہے اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

سائد بن محمد یحیٰ بکداش

مکہ مکرمہ

پیر ۶ شعبان ۱۴۱۴ھ

ترجمہ: محمد یٰسین قادری

مدرسہ اسلامیہ کامونکی

اتوار ۸ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ

تیسرا مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُسْبِغُ كُلِّ نِعْمَةٍ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ اَكْمَلُ التَّسْلِيْمِ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ هُدَاةِ الْاُمَّةِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَبَعْدُ

یہ میری کتاب فضل ماء زم زم کی تیسری اشاعت ہے جسے میں معزز قارئین کے لئے پیش کر رہا ہوں اور اس کی پہلی دو اشاعتیں ختم ہو چکی ہیں۔ اللہ کی حمد و ثنا ہے کہ اس کتاب پر واقفیت رکھنے والے اور اس کا مطالعہ کرنے والوں کے دلوں میں بہترین حسن اثر ہے کہ ان کا ایمان اور یقین زیادہ ہوا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آبِ زم زم میں بے شمار اسرار رکھے ہیں اور بہت سارے لوگوں کی مجھے خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آبِ زم زم کے ذریعے شفاء عطا کی۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے لہٰذا اس کی توفیق اور مدد پر اسی کی حمد و ثنا اور میں اس پاک ذات سے سوال کرتا ہوں کہ اس میں وہ میرے لئے اجر لکھ دے اور دعا کرنے والوں کی نیک دعاؤں میں مجھے شریک کر دے۔

جائے افسوس!

اور میں نے کتاب کی ترتیب اور مضامین کو سابقہ اشاعت کے مطابق ہی رکھا ہے کیونکہ اس موضوع پر میں نے کوئی نئی چیز نہیں پائی جو میں اس اشاعت میں شامل کروں۔ باوجود اس کے کہ میری علمی جستجو اس موضوع کے لئے جاری و ساری ہے جس چیز کو میں یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک کتاب پر واقفیت ہوئی جسے میں نے مکتبوں

میں دیکھا جس کو عَالِجْ نَفْسَکَ بِمَاءِ زَمْ زَمَ کے عنوان سے صادر کیا گیا تھا اور اسے محی الدین عبدالحمید نے تیار کیا۔ جدہ میں دارالقادسیہ نے شائع کیا۔ 168 صفحات پر مشتمل ہے اور پہلی اشاعت اس کی ۱۴۱۵ھ ہے اور تقسیم کار شرکت تہامہ ہے۔ میں نے کتاب کو بڑے حرص سے لیا کہ دیکھوں اس میں کیا ہے اور ابواسامہ محی الدین کے قلم نے کیسا عمدہ بنایا ہے اور کیا چیز اس موضوع میں مفید ہے اور کیا زائد ہے تو میں نے اسے پایا کہ وہ پورے طور پر میری کتاب پر چھا گیا ہے۔ اس نے میری کتاب کے مضمون مصادر مطبوعہ اور مخطوط بلکہ پوری کتاب کو اس میں داخل کر دیا اور اس نے اس میں سے کچھ نہیں چھوڑا سوائے اس کے جو اس نے مختصر کر دیا۔ نہ اس نے میری کتاب کی طرف کوئی نسبت کی ہے مگر چند جگہوں پر۔ یہ بھی اس کا فضل و کرم ہے اور امانت علمیہ کی ادائیگی ہے جو اس نے کمائی ہے۔ کیا یہ شخص بھول گیا یا جان بوجھ کر بھولا ہوا بن گیا کہ اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ وہ اس سے حقوق العباد اور دنیاوی دعووں' کمینی دنیا کے لئے دنیا کو ظلم و زیادتی سے لینے' دین اور علم شرعی کے ساتھ اور کاروبار سے متعلقہ سوال کرے گا۔

کیا وہ نہیں جانتا اس حدیث کو جسے بخاری و مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

وَمَنِ ادَّعٰی مَالَیْسَ لَهٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

اور جس نے اس کا دعویٰ کیا جو اس کے پاس نہیں وہ ہم میں سے نہیں۔ اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا چاہئے۔

میں نے جب اس کے اس عمل پر واقفیت پائی تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور میں نے سوچا قریب ہے کہ میں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے اجر پالوں۔

میں نے اس کی شخصیت کے بارے میں پوچھا تا کہ اس کا تعارف کروں تو میں نے اس کی ایک مکہ مکرمہ میں کتاب پائی جو یقیناً اس کی تھی۔ میں نے اس کے متعلقہ اس سے پوچھا' اور وہ نہیں جانتا تھا اسے جو اس نے حاصل کیا تو مجھے کسی نے کہا کہ یہ شخص ایسا ہے کہ جب کوئی کتاب بازار میں دیکھتا ہے اور اسے پسند آتی ہے اسے لے لیتا ہے اس

میں پیش لفظ اور حرف آخر لکھ کر اس کے عنوانوں میں تغیر وتبدل کر دیتا ہے۔ پھر اسے جدید مناسب نام دے دیتا ہے تو میں نے اسے کہا کہ واقعی جیسے آپ نے فرمایا ہے اس نے پورا پورا اسی طرح کیا ہے۔

تو ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے اور انہیں اپنے ہاتھوں کو روکنا چاہئے تاکہ وہ لوگوں کے حقوق سے نہ کھیلیں اور اپنی صلاحیتوں اور اپنی زندگیوں کو اس میں فنا نہ کریں کہ بنالیں وہ اسے ترنوالہ ٹھنڈے پانی پر۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت ہے کہ اس نے قیامت کے دن کو ایسا دن بنایا ہے جس میں حقوق ادا کئے جائیں گے۔

اور مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اس جیسے لوگوں کے درپے ہوں یا اپنی کلام کو لمبا کروں لیکن علم اور اہل علم پر باطل گھڑنے اور باطل کے دعوے کرنے والے کثیر ہو گئے ہیں اور یہ سب علم اور دین کے نام سے ہو رہا ہے۔ ہم اللہ سے سلامتی اور عافیت کی دعا مانگتے ہیں۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ امام ابوعبید قاسم بن سلام متوفی ۲۲۴ھ پر رحم فرمائے کہ انہوں نے فرمایا کہ علم کے شکر میں سے یہ بات ہے کہ تو کسی علمی چیز کا فائدہ پائے تو جب تیرے لئے ذکر کیا جائے تو تو کہے کہ یہ بات مجھ پر مخفی تھی اور اس کا علم نہ تھا حتیٰ کہ فلاں نے مجھے اس کا فائدہ دیا تو یہی علم کا شکر ہے۔

(کتاب ابوعبید قاسم بن سلام صفحہ ۵۹)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا

سائد بن محمد یحییٰ بکداش

مدینہ منورہ

ترجمہ: محمد یٰسین قادری

۸ ذوالحج ۱۴۲۱ھ اتوار

پانچواں مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْعِمِ الْكَرِيْمِ الْجَوَادِ الْغَنِيِّ، الْمُتَفَضِّلِ كَرَمًا وَجُوْدًا بِكُلِّ خَفِيٍّ وَجَلِيٍّ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، اَلطَّاهِرِ الذَّكِيِّ، الْهَاشِمِيِّ الْمَكِّيِّ، الزَّمْزَمِيِّ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَمَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى النَّبَوِيَّ، وَاقْتَفَى الْاَثَرَ الْمُحَمَّدِيَّ اَمَّا بَعْدُ!

کتاب کی قبولیت

یہ کتاب فضل ماء زم زم کی پانچویں اشاعت ہے جس پر میں اللہ کا بے پناہ شکر گزار ہوں اور اس کی کثیر کثیر تعریف کرتا ہوں کہ اس نے فضل فرمایا اور اکرام و انعام سے نوازا اور میں اس کے عظیم و اعظم فضل کا مزید سوال کرتا ہوں وہ ذات پاک ہے جس نے مجھ پر اس کتاب کا احسان فرمایا اور الہام فرمایا اور ہر خاص و عام کے نزدیک اسے اچھی قبولیت عطا کی اور عزت عطا کی اور بے شک اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن میری اس بات کی امید ہے کہ وہ اسے بڑے اچھے انداز سے قبول فرمائے گا۔

اس اشاعت کی خصوصیت

یہ اشاعت اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے پہلی اشاعتوں سے ممتاز ہے کہ ان کے مضامین میں کچھ زیادتی ہوئی اور ان کے مقصود میں تحسین ہوئی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن رعایت سے اسے آسان کر دیا اور بڑے اچھے انداز سے توفیق عطا کی اور ان کی درستگی اور انہیں صیقل کرنے پر مدد فرمائی۔

اور اسی طرح کئی جدید نصوص کا اضافہ فرمایا۔ بے شمار اشعار اور آبِ زم زم کے متعلق فقہی مسائل کی تحریر بھی ایک عنایت ہے کہ ان مسائل میں دقیق اور اکثر کی تفریح چاروں فقہی مذاہب کے اماموں کے دلائل اور اقوال ہر مسئلے میں اور ہر قول کی نسبت ان کی معتمد مصادر کی طرف بیان کر دی گئی ہے جیسا کہ میں کتاب کی احادیث کی تخریج میں بہت زیادہ مشکل کے ساتھ انتہائی غور وفکر میں رہا۔ خصوصاً حدیث

مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ أُسْبُوْعًا (جو اس گھر کا ایک ہفتہ طواف کرے)

جو مذکور ہے صفحہ ۱۶۹ پر۔ اس کی تخریج میں میں لمبے وقت تک مشغول رہا کہ حاجت اس کے حال کے بیان کا تقاضا کرتی تھی۔

اور اس اشاعت کی جو واضح ترین خوبی یہ ہے جسے میں نے کتاب کے موضوعات کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر وغیرہ کے ساتھ انتہائی درستگی سے پیش کر دیا ہے۔

اور کتاب کو میں نے ایک مقدمہ اور پانچ ابواب میں تقسیم کر دیا ہے۔ مقدمہ کتاب کی اشاعتوں کے پیش لفظوں پر مشتمل ہے اور ساتھ اس بات کا ذکر ہے کہ میں نے کون سی آبِ زم زم کے متعلق مخطوط اور مطبوعہ کتابیں پائیں۔

پہلا باب

آبِ زم زم کی تعریف کے متعلق ہے اور اس میں کئی فصلیں ہیں۔

پہلی فصل میں آبِ زم زم کا قصہ ہے۔

دوسری فصل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم کے آبِ زم زم کے کنویں کو کھودنے کا ذکر ہے۔

تیسری فصل میں حضرت عبدالمطلب کی نذر ماننے کا ذکر ہے کہ اگر انہوں نے آبِ زم زم کے کنویں کی کھدائی مکمل کر لی۔

چوتھی فصل آبِ زم زم کے سطح زمین پر ظاہر ہونے کی مدت کا ذکر ہے جو تقریباً پانچ ہزار سال ہے۔

پانچویں فصل آبِ زم زم کی تعریف اور وہ چشمے جو پانی مہیا کرتے ہیں۔

دوسرا باب

اس میں آبِ زم زم کے ناموں کا ذکر ہے جو تقریباً چون (۵۴) ہیں اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک المزمزم اور المزمزی بھی ہے۔

تیسرا باب

اس میں آبِ زم زم کے فضائل خصائص، برکتیں مذکور ہیں اور ماء مبارک کی تئیس (۲۳) فضیلتیں مذکور ہیں خصوصاً شفاء حاصل کرنے کی گنجائش بھی ہے اور جنہوں نے شفاء پائی ان کا ذکر کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ (جس چیز کے ارادے سے انہوں نے پیا) نے اس سے شفاء دے کر ان پر فضل فرمایا اور علماء و صالحین کی بہت ساری نیتیں آبِ زم زم کے پینے کے وقت مذکور ہیں۔

چوتھا باب

یہ آبِ زم زم کے ساتھ متعلقہ فقہی احکام کے بارے میں ہے۔ اس میں سترہ مسئلے ہیں جو چند فصلوں میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔

پہلی فصل میں وہ مسائل ہیں جو آبِ زم زم پینے کے متعلق ہیں اور اس فصل میں نو مسئلے ہیں۔

دوسری فصل میں آبِ زم زم کے ذریعے پاک ہونے کے متعلق فقہی مسائل ہیں یہ پانچ ہیں۔

تیسری فصل میں آبِ زم زم کے متعلقہ تین مختلف فقہی مسائل ہیں۔

پانچواں باب

اس میں آبِ زم زم کی تعریف میں پسندیدہ اشعار ہیں اور ان ابواب کے خاتمہ میں ایک نفیس جوہر قیمتی موتی یعنی وہ لطیف رسالہ ہے جو امام حافظ مشہور ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ کا حدیث کے متعلق ہے جس میں انہوں نے حدیث مشہور مَاء" زَمْ زَمَ

لِـمَـا شُرِبَ لَهُ جو (فضیلت نمبر ۱۵ عربی کتاب کے صفحہ ۱۳۰ پر ہے اس اُردو کتاب کے صفحہ ...... پر آرہی ہے کے طرق اور حال کو بیان کیا ہے۔ پہلے مقدمہ میں اس رسالہ کے اصل مخطوط اور مطبوع کا ذکر ہو چکا ہے اور میری طرف سے اس کی خدمت کا بھی ذکر ہے۔

دعا والتجاء

اور میں اللہ عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہماری طرف سے ہمارے نبی ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی جزا عطا کرے جس کے وہ اہل ہیں اور آپ کے صحابہ اور تابعین کو رضی اللہ عنہم اور ان کو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۱۶/۴۳)

اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔

اور میں اللہ جل وعلا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے دین حنیف اور شرعِ منیف کے خدام میں اخلاص، درستگی، آسانی، حافظ، لطف وکرم اور پوری عافیت عطا کرتے ہوئے ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کے ہاں مقبول ہیں۔ اور میں اس ذاتِ پاک سے رضا، رضوان اور دارین کی سعادت اور یہ کہ اپنے لئے، اپنے والدین کریمین کے لئے، ہمارے مشائخ، ہمارے گھر والے ہمارے دوست احباب اور تمام مسلمانوں کے لئے اجر وثواب کو عظیم کرنے کا سوال کرتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سيد الاوّلين والاخرين وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سائد بن محمد یحییٰ بکداش

اتوار ۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مدینہ منورہ

پوسٹ بک نمبر 6479

مترجم: محمد یٰسین قادری شطاری

۱۷ ذوالحج بروز منگل جامعہ اسلامیہ کاموکے

کتب مخصوصہ

(آبِ زم زم کے موضوع پر لکھیں گئیں جن کتابوں پر مجھے واقفیت ہوئی)

قدیم و جدید علماء نے ہر زمانے میں آبِ زم زم کے متعلق لکھنے کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا۔ تاریخ مکہ کے موضوع پر کوئی کتاب ایسی نہیں جس کے مصنف نے آبِ زم زم کا ذکر نہ کیا ہو۔ قلیل یا کثیر اور ان سب کتابوں میں سے جو زیادہ معلومات فراہم کرتی ہے وہ فاکھی متوفی ۲۷۲ھ کی اخبار مکہ ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے صرف آبِ زم زم کے موضوع پر رسائل لکھے اور آبِ زم زم کے موضوع پر خاص رسائل جن پر میری واقفیت ہوئی وہ سترہ ہیں میں ان کا بیان کروں گا۔

۱- کتب مطبوعہ

۱- وہ ایک رسالہ ہے جس میں مشہور حدیث "مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" کے حال کے متعلق گفتگو کی گئی ہے اس کے مصنف حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں۔ متوفی ۸۵۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ حدیث کا چھوٹا سا رسالہ ہے جسے ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کے طرق اور رُتبہ کو بیان کرنے کے لئے خاص کیا۔

یہ کتاب ۱۴۱۲ھ میں گیلانی محمد خلیفہ کی تحقیق سے چھپ چکی ہے اور یہ اشاعت تحریفات اور غلطیوں سے بھری پڑی ہے۔ اس کے متعلقہ گفتگو اس کتاب کے آخر میں انشاء اللہ تفصیل سے آ رہی ہے۔

۲-اَلْجَوْهَرُ الْمُنَظَّمُ فِيْ فَضَائِلِ مَاءِ زَمْ زَمَ

یہ کتاب احمد بن محمد بن آق شمس الدین حنفی مکی جو حرم مکی میں مدرس تھے اور خطباء و

آئمہ کے شیخ تھے ۱۱۶۵ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ (یہ الشیخ علامہ محمد بن حمزہ دمشقی پھر رومی جو شیخ آق شمس الدین کے نام سے معروف ہیں کے پوتے ہیں آق کا معنی سفید۔ وہ شیخ سلطان عثمانی محمد فاتح ہیں جو قسطنطنیہ کی فتح میں ان کے ساتھ تھے۔ یہ دمشق میں ۷۹۲ھ کے دوران پیدا ہوئے اور وہ ۸۶۵ھ میں زندہ تھے۔ شقائق نعمانیہ میں جلد اول صفحہ ۲۴۵ اور البدر الطالع جلد دوم صفحہ ۱۶۶ میں ان کا تعارف ہے۔

جوہر المنظم کے مؤلف نے اپنی کتاب جوہر المنظم کے صفحہ ۷۳ میں وضاحت کی ہے کہ اس کا جداعلیٰ آق شمس الدین اور پوتا شیخ احمد ابن شیخ محمد بن احمد شمس مکی حنفی جو مکہ مکرمہ کے شیخ الخطباء والائمہ ہیں متوفی ۱۱۶۵ھ ان کے کئی رسائل ہیں۔ ایک رسالہ فضل زم زم ہے جیسا کہ نشر النور والظہر صفحہ ۹۲، ۹۳ میں مختصر ہے اور اس میں نام احمد بن احمد ہے اور میں نے اس کو درست کر دیا ہے۔ نظم الدرر کے صفحہ ۷۶ سے اور اس کے رسالہ پر مطبوعہ نام الجوہر المنظم ہے)

اور کتاب جوہر المنظم ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب مصر میں چھپی مطبع السعادۃ ۱۳۳۲ھ اور یہ نادر الوجود ہے۔

(اس کی ایک فوٹو کاپی اور اس سے آئندہ جس رسالے کا ذکر آیا ہے اس کی فوٹو کاپی میرے استاذِ محترم ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابو سلیمان نے مجھے عطا کی۔ یہ جامعہ ام القراء میں شرعی اسباق کے بڑے استاد رہے اور اس وقت بڑے علماء کی تنظیم کے رکن ہیں اللہ ان کی خیر و عافیت سے حفاظت فرمائے اور ان کے ذریعے نفع عطا کرے۔

۳-اَلْاِعْلَامُ الْمُلْتَزَمُ بِفَضَائِلِ زَمْ زَمَ

یہ کتاب محدث احمد بن علی غزی ازہری متوفی ۱۱۷۹ھ کی ہے رحمہ اللہ تعالیٰ (ان کا تعارف ہدیۃ العارفین جلد نمبر ا صفحہ ۱۷۶ پر اور معجم المولفین جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۶ پر ہے۔ یہ چھوٹا سا رسالہ ہے جو بڑی تقطیع کے سات صفحات پر مشتمل ہے جو مکہ مکرمہ میں مطبع ترقی ماجدیہ عثمانیہ سے ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوا اور یہ بھی نادر الوجود ہے۔)

۴-اِزَالَةُ الدَّهْشِ وَالْوَلَهِ عَنِ الْمُتَحَيِّرِ فِيْ صِحَّةِ حَدِيْثِ مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ

(مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ حدیث کی صحت میں جو شخص حیران ہے اس کی دہشت اور حیرانگی کا ازالہ)

سید محمد بن ادریس قادری حسنی فاسی متوفی ۱۳۵۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور یہ مصر میں مطبع جمالیہ ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی اس کا وجود بھی نایاب ہے۔ (آپ حدیث میں مالکی علماء میں سے ہیں آپ کی بہت ساری کتابیں ہیں جن میں سے ایک سنن ترمذی کی شرح ہے اور آپ کا تعارف زرکلی کی اعلام کتاب کی چھٹی جلد اٹھائیسویں صفحے پر ہے اور مجھے فضیلت الشیخ استاذ شاعر ابراہیم فطانی مکہ شریف کے سابقہ قاضی حفظہ اللہ بخیر و عافیہ نے مجھے خبر دی کہ یہ کتاب نادرالوجود ہے اور وہ ۹۰ سال کی عمر سے تجاوز کر گئے ہیں پھر ان کی وفات کی خبر بھی میرے پاس آئی اللہ ان پر رحم فرمائے جبکہ میں اس کتاب کی اشاعت کے لئے تصحیح کر رہا تھا۔ ان کی وفات ۱۴۱۳ھ شعبان میں ہوئی۔ اللہ ان پر کرم فرمائے اور ہمیں ان کا عوض عطا فرمائے۔ اس کا ایک نسخہ حرم مکی کے مکتبہ میں موجود ہے وہاں سے میں نے اس کی فوٹو کاپی حاصل کی اور کتاب ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔)

(پھر میں نے جبکہ میں تیاری کر رہا تھا اس کتاب کی دوسری اشاعت کی۔ اس کتاب کی نئی اشاعت کو زہیر شاویش کی تحقیق اور شیخ ناصرالدین البانی کی تخریج کے ساتھ دیکھا جسے مکتب اسلامی نے ۱۴۱۴ھ میں شائع کیا)

۵- زَمْ زَمَ طَعَامُ طُعْمٍ وَشِفَاءُ سُقْمٍ

آبِ زم زم بھوکے کے لئے کھانا اور بیمار کے لئے شفاء ہے۔

یہ کتاب انجینئر استاذ حمزہ کوشک کی ہے اور وہ مکہ مکرمہ میں ۱۹۴۱ عیسوی میں پیدا ہوئے۔

(آپ سعودی عرب کے مغربی علاقے میں ۱۳۹۷ھ میں صاف پانی اور صرف صحت کے محکمہ میں ناظم اعلیٰ تھے پھر آپ ریٹائرڈ ہو کر مکتبہ ہندسیہ کے لئے مقرر ہو گئے۔)

اور یہ کتاب ۱۴۰۳ھ میں چھپی طباعت ونشر کے لئے دارالعلم سے جدہ میں اور اس کتاب کے بڑی تقطیع کے شاندار ۲۳۰ صفحات ہیں اور اس میں آبِ زم زم کے بارے

میں طبقات الارض اور کیمیائی موضوعات وغیرہ کے حوالے سے ایک لمبی علمی گفتگو ہے۔ زم زم کے کنویں کو ۱۴۰۰ھ میں صاف کرنے کے متعلقہ معلومات اور بہت سی تصاویر ہیں۔

۶- مُعْجِزَاتُ الشِّفَاءِ بِمَاءِ زَمْ زَمَ (آبِ زم زم کے ذریعے شفاء کے معجزے)

یہ کتاب محمد عبدالعزیز احمد اور میرے بزرگ سید ابراہیم کی تالیف ہے۔ اس کے ۹۶ صفحات ہیں۔ یہ قاہرہ میں مکتبۃ القرآن سے شائع ہوئی اور اس پر تاریخ اشاعت نہیں ہے لیکن اس کا وجود مارکیٹ میں ۱۴۱۱ھ میں تھا۔

۷- بَرَکَتُ مَاءِ زَمْ زَمٍ وَ دُعَاءُ الْحُفَّاظِ عِنْدَهَا

آبِ زم زم کی برکت اور اس کے پیتے وقت حافظوں کی دعا

یہ چھوٹا سا رسالہ محمد احمد عباس کا ہے اس کی اشاعت ۱۴۱۲ھ میں جدہ سے دارالفنون سے ہوئی اور یہ آخری تین کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔

۸- زَمْ زَمْ" بَيْنَ عَجَائِبِ التَّارِيْخِ وَ مُكْتَشَفَاتِ الْعِلْمِ

(آبِ زم زم تاریخ کے عجائب اور علم کی ایجادات کے بیان میں)

یہ کتاب بدلہ میں تیار کی گئی ہے۔ اسے دمشق میں دارالکلم الطیب نے نشر کیا اور ۱۴۱۵ھ کے پہلے مہینے میں چھپی اور یہ رسالہ بمشکل چھوٹی تقطیع کے سو صفحات پر مشتمل ہے۔

(ب) مخطوطہ کتب

۱- اَلْتِزَامُ مَالَا يَلْزَمُ فِي مَاوَرَدَ فِي مَاءِ زَمْ زَمْ

(اس چیز کا التزام جو لازم نہیں ہے آبِ زم زم کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا اس کے بارے میں)

یہ کتاب ابن طولون محمد بن علی متوفی ۹۵۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے یعنی علامہ حافظ شمس الدین ابن طولون دمشقی حنفی نے اپنا تعارف اپنی ہی مطبوعہ کتاب الفلک المشحون فی احوال محمد بن طولون میں کیا ہے اور آپ کا تعارف غزی کی کتاب کواکب سائرہ جلد ۲ صفحہ ۵۲ پر ہے۔

یہ رسالہ پانچ بڑے ورقوں پر مولف کے اپنے خط سے لکھا ہوا ہے۔

(اس کتاب کی فوٹو کاپی جناب ڈاکٹر شیخ عبدالقیوم عبد رب النبی ''اللہ تعالیٰ ان کی خیر و عافیت کے ساتھ حفاظت فرمائے'' نے شکریے کے ساتھ عطا فرمائی جو جامعہ ام القراء میں مرکز احیاء التراث الاسلامی میں تحقیق کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

مخطوطے کی اصل تابلس نابلس میں ابن طولون کے مجموعے میں ہے۔ پھر اسے احمد تیمور پاشا نے خریدا اور مصر منتقل کر دیا اور ایک فوٹو کاپی دمشق میں مجمع علمی عربی کو ہدیۃً عطا کی۔

۲-نَشْرُ الْآسِ فِیْ فَضَائِلِ زَمْ زَمٍ وَّسِقَایَةِ الْعَبَّاسِ

(حضرت عباس کے پانی پلانے اور آبِ زم زم کے فضائل کے بارے میں خوشبو پھیلانا)

یہ کتاب خلیفہ بن ابی الفرج زمزمی مکی کی ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۶۰ ہجری سے کچھ زائد ہے رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ امام فقیہہ شافعی ابن حجر مکی ہیتمی کے نواسے ہیں۔ آپ کی کئی تالیفات ہیں اور آپ کا تعارف محبی نے خلاصۃ الاثر جلد۲ صفحہ۱۳۲ پر اور الاعلام کی جلد۲ صفحہ۳۱۲ پر ذکر کیا ہے۔

اور یہ کتاب ۴۴ ورقوں پر مشتمل ہے اور جن کتابوں کو میں نے آبِ زم زم کے متعلق پایا ان میں ضخیم کتاب ہے۔

اس کتاب کی فوٹو کاپی شکریے کے ساتھ جناب استاد ڈاکٹر محمد حبیب ہیلہ حفظہ اللہ بخیر و عافیہ سے مجھے عطا ہوئی۔ آپ جامعہ ام القراء میں تاریخ کے بڑے اسباق کے استاذ ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

(ج) مخطوطہ کتب

(جو مجھے حاصل نہ ہوئیں)

۱- جُزْء'' فِیْ حَدِیْثِ مَاء'' زَمْ زَم'' لِمَا شُرِبَ لَهُ

آبِ زم زم اسی مقصد کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے۔

اس حدیث کے بارے میں یہ رسالہ ہے۔ اس کے مصنف شرف الدین دمیاطی

عبدالمومن بن خلف ہیں جن کی وفات ۷۰۵ھ میں ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

اس کا ذکر حافظ ابن حجر نے اپنے رسالے میں کیا ہے اس رسالے کا نام یہی مذکور ہے۔ صفحہ ۲۷۲ اور یہ انہوں نے اپنے عراقی شیخ سے ابن صلاح پر اپنے نکات میں بیان کیا ہے اور اس کا ذکر اسی طرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں صفحہ ۳۵۹ پر فرمایا ہے۔

۲-تَفْضِیْلُ زَمْ زَمٍ عَلٰی کُلِّ مَاءٍ قَلِیْلٍ وَ زَمْ زَمٍ

آبِ زم زم کی فضیلت ہر کثیر اور قلیل پانی پر

اس کتاب کا ذکر امام تقی الدین ابن فہد المکی نے لحظ الالحاظ ذیل تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۳۱ میں فرمایا ہے اس مخطوطے کی طباعت میں اس کے نام کے بارے میں مذکور ہے کہ قلیل زم زم ان دونوں کلموں کے درمیان واؤ نہیں ہے۔ دوسرے زم زم کا معنٰی ہے کثیر اس طرح کتاب کے نام کا معنی ہوا آبِ زم زم کی ہر قلیل وکثیر پانی پر فضیلت۔ میں جب اس کتاب کی پہلی اشاعت میں تھا تو صرف واؤ کے بغیر مجھے بہت مشکل درپیش ہوئی میں نے اس کو اسی طرح لکھ دیا پھر مجھے واؤ کے زیادہ کرنے کے ساتھ اس مشکل کا حل چھپی ہوئی کتاب میں مل گیا اور برادر محترم فاضل ڈاکٹر شیخ عبدالحکیم داؤد حفظہ اللہ وشکر لہ سعیہ کی طرف سے ہے۔

یہ کتاب امام زین الدین عراقی عبدالرحیم بن حسین متوفی ۸۰۶ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔

آپ کا تعارف بھرپور انداز میں لحظ الالحاظ ذیل تذکرۃ الحفاظ میں ابن فہد نے صفحہ ۲۲۰ سے ۲۴۳ صفحہ تک کیا الضوء اللامع صفحہ ۱۷۱ سے ۱۷۸ تک ہے۔

۳-الْجَواھِرُ الْمَکْنُوْنَۃُ فِیْ فَضَائِلِ الْمَضْنُوْنَۃِ

پوشیدہ جواہر مضنونہ کے فضائل میں

(مضنونہ آبِ زم زم کا ایک نام ہے) یہ کتاب جمال الدین محمد بن عبداللہ بن ظہیرہ شافعی متوفی ۸۱۷ ہجری کی ہے۔

(امام محدث علامہ شافعی فقیہہ مکہ مکرمہ کے قاضی نحوی شاعر آپ کی کئی تالیفات ہیں

آپ کا تعارف الضوء الامع صفحہ ۹۲ تا ۹۵ پر ہے یہ نام منقول ہے اور آبِ زم زم کے اس نام کو علامہ شیخ محمد جاراللہ ابن محمد بن ابی بکر بن ظہیرہ قرشی حنفی متوفی ۹۸۶ ہجری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الجامع اللطیف فی فضل مکۃ و اھلھا و بناء البیت الشریف کے صفحہ ۲۶۷ پر نقل کیا ہے اور اسی طرح صاحب جوہرالمنظم نے فضائل ماءِ زم زم کے صفحہ ۴۴ پر نقل فرمایا ہے اور جمال الدین محمد بن ظہیرہ کا الضوء الامع میں جلد ۸ صفحہ ۹۴ میں تعارف موجود ہے۔ ان کی کتابوں کے ذکر کے ساتھ انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے اپنے لئے ایک جزء آبِ زم زم کے متعلق بیان میں تخریج فرمائی ہے تو ہوسکتا ہے وہ الجواہر المکنونہ ہی ہو۔

۴- اَلدِّرَايَةُ فِيْ مَا جَاءَ فِيْ زَمْ زَمٍ مِنَ الرِّوَايَةِ

آبِ زم زم کے متعلق روایات کا علم

یہ کتاب امام حافظ ابن ناصر الدین دمشقی محمد بن عبداللہ متوفی ۸۴۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اس کا ذکر ابوبکر بن زید جراعی دمشقی حنبلی متوفی ۸۸۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب تحفۃ الراکع والساجد فی احکام المساجد صفحہ ۶۱ پر کیا ہے۔

جیسا کہ برادر محترم استاد محمد بن ناصر الحجمی الکویتی نے اس کا ذکر اپنی تحقیق کے مقدمہ میں کیا ہے۔ یہ تحقیق ابن ناصر الدین دمشقی کی کتاب التنقیع فی حدیث التسبیح کی ہے۔ صفحہ ۳۴ اس کی پہلی اشاعت ۱۴۱۳ھ ہے۔ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت نے اسے نشر کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اسے ابن حجر کے نواسے یوسف بن شاہین نے بھی ذکر کیا ہے۔ متوفی ۸۹۹ھ رونق الالفاظ معجم الحفاظ میں جو کہ مخطوط ہے ۲/ ۵۸/ ۱

۵- اَلْخَيْرُ الْاَرَمْ رَمْ فِيْ مَاوَرَدُ فِيْ زَمْ زَمْ

بے شمار خیر آبِ زم زم کے فضائل میں

یہ کتاب امام محمد بن علی بن طولون الصالحی متوفی ۹۵۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔

مؤلف نے اپنا تعارف اپنی ہی کتاب الفلک المشحون فی احوال محمد بن طولون کے صفحہ ۱۰۰ پر کیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کیا یہ رسالہ وہی ہے جس کا پہلے ذکر ہوا ہے التزام

مالا یلزم یا اس نے دو رسالے آبِ زم زم کے موضوع پر تالیف فرمائے۔

۶-اَلنَّھْجُ الْاَقْوَمِ فِی الْکَلَامِ عَلٰی حَدِیْثِ مَاءِ زَمْ زَمٍ

آبِ زم زم کی حدیث پر جو کلام ہے اس میں قول فیصل

۷-اور اس کے ساتھ دُرَرُ الْقَلَائِدِ فِیْ مَا یَتَعَلَّقُ بِزَمْ زَمٍ اَلسَّقَایَۃُ مِنَ الْفَوَائِدِ

موتیوں کے ہار آبِ زم زم کے پلانے کے متعلق اور فوائد کے متعلق

یہ دونوں کتابیں امام ابن علان محمد علی بن محمد صدیقی مکی متوفی ۱۰۵۷ھ کی ہیں۔

یہ امام مفسر' محدث' فقیہہ' شافعی ہیں ان کی بہت ساری مشہور تصانیف ہیں جو ۶۰ سے زائد ہیں اور تمام اعلیٰ ترین ہیں۔ ان میں سے مشہور ترین فتوحات ربانیہ علی اذکار النواویہ اور دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین' خلاصۃ العصر کی چوتھی جلد صفحہ ۱۸۴ پر آپ کا کافی تعارف موجود ہے۔

ان دونوں کتابوں کا ذکر اور اپنا تعارف مولف نے اپنی نافع کتاب فتوحات ربانیہ علی اذکار النواویہ کی پانچویں جلد صفحہ ۲۸ پر فرمایا ہے۔ میں نے ان مخطوطات کی تلاش میں بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِھِمْ جَمِیْعًا قریب ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس لے آئے بے شک وہ اکرم الاکرمین ہے۔

بابِ اوّل

تاریخ زم زم

یہ پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔

۱- قصہ ماءِ زم زم

۲- زم زم کی کھدائی

۳- عبدالمطلب کی نذر

۴- ظہور آبِ زم زم کی مدت

۵- آبِ زم زم کا کنواں اور چشمے

فصل اول:

آبِ زم زم کا قصہ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالٰی نے اپنی کتاب بخاری شریف میں زم زم کے پھوٹنے کے قصے کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ابراہیم علیہ السلام اسماعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو لے کر زم زم کے بالائی طرف مسجد سے اوپر والے حصے میں تشریف لائے جبکہ اسماعیل علیہ السلام دودھ پیتے بچے تھے حتیٰ کہ آپ نے ان کو چھوڑا بیت اللہ کے قریب ایک بڑے درخت کے پاس۔ ان دنوں مکہ میں کوئی رہنے والا نہ تھا اور نہ وہاں پانی تھا۔ جب آپ نے ان کو وہاں چھوڑا تو ان کے پاس ایک برتن جس میں کھجوریں اور ایک برتن جس میں پانی تھا پھر ابراہیم علیہ السلام پیچھے چلے گئے۔ آپ کے پیچھے ام اسماعیل گئیں۔ عرض کی حضرت آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی میں جس میں نہ کوئی انسان ہے نہ کوئی دوسری شے چھوڑے جاتے ہیں تو یہ بات انہوں نے آپ سے کئی مرتبہ کہی مگر آپ ان کی طرف توجہ ہی نہ فرماتے تھے۔ آخرکار انہوں نے کہا

اللہ اَمَرَکَ بِھٰذَا

کیا اس کا حکم اللہ نے آپ کو دیا ہے تو آپ نے جواباً کہا ہاں۔ حضرت ہاجرہ نے کہا

اِذَنْ لَا یُضِیْعُنَا

تب تو وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ پھر آپ پلٹ آئیں۔ پھر ابراہیم علیہ السلام چلے گئے حتیٰ کہ جب گھاٹی کے پاس پہنچے جہاں سے وہ آپ کو نہ دیکھ سکتے تھے تو آپ نے اپنا منہ بیت اللہ شریف کی طرف کیا اور ہاتھ اٹھا کر ان کلمات کے ساتھ دعا فرمائی جو اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ (۱۳ سورہ ابراہیم رکوع نمبر ۱۸)

اے ہمارے رب بے شک میں نے اپنی اولاد کو ایسے مقام پر ٹھہرایا ہے جہاں پر کوئی سبزہ نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس۔ اے ہمارے رب اس لئے کہ یہ نماز قائم کریں تو' تو بنا دے لوگوں کے دلوں کو کہ ان کی طرف کھنچے چلے آئیں اور تو انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما' تاکہ یہ شکر گزار ہوں۔

اسماعیل کی والدہ نے اسماعیل کو دودھ پلانا شروع کر دیا اور اس پانی سے پیتی رہیں حتیٰ کہ جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو ماں بیٹا دونوں پیاسے ہو گئے۔ تو آپ نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ آپ پیاس سے بے تاب تھے اور پریشانی کے عالم میں زمین پر پاؤں مارتے تھے اور بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ گویا وہ موت کی ہچکیاں لے رہے تھے یعنی سسکیاں لے لے کر روتے تھے اور کبھی آواز بلند کرتے تھے۔ کبھی آواز پست ہوتی تھی جھگڑنے والے کی طرح تو سیدہ کی طبیعت کو بے قراری ہو رہی تھی۔

جب آپ اسے دیکھ کر برداشت نہ کر سکیں تو وہ چلیں تو صفا پہاڑ کو انہوں نے اپنے قریب ترین اس زمین میں پایا اس پر کھڑی ہوئیں منہ وادی کی طرف کر کے دیکھنے لگیں کہ کیا کوئی نظر آتا ہے تو انہیں کوئی نظر نہ آیا تو آپ صفا سے اتریں حتیٰ کہ جب وادی تک پہنچی تو آپ نے اپنے دامن کو اٹھایا پھر آپ طاقتور انسان کی طرح دوڑیں حتیٰ کہ وادی کو عبور کر کے مروہ تک پہنچی اس پر کھڑی ہوئیں تو دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آئے تو انہیں کوئی نظر

نہ آیا اس طرح آپ نے سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہی صفا و مروہ کے درمیان لوگوں کی سعی ہے۔ تو جب آپ مروہ پر چڑھیں تو آپ نے ایک آواز سنی تو آپ نے کہا خاموش رہ تو یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے آپ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہہ رہی ہیں۔ آپ نے پھر کان لگایا تو کہا تو نے سنا لیا اگر تیرے پاس کوئی پانی وغیرہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک آپ نے ایک آواز سنی تو آپ نے فرمایا۔

اَغِثْ اِنْ کَانَ عِنْدَکَ خَیْرٌ

اگر تیرے پاس خیر ہے تو مدد کر تو اچانک آپ فرشتہ جبریل علیہ السلام کے پاس زم زم کی جگہ کے قریب تھیں۔

طبری کے نزدیک اسناد حسن کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے جبریل کو ندا دی تو جبریل نے کہا تو کون ہے آپ نے جواب میں کہا

اَنَا هَاجَرُ اُمُّ وَلَدِ اِبْرَاهِیْمَ

میں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی ماں ہاجرہ ہوں۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ ابراہیم نے آپ دونوں کو کس کے سپرد کیا ہے۔ سیدہ نے جواب دیا اللہ کے۔ جبریل نے کہا کہ انہوں نے تم دونوں کو کافی (اللہ تعالیٰ کفایت کرنے والا) کے سپرد کیا ہے فتح الباری ۴۰۲/۶ اور یہی مضمون الفاکہی کے نزدیک اخبار مکہ ۲/ ۷ میں ہے۔

تو جبریل علیہ السلام نے اپنی ایڑی یا اپنے پیر سے زمین کو کریدا حتیٰ کہ پانی ظاہر ہو گیا۔ امام بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ پانی بہنے لگا تو اسماعیل کی والدہ علیہم الصلوۃ والسلام گھبرا گئیں تو آپ نے اس کے گرد حوض بنانا شروع کر دیا اور اپنے ہاتھ سے اس طرح اس طرح کہتی جاتی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے کہ آپ نے پانی کو روکنا شروع کیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اسے چھوڑ دیجئے یہ بہت زیادہ سیراب کرے گا۔ فتح الباری ۶ /۴۰۲ اور آپ نے پانی کو مشک میں ہاتھوں کے ساتھ ڈالنا شروع کیا۔ آپ کے ہاتھوں کے ساتھ پانی ڈالنے کے بعد پانی جوش مارنے لگا۔ ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْ زَمَ اَوْقَالَ! لَوْلَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْ زَمُ عَيْنًا مَّعِيْنًا

اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا فرمایا اگر وہ پانی کو چلوؤں سے نہ روکتیں تو زم زم جاری چشمہ ہوتا۔

بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ اگر آپ اسے چھوڑ تیں تو پانی ظاہر ہو جاتا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ نے پانی پیا اور بچے کو دودھ پلایا۔ بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے پانی پینا شروع کیا تو آپ کا دودھ بچے کے لئے زیادہ ہو گیا۔ آپ کو فرشتے نے کہا ضائع ہونے کا ڈر نہ رکھو کیونکہ یہاں بیت اللہ ہے۔ جسے یہ بچہ اور اس کا والد تعمیر کریں گے اور اللہ اس بیت اللہ کے رہنے والوں کو ضائع نہیں کرے گا اور ایک روایت میں ہے (فرشتے نے کہا کہ) تو پانی کے ختم ہونے کا خوف نہ رکھ۔ فاکہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ تو اس وادی کے رہنے والوں پر پیاس کا ڈر نہ رکھ کیونکہ یہ چشمہ ایسا ہے جس سے اللہ کے مہمان پیتے رہیں گے۔ (فتح الباری ۶/۴۰۲)

سیدہ ہاجرہ اسی حالت میں وہاں ٹھہری رہیں حتیٰ کہ ان کے پاس سے جرہم بنی قحطان کا ایک قافلہ یا جرہم قبیلے کے ایک گھر والے گزرے۔ کداء کے راستے سے آتے ہوئے تو وہ مکہ میں اترے۔ انہوں نے پرندوں کو منڈلاتے دیکھا حالانکہ کبھی کوئی پرندہ وہاں نہ گزرا تھا تو انہوں نے کہا کہ بے شک یہ پرندہ پانی پر گھومتا ہے اور اس وادی میں ہمیں ایک زمانہ گزرا ہم نے یہاں پانی نہیں دیکھا۔ انہوں نے ایک یا دو قاصدوں کو بھیجا۔ انہوں نے پانی پایا تو واپس آ کر انہوں نے انہیں خبر دی تو وہ سب پانی پر آئے۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدہ ہاجرہ پانی کے پاس موجود تھیں تو انہوں نے پوچھا کہ آپ ہمیں اس پانی کے پاس ٹھہرنے کی اجازت دیتی ہیں؟ آپ نے انہیں اجازت دی اور فرمایا کہ پانی پر تمہارا حق کوئی نہیں یعنی تمہارے لئے پانی میں سے اس کے سوا کچھ نہیں جو تم اسے پیو یا جس سے نفع اٹھاؤ۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری محبت ام اسماعیل کی وجہ سے ہے کہ آپ انسانیت سے محبت رکھتی تھیں۔ پھر وہ وہاں ٹھہرے اور انہوں نے اپنے اہل خانہ کو پیغام بھیجے تو وہ ان کے ساتھ وہیں آ بسے۔الحدیث

اور اسی طرح مکہ کی وادی کا حال تھا کہ وہاں پانی نہ تھا اور نہ کوئی وہاں ٹھہرتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کے واسطے زم زم کو ظاہر فرما دیا تو اس وقت سے مکہ آباد اور مکہ میں یمن کا ایک قبیلہ جسے جرہم کہا جاتا ہے پانی کی وجہ سے سکونت پذیر ہوا۔ یہ وہب بن منبہ کا کلام ہے جیسا کہ اس کلام کو ان سے فاکہی نے اخبار مکہ میں ۹/۲ میں روایت کیا ہے۔

اسماعیل علیہ السلام کے بعد زم زم اور جرہم

قبیلہ جرہم آبِ زم زم پیتے رہے اور اس کے پاس جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرے رہے تو جب جرہم نے حرم کے ساتھ تحقیر آمیز سلوک کیا اور انہوں نے بیت اللہ شریف کی حرمت کو پامال کر دیا۔ کعبۃ اللہ کا مال جو ہدیۃً آتا تھا وہ ظاہر و پوشیدہ کھانے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے کاموں کا ارتکاب کیا۔ آبِ زم زم خشک ہو کر ختم ہو گیا۔

نوٹ: (اور یہ ان کی سزا کے لئے تھا پھر زم زم کا کنواں اسی طرح ہو گیا جس طرح پہلے تھا۔ اس کا پانی نہ ختم ہوا نہ کم ہو سکا جیسا کہ اس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔)

آبِ زم زم کی جگہ پرانی ہوتی رہی اور مٹتی رہی اور اس پر پانی کے سیلاب گزرتے رہے۔ حتیٰ کہ اس کی جگہ ایسی پوشیدہ ہوئی گویا مٹ گئی (اخبار مکۂ الازرقی ۹۲/۱، ۹۰، ۴۱/۲ اسے انہوں نے بعض اہل علم کی طرف منسوب کیا ہے)۔

ازرقی نے جرہم اور ان کے ان اعمال کو ذکر کیا ہے جو بیت اللہ شریف، حرم اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس سے محروم ہونے کا سبب بنے اور وہ کیسے قتل کئے گئے اور جو باقی رہے وہ کیسے ذلت و رسوائی کے ساتھ وہاں سے نکلے۔

عثمان بن ساج کے طریق سے روایت ہے کلبی سے اور کلبی کی روایت ہے ابو صالح

ے انہوں نے کہا جب جرہم کی ولایت کا زمانہ لمبا ہو گیا انہوں نے حرم کی بڑی بڑی چیزوں کو حلال کر لیا اور انہوں نے وہ کچھ پایا جو وہ نہیں پاتے تھے تو انہوں نے حرم کی عظمت کو پامال کیا اور کعبہ معظمہ کے نذرانہ کو ظاہر اور پوشیدہ طور پر کھانے لگے۔ وہ ظلم کرتے اس پر جو مکہ کے باہر رہنے والوں میں سے اس میں داخل ہوئے تو مکے میں ان کا حال پتلا ہو گیا وہ کمزور ہوئے۔ ان کے درمیان جھگڑے پیدا ہوئے اور اختلاف ہوا حالانکہ اس سے پہلے وہ عرب میں سب سے زیادہ عزت والا قبیلہ تھا۔ سب سے زیادہ مال اور اسلحہ ان کے پاس تھا اور سب سے زیادہ عزت والے تھے۔

مضاض بن عمرو کا خطبہ

جرہم میں ایک شخص تھا جسے مضاض بن عمرو بن حارث بن مضاض بن عمرو کہا جاتا تھا۔ جب اس نے ان کا حال دیکھا تو اس نے انہیں خطاب کیا اور نصیحت فرمائی اور اس نے کہا اے میری قوم اپنے آپ پر رحم کرو اللہ کے حرم اور اس کے امن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو حالانکہ تم نے دیکھا اور سنا ان کو جو تم سے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں جیسے قوم ہود، قوم صالح، قوم شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام تو تم یہ کام نہ کرو تم صلہ رحمی سے کام لو اور ایک دوسرے کو نیکی کے کام کی نصیحت کرو اور برائیوں سے رک جاؤ اللہ تعالیٰ کے حرم اور اس کے عزت والے گھر کی عزت پامال نہ کرو اور تم اپنی حالت امن اور قوت سے دھوکہ نہ کھاؤ اور اس حرم میں ظلم کے ساتھ بے دینی کرنے سے بچو یہ بہت بڑی ہلاکت ہے۔

اور اللہ کی قسم یقیناً تم جانتے ہو کہ یہاں کوئی ایک نہ رہا تھا کہ اس نے ظلم کیا ہو اور وہ بے دین ہوا ہو مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ دی اور انہیں جڑ سے اکھیڑ ڈالا اور اس زمین کو دوسروں سے بدل دیا تو تم سرکشی سے پرہیز کرو کیونکہ سرکش باقی نہیں رہتے حالانکہ تم دیکھ چکے اور تم نے سنا ان کا جو تم سے پہلے رہائش پذیر ہوئے جیسے طمس، جدیس، عمالیق یہ وہ لوگ تھے جن کی عمریں لمبی تھیں۔ طاقت میں زبردست ان کے مرد کثیر، مال بے شمار اولاد زیادہ تو جب انہوں نے اللہ کے حرم کو پامال کیا اور اس میں ظلم کے ساتھ بے دینی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے مختلف طریقوں سے نکالا بعض وہ ہیں جنہیں

چونٹیوں کے ذریعے نکالا گیا اور بعض وہ ہیں جنہیں خشک سالی سے نکالا گیا اور کچھ وہ ہیں جو تلوار کے زور سے نکالے گئے۔

اور تم انہیں کے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے بعد زمین کے وارث ہوئے تو تم اللہ کے حرم کی حفاظت کرو یعنی تم اس کی عظمتوں کی رعایت رکھو اور اس کے عزت والے گھر کی تعظیم کرو اس سے اور جو کچھ اس میں ہے الگ ہو جاؤ اور جو اس میں داخل ہو اس کی حرمتوں کی تعظیم کرتا ہوا آئے۔ اس پر ظلم نہ کرو۔ نہ اس پر جو اپنے سامان کو بیچنے کے لئے آیا یا تمہارے پڑوس کی خواہش کرتے ہوئے آیا تو بے شک تم اگر یہ کام کرو گے تو مجھے ڈر ہے اس بات کا کہ تم بھی اللہ کے حرم سے ذلت ورسوائی کے ساتھ نکالے جاؤ گے حتیٰ کہ تم میں سے کوئی ایک حرم تک پہنچنے کی طاقت نہ رکھے گا اور نہ اس کے گھر کی زیارت کرنے کی جو تمہارے لئے حفظ وامان ہے۔ پرندے اور وحشی جانور اس میں امن پائیں گے۔

ان میں سے ایک نے اسے کہا جو اسے جواب دے رہا تھا اسے مجذع کہا جاتا تھا کون ہے جو ہمیں نکالے گا۔ اس نے کہا کیا ہم عرب میں زیادہ عزت والے اور زیادہ افرادی قوت اور اسلحہ والے نہیں ہیں؟ تو مضاض بن عمرو نے اسے کہا:

اِذَا جَاءَ الْاَمْرُ بَطَلَ مَا تَقُوْلُوْنَ

کہ جب حکم آئے گا تو جو تم کہتے ہو بے کار رہ جائے گا۔

تو جو کچھ وہ کرتے تھے اس میں انہوں نے کوئی کمی نہ کی۔ جب مضاض بن عمرو نے دیکھا کہ جرہم حرم میں سے کعبہ کا مال چوری چھپے اور اعلانیہ لے جاتے ہیں تو اس نے ان دو ہرنوں جو بیت اللہ میں سونے کے تھے اور کچھ قلعی تلواروں کا ارادہ کیا تلواریں اور ہرن وغیرہ فارس کے بادشاہ ساسان نے کعبہ کی طرف بطور ہدیہ بھیجی تھیں جیسا کہ روض الانف ۱/۱۶۶ میں ہے اور قلعیہ یہ نسبت ہے ہندوستان کے ایک شہر کی طرف جیسا کہ صالحی کی سبل الھدی والرشاد ۱/۲۴۲ میں بھی ہے اور ''قلع'' کے تحت القاموس المحیط دیکھی جا سکتی ہے۔ انہیں زم زم کے کنوئیں کی جگہ دفن کر دیا اور زم زم کا پانی بالکل ختم ہو چکا تھا جب تک

جرہم نے حرم میں برائیوں کا ارتکاب کیا حتیٰ کہ کنویں کی جگہ پوشیدہ ہوئی اور مٹ گئی تو مضاض بن عمرو اور اس کے بعض لڑکے اندھیری رات میں گئے انہوں نے زم زم کے کنویں کو کھودا اور گہرا کیا پھر اس میں تلواروں اور دونوں ہرنوں کو دفن کر دیا۔

(اخبار مکہ ازرقی ۱/۹۲'۹۰)

زم زم کے کنویں کا مٹنا' جرھم کی سزا

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بیئر زم زم کو جرہم نے دفن کیا جب انہیں مکہ سے نکالا گیا

(شفاء الغرام الفاسی ۱/۲۴۷)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر خزاعۃ کو مسلط کر دیا تو انہوں نے انہیں حرم سے نکال دیا تو شرید کے سوا ان میں سے کوئی نہ بچا اور جرہم فنا ہو گئے۔ انہیں خزاعۃ کے ساتھ جنگ میں تلوار نے فنا کر دیا اور کعبہ کے متولی خزاعۃ ہوئے اور جب تک اللہ پاک نے چاہا تو وہ اس کے متولی رہے۔

اس عرصے میں زم زم کا مقام زمانے کے گزرنے سے معروف نہ رہا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیار کیا اور انہیں قریش میں سے اس کام کے لئے مخصوص فرما لیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا۔ (اخبار مکہ ازرقی ۲/۴۱ اور ۱/۹۳' ۹۴)

آبِ زم زم مٹا رہا حتیٰ کہ اس کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ یہاں تک کہ برکتوں والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کا وقت آ گیا جن کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوتے تھے جو صاحب کوثر ہیں اور سیراب کر دینے والے حوض کے مالک ہیں۔ تو جب آپ کے ظہور کا وقت قریب ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا کو پانی پلانے کی اجازت دی یعنی جو آبِ زم زم دفن ہو چکا تھا اسے ظاہر کریں۔

(الروض الانف سہیلی ۱/۱۶۶)

زم زم کے کنویں سے خواب کے ذریعے جسے عبدالمطلب نے دیکھا پردے ہٹا دیئے گئے اور انہیں کنویں کو کھودنے کا حکم ہوا اور انہیں کچھ علامتیں بتائی گئیں جن کے ذریعے زم

زم کی جگہ واضح ہوئی تو انہوں نے اسے کھودا۔

زم زم کو کھودنے کا وقت

امام سہیلی کا گزشتہ کلام اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ عبدالمطلب کا زم زم کو کھودنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھوڑی دیر پہلے تھا یعنی عام الفیل سے پہلے۔

اور اس طرح امام تقی الدین الفاسی نے فرمایا ہے اور یہ شفاء الغرام (۱/ ۲۴۷) میں موجود ہے۔

آپ کا زم زم کے کنویں کو کھودنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے تھا کیونکہ ہم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب زم زم کو کھودا تو آپ کا سوائے حارث کے کوئی بیٹا نہ تھا (اس کا ذکر آگے آرہا ہے جہاں پر سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نذر ماننے کا ذکر ہے کہ اگر اللہ پاک نے مجھے دس لڑکے عطا کئے اور آبِ زم زم کی کھدائی پوری ہوگئی تو دس میں سے ایک کو ذبح کریں گے) اور ہم نے یہی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیرت ابن اسحاق میں اس کے ثقہ رجال کی سند سے روایت کی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد اور آپ کے چچاؤں میں سے سوائے حارث کے کوئی نہ تھا وہ پیدا ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ان کے بعد عام الفیل میں ہوئی اور وہ جوازرقی (اخبارِ مکہ ۲/ ۴۲) کی زہری سے روایت کا مفہوم ہے کہ عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زم زم کو کھودنا عام الفیل کے بعد ہے وہ روایت درست نہیں۔ واللہ عالم

دوسری فصل

زم زم کی کھدائی

ابن اسحاق کے طریق سے ازرقی میں علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ زم زم کی حدیث کو بیان کرتے ہیں کہ کب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسے کھودنے کا حکم ہوا (۱- اخبار مکہ ۲/۴۴، ۴۶ ۲- اخبار مکہ فاکھی ۲/۱۶، ۳- طبقات ابن سعد ۱/۸۳، ۴- الروض الانف ۱/۱۶۶ آبِ زم زم کو کھودنے کے قصہ کے لئے متعدد روایتیں اور کئی طریق ہیں۔)

عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں حجر اسماعیل میں سویا ہوا تھا۔ کوئی میرے پاس آیا اس نے کہا طیبہ کو کھودو میں نے کہا طیبہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ وہ غصے سے چلا گیا۔ پھر جب میں دوبارہ اپنی اس سونے کی جگہ جا کر سو گیا تو وہ شخص پھر آیا اس نے کہا برہ کو کھودو میں نے کہا برہ کیا تو وہ پھر چلا گیا۔

جب تیسرا دن ہوا میں پھر اپنے مقام میں سو رہا تھا کہ اس شخص نے آ کر کہا زم زم کو کھودو میں نے کہا کہ زم زم کیا ہے تو اس نے کہا وہ کبھی خشک نہ ہوگا اور نہ قلیل ہوگا (جیسا کہ زم زم کے ناموں میں اس بات کا ذکر آئے گا) اور یہ پانی حاجیوں کی عظیم جماعت کو چیونٹیوں کی بستی کے قریب سیراب کرے گا۔

آپ فرماتے ہیں جب میرے لئے زم زم کا حال اس نے ظاہر کر دیا اور اس کی جگہ پر مجھے رہنمائی کر دی گئی اور یہ بات واضح ہوگئی کہ کہنے والا سچ کہتا ہے تو میں نے کدال لیا اور میرے ساتھ میرا بیٹا حارث تھا۔ اس کے سوا میرا کوئی بیٹا نہ تھا تو میں نے اسے کھودا حتیٰ

کہ جب میرے لئے ...... کنارے ظاہر ہوئے تو میں نے تکبیر کہی تو قریش نے جان لیا کہ عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاجت پوری ہوگئی تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر کہا اے عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیئر (کنواں) اسماعیل ہے اور اس میں ہمارا حق ہے تو ہمیں اپنے ساتھ شریک کر۔

عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں یہ کام نہیں کروں گا کیونکہ تمہیں چھوڑ کر مجھے اس کام کے لئے مخصوص کر کے تمہارے درمیان میں سے مجھے ہی یہ اعزاز عطا کیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا تو ہم سے انصاف کر بے شک ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے اور اس بارے میں ہم تجھ سے جھگڑا کریں گے۔ آپ نے فرمایا تم میرے اور اپنے درمیان جسے چاہو ثالث مقرر کرلو میں فیصلہ اس کے پاس لے جاؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ بنی سعد بن ھذیم کاھنہ

آپ نے فرمایا درست ہے کہ وہ شام کے بڑے لوگوں میں سے ہے تو عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہوئے اور ان کے ساتھ بنی عبد مناف میں سے ایک شخص اور قریش کے ہر قبیلے سے ایک ایک شخص سوار ہو کر چلے اور زمین اس وقت اس علاقہ کی صحرائی تھی یعنی بے آب میدان تھے۔ چلتے چلتے جب وہ حجاز اور شام کے درمیان پہنچے تو حضرت عبدالمطلب اور آپ کے ساتھیوں سے پانی ختم ہو گیا۔ انہیں پیاس نے ستایا تو انہیں ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے اپنے ساتھ قریش کے باشندوں سے پانی مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا ہمیں بھی صحرا میں تمہاری طرح تکلیف پہنچنے کا ڈر ہے۔

جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوم کے اس کرتوت کو دیکھا اور اپنی اور ساتھیوں کی حالت دیکھی تو فرمایا (اے قریش!) تمہاری رائے کیا ہے؟

انہوں نے کہا ہمارے رائے آپ کی رائے کے تابع ہی ہے اور ہمارا معاملہ وہی ہی ہے جو آپ چاہیں۔

آپ نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے لئے اپنی طاقت کے

مطابق کھودے تو جب کوئی مر جائے اس کے ساتھی اسے اس گڑھے میں ڈال کر مٹی ڈال دیں حتیٰ کہ تم میں آخری ایک مردہ رہ جائے تو ایک آدمی کا ضیاع و ہلاک پوری ایک ٹیم کے ضیاع و ہلاک سے آسان ہے۔

وہ بولے آپ کے ارادہ کو ہم نے سنا پھر ہر شخص اٹھا اور اپنا گڑھا کھودنے لگا۔ پھر پیاس کی وجہ سے سب بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے۔ پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اللہ کی قسم ہمارا اپنے آپ کو یہاں ڈال دینا یہ عاجزی و سستی ہے۔ کیا ہمیں کوئی حیلہ تلاش نہیں کرنا چاہیے؟ ممکن ہے کہ اللہ پاک ہمیں کسی جگہ سے پانی عطا کر دے' کوچ کرو' انہوں نے سفر کی تیاری کی حتیٰ کہ جب فارغ ہوئے اور جو قریش ان کے ساتھ تھے وہ تیاری کرتے تھے' حضرت عبدالمطلب اپنی سواری کی طرف بڑھے اور سوار ہوئے' جب سواری آپ کو لے کر اٹھی تو اس کے کھر کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا تو آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ آپ نے اتر کر پانی پیا' آپ کے ہمراہیوں نے بھی پیا اور انہوں نے اپنے برتنوں کو پانی سے بھر لیا۔ پھر آپ نے اپنے ساتھ چلنے والے قبائل کو بلایا۔ فرمایا پانی لو کہ یقیناً اللہ عزوجل نے ہمیں پانی عطا فرمایا ہے پیو اور جمع کر لو تو انہوں نے پی کر جمع کر لیا۔

جن قبائل نے آپ سے جھگڑا کیا تھا انہوں نے کہا اے عبدالمطلب بے شک اللہ عزوجل نے ہمارے خلاف اور آپ کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم ہم آبِ زم زم کے بارے کبھی بھی آپ سے نہ جھگڑیں گے۔

جس نے آپ کو اس صحرا میں یہ پانی عطا فرمایا ہے وہی ہے جو آپ کو زم زم عطا کر رہا ہے۔ لہٰذا آپ اپنے سقایہ کی طرف راشد ہوتے ہوئے لوٹ جائیں۔ آپ اور قبائل قریش آپ کے ساتھ لوٹ آئے اور کاہنہ کے پاس نہ گئے اور عبدالمطلب اور زم زم کے درمیان سے الگ ہو گئے۔

ابن اسحاق نے کہا اور میں نے اس شخص کو بھی سنا جو آبِ زم زم کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کرتا ہے کہ جب عبدالمطلب

کو زم زم کھودنے کا حکم ہوا تو انہیں کہا گیا۔

اُدْعُ بِالْمَاءِ الرَّوَاءِ، غَیْرِ الْکَدِرِ...... اِحْفِرْ زَمْ زَمْ اِنْ حَفَرْتَهَا لَمْ تُذَمَّ وَهِیَ تُرَاثٌ" لِاَبِیْکَ الْاَعْظَمِ

سیراب کرنے والے صاف ستھرے پانی کی دعا مانگو..... زم زم کھودو۔ بے شک اس کا کھودنا برا نہیں اور یہ آبِ زم زم آپ کے عظیم باپ (اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی میراث ہے۔

جب آپ سے یہ بات کہی گئی تو آپ نے کہا آبِ زم زم ہے کہاں؟ ابن اسحاق یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ کو بتایا گیا کہ آبِ زم زم چیونٹیوں کے بل کے پاس ہے جہاں کوا کل چونچ مارے گا۔

تو دوسرے دن صبح حضرت عبدالمطلب اور آپ کا بیٹا حارث وہاں پہنچے اور اس وقت آپ کا اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ تو آپ نے چیونٹیوں کا بل پا لیا اور دو بتوں اساف اور نائلہ کے درمیان کوے کو چونچ مارتے بھی پایا۔ آپ نے کدال لیا اور حکم کے مطابق کھدائی شروع کر دی، قریش نے جب دیکھا تو آپ کے پاس پہنچے اور بولے اللہ کی قسم ہم تجھے ان دو بتوں کے درمیان جن کے پاس ہم ذبح کرتے ہیں کھدائی نہ کرنے دیں گے۔

آپ نے حارث کو کہا کہ تو مجھے کھودنے دے اللہ کی قسم جس کا مجھے حکم ہوا ہے میں اسے کر کے رہوں گا۔

تو جب انہوں نے جان لیا کہ آپ اس کام کو چھوڑ کر جھگڑے میں بھی نہیں پڑنا چاہتے بلکہ کام کر گزرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ سے کھدائی کے معاملہ میں الگ ہوئے اور رک گئے۔ ابھی آپ نے بہت قلیل کھدائی کی تھی کہ آپ کے لئے کنویں کا کنارہ ظاہر ہوا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ کا خواب سچ ہے۔ جب آپ نے مزید کھدائی فرمائی تو آبِ زم زم کے کنویں میں سونے کے دو ہرن پائے۔ یہ دونوں ہرن وہی تھے جنہیں مکہ سے نکلتے وقت قبیلہ جرہم والے دفن کر گئے تھے۔ اور آپ نے اس میں کچھ قلعی تلواریں، ذرعیں اور جنگی ساز و سامان پایا۔

صالحی نے سبل الھدی والرشاد (۱/۱۸۹ بیروت اور اخبار مکہ ۲/۴۳ میں ارزقی کے نزدیک حدث زہری سے مروی ہے۔

میں ابن اسحاق سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اور بیہقی سے زہری کی روایت نقل کرتے ہوئے ذکر کیا۔ کہ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلٹ آئے اور زم زم کی کھدائی مکمل کر لی اور اس پر ایک حوض بنایا جسے آپ بھر دیتے اور حاجی اس سے پیتے۔ قریش کے حسد کرنے والے لوگ رات کے وقت اس حوض کو توڑ دیتے اور اور عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے درست کرتے رہتے حتیٰ کہ جب ان کا حوض کو خراب کرنے کا عمل کثیر ہوا تو آپ نے اپنے رب سے دعا فرمائی پھر آپ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا تھا کہہ دو

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَا اُحِلُّھَا لِمُغْتَسِلٍ وَلٰکِنْ ھِیَ لِشَارِبٍ حِلٌّ" وَبِلٌّ" ثُمَّ کُفِیْتُھُمْ

اے اللہ بے شک میں اسے نہانے والے کے لئے حلال نہیں کرتا لیکن یہ پینے والے کے لئے حلال اور مباح ہے۔ پھر تجھے ان سے کفایت کر دی جائے گی۔

عبدالمطلب نے کھڑے ہو کر اپنی خواب کا اعلان کر دیا اور تشریف لے گئے۔ تو جب کوئی شخص حوض کو خراب کرتا اس کے جسم میں بیماری پیدا ہو جاتی حتیٰ کہ لوگوں نے حوض اور اس کے سقایہ کو چھوڑ دیا۔



تیسری فصل

حضرت عبدالمطلب کی نذر

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زم زم کی کھدائی پر اللہ کے لئے نذر مانی تھی جب آپ کو کھدائی کا حکم دیا گیا کہ اگر آپ نے اسے کھودا' اس کام کو پورا کر لیا اور آپ کے دس بیٹے پورے ہوئے تو ان میں سے ایک کو اللہ عزوجل کے لئے ذبح کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی بزرگی اور اولاد میں اضافہ فرمایا کہ چھ بیویوں سے دس بیٹے ہوئے۔

(۱) حارث (۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) ابوطالب (۴) زبیر (۵) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) ضرار (۷) ابولھب (۸) غیداق (۹) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰) مقوم۔

جب دس بیٹے پورے ہو گئے۔ آپ کو شرف عظیم عطا ہوا' زم زم کھود لیا اور اس سے پانی پلانے کا کام پورا ہو گیا' آپ نے اپنے بیٹوں میں قرعہ اندازی کی کہ کس کو ذبح کریں تو قرعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کے نام نکلا۔

آپ نے ان کے ذبح کا ارادہ فرمایا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں بنومخزوم' قریش کے بڑے بڑے حضرات اور ان کے اہل رائے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا اللہ کی قسم! آپ اسے ذبح نہیں کریں گے کیونکہ اگر آپ نے ایسا کر دیا تو یہ ہم پر ہماری اولاد میں ایک طریقہ عرب کے اندر جاری ہو گا۔

اس مسئلہ میں آپ کے بیٹے بھی قریش کے ساتھ ہو گئے تو قریش نے آپ سے کہا

کہ حجاز میں ایک عرافہ (نجومی جو علم غائب کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا جیسا کہ ابن اثیر کی نھایہ ۳/۲۱۸ میں ہے اور شریعت نجومیوں اور اٹکل قیاس اور قیافہ سے بات کرنے والوں کو جھوٹا قرار دیتی ہے۔ احادیث صحیحہ صریحہ میں ان کی تصدیق کرنے اور ان کے پاس آنے سے منع فرمایا اور اس کام کو حرام قرار دیا۔ صحیح مسلم اور اس کی شرح امام نووی کی تصنیف دیکھی جا سکتی ہے ۱۴/۲۲۳'۲۲۷) ہے۔ اس کے کچھ جن تابع ہیں تو اس سے پوچھ۔ پھر تجھے اپنے معاملہ میں اختیار ہے اگر وہ تجھے ذبح کا حکم دے ذبح کروا اگر وہ کسی ایسے کام کا حکم دے جس میں آسانی ہو تو اسے قبول کرو۔

نجومی عورت کے پاس جانا

راوی کہتا ہے کہ پھر وہ سب اس کے پاس پہنچے۔ اس سے پوچھا اور اس کے سامنے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صورتحال بیان فرمائی تو اس نے کہا تم سب مجھ سے واپس چلے جاؤ۔ جب میرا جن میرے پاس آئے گا میں اس سے پوچھوں گی تو اس سے لوٹ آئے حتیٰ کہ دوسرا دن ہوا۔

پھر صبح اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا ہاں میرے پاس خبر آئی ہے تمہارے اندر دیت کی مقدار کیا ہے؟ انہوں نے کہا دس اونٹ۔

راوی نے کہا کہ دیت کی اس وقت یہ ہی صورتحال تھی۔

وہ نجومی عورت بولی' اپنے علاقے کی طرف لوٹ جاؤ اور دس اونٹ قربانی کے لئے الگ کر کے اونٹ اور عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے درمیان قرعہ اندازی کرو اگر قرعہ اونٹوں پر نکلے تو انہیں ذبح کر دو اور اگر تمہارے صاحب (عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر نکلے تو دس اونٹ اور زیادہ کر کے پھر قرعہ اندازی کرو حتیٰ کہ تمہارا رب راضی ہو جائے تو جب قرعہ اندازی اونٹوں کے حق میں ہو تو انہیں ذبح کر دو تب تمہارا رب راضی ہو گا اور تمہارے صاحب کو نجات ہو گی۔

قرعہ اندازی

پھر مکہ کی طرف سب لوٹ آئے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو وہ حضرت عبداللہ کے بارے نکلا۔ تو قریش نے کہا اے عبدالمطلب! اپنے رب کے لئے زیادہ کر حتیٰ کہ راضی ہو جائے لہٰذا آپ دس دس اونٹ بڑھاتے رہے اور قرعہ حضرت عبداللہ پر نکلتا رہا اور قریش کہتے رہے۔

زِدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَرْضٰی

اپنے رب کے لئے زیادہ کرو حتیٰ کہ وہ راضی ہو جائے۔

آپ ایسا کرتے رہے حتیٰ کہ اونٹ سو ہو گئے اور قرعہ اونٹوں پر نکل آیا۔ قریش نے عبدالمطلب سے کہا انہیں ذبح کرو کہ یقیناً تیرا رب راضی ہو گیا اور آپ نے قرعہ اندازی کی ہے۔

آپ نے فرمایا پھر تو میری طرف سے اپنے رب کے ساتھ اس وقت تک انصاف نہ ہو گا جب تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام کا تین بار نہ نکل آئے۔ لہٰذا آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور سو اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی تین بار کی تو ہر بار قرعہ اونٹوں کا ہی نکلا۔

تین بار قرعہ اندازی کرنے کے بعد آپ نے وادیوں' گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اونٹ ذبح فرمائے اور ان اونٹوں سے کسی انسان' پرندے اور درندے کو روکا نہ گیا۔ ان اونٹوں سے آپ نے اور آپ کے بیٹوں میں سے کسی ایک نے کچھ بھی نہ کھایا۔ مکہ شریف کے اردگرد کے دیہاتیوں کو بلایا گیا اور جو باقی بچا اس پر درندے جھپٹ پڑے۔ یہ پہلا موقع تھا جب دیت سو اونٹ ہوئی پھر اللہ پاک نے اسلام بھیجا تو دیت یہی پکی ہو گئی۔

اور اس دن جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی طرف واپس ہوئے تو وہب بن مناف بن زہرہ بن کلاب کے پاس سے گزرے وہ مسجد میں بیٹھے تھے اور وہ مکہ کے شرفاء میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کر دیا۔ (اخبار مکہ، ازرقی ۲/ ۴۸-۴۹ اور طبقات ابن سعد ۱/ ۸۸ دیکھئے)

اور ایک دوسری مختصر روایت میں اس کا ذکر ازرقی (۲/ ۴۳-۴۴) نے کرتے ہوئے کہا۔

جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھدائی شروع کی۔ وہ آپ پر گراں گزری۔ آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ پاک ان کو دس بیٹے عطا کرے تو وہ ایک کو قربان کریں گے...... پھر آپ نے عورتوں سے نکاح فرمائے تو دس بیٹے پیدا ہوئے۔ آپ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام کا نکلا۔ آپ کو حضرت عبداللہ سے سب بیٹوں سے زیادہ محبت تھی۔ آپ نے اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اے اللہ! کیا تجھے یہ زیادہ پسند ہے یا سو اونٹ؟ پھر قرعہ اندازی اپنے بیٹے اور سو اونٹوں میں کی تو قرعہ سو اونٹوں کا تھا لہٰذا آپ نے انہیں ذبح کر دیا۔

اور صالحی نے سبل الھدی والرشاد (۱/ ۲۴۴، طبعۃ بیروت) میں ابن سعد اور بلاذری سے اس نذر کے سبب کے بارے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ عدی ابن نوفل بن عبد مناف مطعم کے والد نے آپ سے کہا اے عبدالمطلب! کیا تو ہم پر ظلم و زیادتی کرنا چاہتا ہے؟ حالانکہ تو تنہا ہے تیری اولاد کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم مجھے قلت اور کمی سے عار دلاتے ہو؟ تو اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دس لڑکے عطا کئے تو میں ضرور ضرور ایک کو کعبہ کے پاس قربان کروں گا۔ الخ

لیکن پہلا واقعہ زیادہ مشہور ہے۔

اور اسی طرح اللہ پاک جو چاہے ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا و مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذبح ہونے سے محفوظ رکھا اور سو اونٹوں کا فدیہ دیا گیا تا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ متحقق ہو اور عبداللہ بن عبدالمطلب سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا سبب ہوں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور آپ کا آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام جہانوں کے لئے رحمت کا ہدیہ و عطیہ ہے۔

چوتھی فصل

ظہورِ آبِ زم زم کی مدت

سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے چشمہ آبِ زم زم کے پھوٹنے سے لے کر (اس عربی کتاب کے لکھنے کے) دن تک اس پانی کے ظہور کو تقریباً پانچ ہزار سال گزر چکے ہیں جیسا کہ آئندہ عبارات سے واضح ہوگا۔

ابن سعد نے طبقات میں (۵۳/۱ اور امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی الحاوی للفتاویٰ ۱۳۹/۲ میں بھی یہ مضمون ہے) ذکر کیا۔ روایت کرتے ہیں محمد بن عمر بن واقد اسلمی سے اور ایک سے زائد اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم اور موسیٰ بن عمران علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان 10 قرن ہیں اور ایک قرن سو سال ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا سیدنا موسیٰ بن عمران اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان فاصلہ انیس سو سال ہے اور ان دونوں کے درمیان فترۃ (وہ زمانہ جس میں کوئی رسول دنیا میں موجود نہ ہو) نہیں تھا۔

اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ۵۶۹ سال کا عرصہ تھا۔

اس بیان کے مطابق سیدنا ابراہیم اور سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تین ہزار چار سو انہتر سال کا عرصہ ہے۔ اس میں ہم ۵۳ سال زیادہ کریں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے پہلے کی زندگی ہے اور ہجرت سے ہمارے اس زمانہ تک ۱۴۲۰ چودہ سو بیس سال ہیں لہٰذا سب مل کر سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سے زمانہ سے اب تک چار ہزار نو سو بیالیس سال ہیں۔

اگر ہم اس کل سالوں کی گنتی سے وہ سال نکال دیں جو سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اور اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت میں ہے یعنی آبِ زم زم کے پھوٹنے اور ظاہر ہونے تک تو وہ ۹۹ سال ہیں۔

(جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد جو زبان ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ادا ہو چکا کے بارے فرمایا۔ یعنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحٰقَ سورۃ ابراہیم آیت ۳۹' سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پیدا ہوئے اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۹۹ سال تھی۔ اسی طرح امام قرطبی کی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں ہے ۹/۲۷۵)

نتیجہ یہ ہوا کہ آبِ زم زم کے ظاہر ہونے کی کل مدت چار ہزار آٹھ سو تنتالیس ۴۸۴۳ ہے یعنی جو پانچ ہزار سال تقریباً ہے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

یہ تو زمین پر پانی کے ظہور کی مدت ہے البتہ اس کا وجود زمین کے نیچے اس سے پہلے تھا۔ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ظاہر ہونے تک اس کی مدت کیا ہے؟ اس کا علم بھی اللہ ہی کے پاس ہے اور عنقریب آگے یہ بات آ رہی ہے کہ چشمہ آبِ زم زم جنت کے چشموں میں سے ہے جسے زم زم کے کنویں کی جگہ لایا گیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس مبارک پانی کو اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ظاہر کرنے کی اجازت دی تو سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنویں کی جگہ کی زمین پر ضرب ماری تو زمین پر آبِ زم زم ظاہر ہوا۔

پانچویں فصل

زم زم کا کنواں اور چشمے

آبِ زم زم کا کنواں کعبہ مشرفہ کے قریب واقع ہے لیکن اس کا بالائی حصہ مطاف (طواف کی جگہ) کے نیچے ۱۵۶ میٹر گہرائی میں ہے۔ مطاف کی زمین میں مقام ابراہیم کے پیچھے بائیں طرف جبکہ نگاہ کعبہ مشرف کی طرف ہو۔ وہاں پر ایک گول پتھر رکھا گیا ہے جس کے اوپر (بیئر زم زم) لکھا ہے۔ موجودہ کنواں کے بالائی حصہ کے ساتھ قبہ کے اندر مطاف کی سطح کے نیچے ستون بنا ہوا ہے۔

اور مطاف کے آخر میں مقام ابراہیم کے پچھلی جانب کنویں کے منہ کی طرف سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ جو کنویں کے منہ تک پہنچاتی ہیں۔

یہ آبِ زم زم کے کنواں کی جگہ اور مکان کے متعلق مسئلہ تھا۔ البتہ کنویں کی حالت دو طرح کی ہے (یہ بات یحییٰ کوشک کی ''کتاب زم زم'' میں صفحہ ۶۰ دیکھی جائے)

۱- وہ حصہ جس کی گہرائی ۱۲٫۸۰ میٹر ہے کنویں کے منہ سے۔

۲- وہ حصہ ہے جسے پہاڑ کی چٹان میں سوراخ کر کے بنایا گیا اس کی لمبائی ۱۷٫۲۰ میٹر ہے۔ اس طرح کنویں کی گہرائی تیس میٹر کنویں کے منہ سے اس کی نچلی سطح تک ہے۔

پانی کی سطح تک کنویں کے منہ سے گہرائی چار میٹر کے قریب ہے اور وہ چشمے جو کنویں کو پانی پہنچاتے ہیں۔ ان کی گہرائی کنویں کے منہ سے ۱۳ میٹر ہے اور چشموں سے کنویں کی آخری حد تک گہرائی ۱۷ میٹر ہے۔

اور کنویں کا قطر گہرائی کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے اور وہ ۱٫۴۵ اور ۲٫۵ میٹر کے درمیان ہے۔

وہ چشمے جن سے کنویں میں پانی آتا ہے تین ہیں۔ ایک چشمہ رکن اسود (حجر اسود والے کونے) کے محاذی ہے۔ ایک چشمہ جبل ابی قبیس اور صفا کے برابر سامنے ہے اور تیسرا چشمہ مروہ کے محاذی ہے (اخبار مکہ' ازرقی ۲/۶۱' فاکھی ۲/۴۷)

زم زم کے چشموں کی یہ حدود پرانی' تیسری صدی میں اور اس سے پہلے تھی۔ البتہ جو حدبئی ۱۴۰۰ ہجری میں مکمل ہوئی اسے انجینئر استاذ یحیٰی کوشک یوں بیان کرتا ہے۔

مصدرِ رئیسی (پانی کے نکلنے کا بڑا مرکز) وہ سوراخ و چشمہ ہے جو کعبہ شریف کی طرف رکن غربی حجر اسود کی سمت میں ہے اس کا طول ۴۵ سینٹی میٹر ہے اس کی بلندی ۳۰ سم اس سے پانی کی سب سے بڑی مقدار پھوٹتی ہے اور دوسری پانی نکلنے کی جگہ بڑی ہے جو مکبّریہ (اذان و اقامت کہنے کی جگہ) کی جانب ہے۔ ۷۰ سم لمبائی' اندر سے دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ اس کی بلندی ۳۰ سم ہے۔

اور وہاں پر کچھ چھوٹے چھوٹے سوے ہیں جو کنویں کے اندر پتھروں کی عمارت کے درمیان ہیں ان سے پانی نکلتا ہے۔ پانچ سوے دو بنیادی سوتوں کے درمیان والی سطح میں ہیں۔ ان کی مقدار ایک میٹر ہے جیسے کہ ۲۱ دوسرے سوے بھی موجود ہیں جو پہلے بنیادی سوے سے ظاہر ہوتے ہیں اور جبل ابی قبیس اور صفا و مروہ (زم زم' یحیٰی کوشک ص ۶۱) کی سمت میں ہیں۔ آئندہ صفحات میں ایک زم زم کے کنویں کی (کتاب زم زم' یحیٰی کوشک کے صفحہ ۹۳) گہرائی کی طرف لمبی تصویر ہے۔ اس سے کنویں کی گہرائی' بعد اور حرم شریف میں اس کا مکان معلوم و واضح ہوتا ہے جہاں تصویر کے بائیں رکن علوی میں ایک کنویں کی جگہ خط لگایا گیا ہے کعبہ شریف کے قریب۔

پانچ تصویریں اس کے بعد دی ہیں۔ چار تصویروں میں کنویں کے چشموں سے پانی چھوٹتا دکھایا گیا ہے (یحیٰی کوشک کی کتاب زم زم سے ماخوذ) اور پانچویں تصویر میں کعبہ شریف سے کنویں کا مقام و موقع اور مقام ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام واضح ہوتا ہے۔

(بن لادن کے سعودی مسئولی مجموعہ سے ماخوذ ہے جس میں حرمین شریفین کی شاہراہوں کی تنفیذ کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔)

آبِ زم زم ظاہر کیسے ہوا؟

سوال : یہاں ایک سوال ہو سکتا ہے کہ آبِ زم زم کا چشمہ پھوٹا اور زمین پر سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی والدہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عزت و اکرام کے لئے ظاہر ہوا۔ یہ ظاہر ہونے والا پانی کنواں کیسے بن گیا اس کنویں کی خاصی گہرائی ہے؟

جواب : صحیح جواب اللہ پاک جانتا ہے اور جو تصور میں آتا ہے یہ ہے کہ آبِ زم زم زمین پر پہلے ظاہر ہوا تا کہ اس تک پہنچنا آسان ہو اور اس کا حصول سہولت سے ہو لہٰذا اُمِ اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام چلو سے پانی لیتی اور پیتی تھیں۔ پھر زمانے کے ساتھ ساتھ آبِ زم زم آہستہ آہستہ زمین کی سطح سے نیچے جانے لگا اور اس کا ابتداء ظہور اُمِ اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کے احاطہ کرنے کے ساتھ تھا اور یہ سلسلہ اسی طرح رہا حتیٰ کہ زم زم کا کنواں معین حد تک گہرا ہو گیا واللہ اعلم۔

اور جب زم زم کا کنواں جرہم کے جانے کے بعد دفن کر دیا گیا اور اثر مٹا دیا گیا۔ اس کے اوپر ریت، پتھر ایک لمبے زمانے کے گزرنے کے دوران پڑتے گئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس کے ظہور کا حکم فرمایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھودنے سے ایک معین گہرائی تک رہا حتیٰ کہ گہرائی (کنویں کے بطن) تک پہنچ گئی اور کنواں اسی طرح اس دن تک رہا واللہ اعلم۔

مدینہ شریف میں کنواں آبِ زم زم

تنبیہہ : ایک بہت اچھی تنبیہہ یہاں پر ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک کنواں ہے جس کا نام بیئر زم زم ہے (وفاء الوفا ۳/۹۵۳، سبل الھدیٰ والرشاد ۷/۲۲۴، ۲۲۸ طبعۃ بیروت)

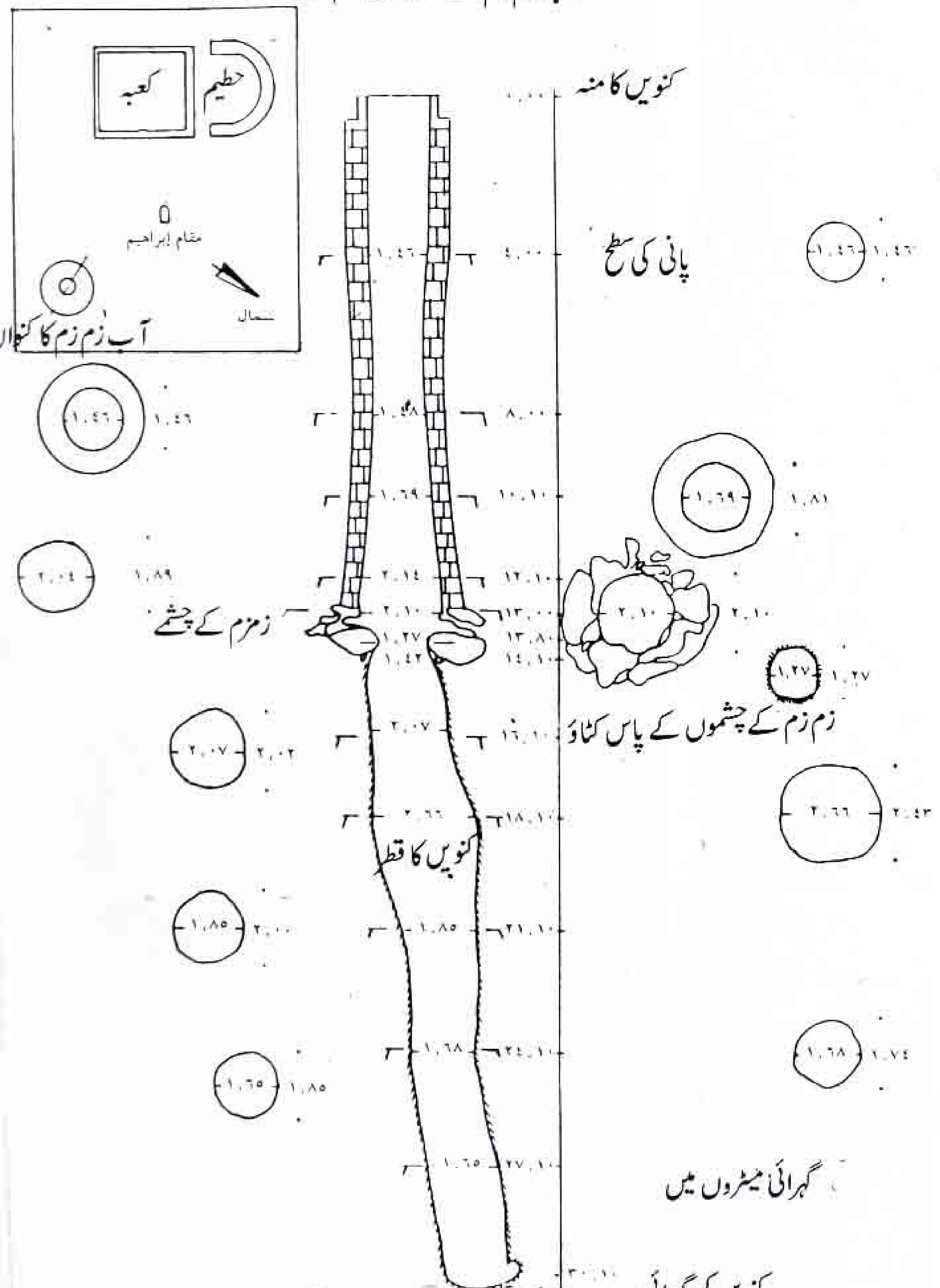
عقیق کی طرف جانے والے کے دائیں جانب حرہ غربیہ میں بیئر سقیا کے قریب ہے۔ اس کا نام بیئر زم زم اس کی برکت، پانی کی کثرت اس کے اچھا اور میٹھا ہونے کی وجہ سے رکھا گیا ہے اور اس کا کوئی اتصال و تعلق مکہ کے زم زم کے ساتھ نہیں ہے۔

یہ بات دونوں کنوؤں کے اسم میں اشتراک کی بنا پر اور جس وہم کے پیدا ہونے کا احتمال ہے اسے دفع کرنے کے لئے ذکر کی ہے۔

باب دوم

اسماءِ زم زم

آب زم زم کے کنواں کی حرم شریف میں جائے وقوع کا نقشہ



گہرائی میں کٹاؤ مع چوڑائی اور دیگر معلومات

باب دوم

اَسماءِ زم زم

مسمی کی شان و عظمت' رفعت اور اس کی فضیلت پر اس کے ناموں اور صفتوں کی کثرت دلالت کرتی ہے اور یہ معلومات پانی اور اس کی شان و حال میں مشغولیت کے سبب ہے جیسا کہ شاعر نے کہا

وَاعْلَمْ بِاَنَّ كَثْرَةَ الْاَسَامِيْ دَلَالَةٌ" اَنَّ الْمُسَمّٰى سَامٍ

اور جان لے کہ ناموں کی کثرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نام والا بڑی شان وعظمت والا ہے۔

(التاریخ القویم لمکۃ' شیخ محمد طاہر کردی مکی ۳/۹۵' شاعر کا نام مذکور نہیں)

اور اس لئے کہ آبِ زم زم زمین کے پانیوں میں بہترین پانی' پانیوں کا سردار' زیادہ بزرگی والا' عظیم قدر والا' مومنوں کو بہت پیارا اور نفیس ترین ہے اور پاکیزہ' برکتوں والا' بے شمار خصوصیتوں والا اور فضائل والا ہے۔ بہت سے ناموں سے مخصوص ہے حتیٰ کہ علماء نے ذکر کیا ہے کہ وہ نام ساٹھ سے کچھ زائد ہیں۔

اور تاج العروس میں زبیدی کی جواہر القاموس کے حوالہ سے انہوں نے عبداللہ ابن بری سے نقل کر کے لکھا ہے۔ عبداللہ ابن بری کا وصال ۵۸۲ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ کہ آبِ زم زم کے بارہ نام ہیں۔ زبیدی رحمہ اللہ نے فرمایا

میں نے آبِ زم زم کے نام لطیف اور مختصر انداز میں جمع کئے ہیں جو تقریباً ساٹھ سے کچھ زائد ہیں۔ میں نے انہیں حدیث اور لغت کی کتابوں سے نکالا ہے۔

(جواہر القاموس ۸/ ۳۲۸' زبیدی مجھے یہ معلوم نہ ہوا کہ آپ نے یہ کتاب کس موضوع پر تالیف فرمائی)

یہ کثیر نام آبِ زم زم کے متعلق فضائل و خصائص کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کچھ

نام ایسے ہیں جو کنویں کی تعریف میں ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ان چون اسماء کے جمع کرنے میں آسانی عطا فرمائی ہے۔ میں ان کو عنقریب حروف تہجی کی ترتیب سے ان کے معانی اور نام رکھنے کے اسباب کے بیان کے ساتھ ذکر کروں گا۔

۱- بَـرَکَةٌ وَ مُبَـارَکَةٌ: یہ برکت سے بنا ہے برکت کا معنی ہے بڑھنا' زیادہ ہونا' سعادت مندی' خیر کی کثرت' یہ تمام معانی آبِ زم زم میں موجود ہیں۔

۲- بَرَّۃٌ: یہ نام آبِ زم زم کے کثیر منافع و پانی کی وسعت کی وجہ سے ہے۔

(النھایہ' ابن اثیر ا/ ۱۱۷)

ایک قول یہ ہے کہ نیک لوگوں کے لئے کناروں سے بہہ نکلتا ہے اور بروں سے گہرائی میں چلا جاتا ہے۔

(الروض الانف' سہیلی ا/ ۱۶۷' السیرۃ الحلبیۃ ا/ ۳۲-۳۳)

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لفظ اَلْبِـرُّ سے بنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کے ذریعہ اپنے نبی سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نیکی و احسان فرمایا۔

(نشر الآس لوحہ ۷)

۳- بُشْـرٰی: یہ نام اس لئے ہے کہ سیدہ ہاجرہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کیلئے خوشخبری ہے کہ آپ پانی کی تلاش میں تھیں تاکہ آپ اور آپ کا بیٹا اس سے زندہ رہیں تو' آپ مایوسی کے قریب تھیں آپ نے دیکھا تو خوش ہوئیں مسرور ہوئیں اور آپ نے کہا بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ پانی ہے لیکن آپ نے اسے بیچا نہیں بلکہ اسے اپنے ساتھ ملایا اور بھر لیا۔

۴- تُـکْتَـمُ وَ مَکْتُوْمَۃٌ: یہ زم زم کے کنویں کا نام ہے۔ یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ قبیلہ جرہم کے بعد دفن ہو گیا تھا اور پوشیدہ ہو گیا حتیٰ کہ اسے عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہر کیا۔

(النھایہ ۴/ ۱۵۱' القاموس المحیط' اخبار مکہ' فاکھی ۲/ ۱۵' الروض الانف ا/ ۱۶۶)

۵- حَرَمِیَّۃٌ: یہ نام حرم کی طرف منسوب ہے کیونکہ زم زم کا کنواں اللہ عزوجل کے حرم میں

ہے۔ یا زم زم کے معظم ہونے کی وجہ سے حرمیة اس کا نام ہوا۔

۶- حَفِيْرَةُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ: کیونکہ اس کے مکان وجگہ کے غائب ہونے کے بعد اسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے کھودا تھا۔

۷- رُكْضَةُ جِبْرِيْل علیہ الصلوٰۃ والسلام: ھَزْمَۃ جبریل' ھَمْزَۃ جبریل' وَطاۃ جبریل' رکضۃ جبریل کا معنی ہے۔ جبریل کا روندنا' پر سے کنواں کا چشمہ جاری کرنا۔

رکض کی اصل' پاؤں سے مارنا اور پاؤں سے تکلیف ومصیبت دینا اور پر کا حرکت کرنا۔ زم زم کنویں کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمین پر اپنا پر مارا تو آبِ زم زم جاری ہوگیا۔ (النھایہ ۲/ ۲۵۹' القاموس المحیط)

اسے ھزمہ اس لئے کہتے ہیں کہ جبریل نے اسے زمین میں کھودا تھا جب پاؤں زمین پر مارا تو پانی پھوٹ نکلا۔ (النھایہ ۵/ ۲۶۳' البحر العمیق (مخطوط)

ھمزۃ جبریل بھی اس لئے کہا جاتا ہے کہ جبریل نے زم زم کی جگہ پر اپنی ایڑھی ماری تو پانی پھوٹ پڑا۔ (البحر العمیق (مخطوط) القاموس المحیط)

اور چشمہ آبِ زم زم کو ایڑھی سے جاری کرنے میں اشارہ ہے کہ یہ آپ کی وراثت ہے اور وارث محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ (اور اسے اس کے پیچھے باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا) (۲۸/ ۴۳) یعنی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں (الروض الانف' سھیلی ۱/ ۱۶۶)

۸- الـــرواء: مُـــرْوِيَةٌ ، رِوَىٌ' رَوِیٌ' اور رِیٌّ: ان سب کا معنی ایک ہی ہے کثیر پانی سیراب کرنے والا اور یہ بھی کہا گیا ہے وہ میٹھا پانی جس میں پینے والوں کے لئے سیراب وسیر ہونا ہے۔ (الروض الانف ۱/ ۱۷۱' النھایہ ۲/ ۲۷۹)

۹- زَمْ زَمْ' زُمَا زِمْ: کہا جاتا ہے اس نے مشکیزہ بھرا حتیٰ کہ وہ خوب بھر گیا یعنی برتن بھرا اور کناروں سے ظاہر ہوا۔ (اساس البلاغۃ' زمخشری ۱/ ۴۰۸)

اور کہا جاتا ہے: پانی کے کثیر ہونے کی وجہ سے زم زم کہا جاتا ہے۔ کثرت کے سبب آبِ زمازم اور زم زم اس کا نام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زم زم اس کا خاص نام ہے۔ یہ

بھی کہا جاتا ہے کہ سیدہ ہاجرہ کے لئے جب پانی جاری ہوا آپ نے اس کو روکنا چاہا اور اس کا حوض بنایا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زم زمہ (آواز دینے) اور آپ سے کلام کرنے کی وجہ سے زم زم ہوا۔

(مشارق الانوار، قاضی عیاض ۱/۳۱۵، الروض الانف ۱/۱۴۴، شرح النووی علی مسلم ۸/۱۹۴)

یہ بھی مشہور ہے کہ پانی جب ظاہر ہوا تو اس کی آواز تھی اس آواز کی وجہ سے زم زم نام ہے۔ (البحر العمیق (مخطوط)، فتح الباری ۳/۴۹۲)

۱۰- سابق: اس کا مادہ سبق ہے معنی یہ ہے کہ آبِ زم زم کے لئے دوسرے پانیوں پر تقدم، سبقت اور فضیلت ہے۔ (سبق کے معنی کیلئے بصائر ذوی التمییز ۳/۱۸۲) دیکھیں۔

۱۱- سالمۃ: سلام سے بنا ہے اور سلام لغت میں سلامتی کو کہتے ہیں اور سلامتی تندرستی و عافیت ہے۔ (لسان العرب ۱۲/ ۲۱۸ میں مادہ سلم، النھایہ ۲/۳۹۲ دیکھیں)

۱۲- سُقْیَا اللہِ اِسْمَاعِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامَ: یہ نام اپنے معنی وسبب پر واضح طور پر دلالت کرتا ہے کیونکہ آبِ زم زم حضرت اسماعیل اور آپ کی والدہ ہاجرہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی فریاد رسی، سیرابی اور پیاس مٹانے کے لئے آیا تھا جبکہ آپ دونوں کو سخت پیاس لگی۔

۱۳- سِقَایَۃُ الْحَاجِّ: اس نام کے رکھے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آبِ زم زم حاجیوں کی بڑی جماعت کو سیراب کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاجیوں کو پانی پلانے کا کام حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی آل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ (فتح الباری ۳/۴۹۰-۴۹۱)

۱۴- سَیِّدَہ: چونکہ آبِ زم زم تمام پانیوں کا سردار ہے ان سے افضل ان پر مقدم، اشرف اکرم اور زیادہ رفعت والا ہے اور یہ تمام معانی سید کے معانی میں سے ہیں۔ (تاج العروس سود مادہ دیکھیں) النھایہ ۲/۴۱۸، العقد الثمین فی فضائل البلد الامین احمد بن

محمد حضراوی کی ص ۴۱

۱۵-شَبَّاعَةُ الْعِيَال ' شَعْبَة اور شُبَاعَة: یہ نام اس لیے معروف ہوئے کہ اس کنویں زم زم کا پانی سیراب کرتا اور بھوک مٹا کر سیر کرتا ہے۔ (نہایہ ۲/ ۴۴۱)

۱۶-شَرَابُ الْاَبْرَار: ابرار بار کی جمع بر سے مشتق ہے اور بر کا معنی ہے خیر کے کام میں گنجائش' کشادگی اور وسعت (بصائر ذوی التمیز ۲/ ۲۱۳) اور ابرار کا لفظ اکثر طور پر اولیاء' زاہدوں اور عبادت کرنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے (نھایۃ ۱/ ۱۱۶) یہ ہی وجہ ہے کہ تو اکثر طور پر خیر اور صلاح والوں کو پائے گا کہ آبِ زم زم کے پینے کی چاہت وطلب رکھتے ہوں گے۔

۱۷-شِفَاءُ سُقْم: جیسا کہ اس کا نام حدیث میں وارد ہوا ہے۔یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر بیماری کی شفاء ہے اور یہ ایک اور نام کے معنی میں ہے وہ نام عافیت ہے تو جو شخص کسی بھی بیماری سے شفاء طلب کرنے کی نیت سے آبِ زم زم پیئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے شفاء عطا کر دی جاتی ہے۔

۱۸-صَافِيَة: یعنی شائبوں اور کدورتوں سے پاک وصاف ہے اور کسی وقت مکہ میں میٹھا پانی عزیز تھا مگر کسی انسان کے لئے بیرٔ میمون سے طلب کیا جاتا تو ملتا تھا۔ (تہذیب الاسماء واللغات للنووی ۳/ ۱۳۹)

صافیہ مصطفیٰ کے معنی میں ہے یعنی جس چیز کی مودت ومحبت کے سبب اسے اپنے لئے چن کر پسند کر لیا جائے (تاج العروس میں مادہ صفو دیکھیں)

۱۹-طَاهِرَة: یہ طہر اور تطہر سے مشتق ہے یعنی پاک ہونا۔لہٰذا یہ پانی پاک ہے اپنی ذات میں اور ہر عیب سے بری ہے بلکہ پینے والے کے لئے نفع دینے والا اور سلامتی والا ہے اور گندگیوں میں استعمال کرنے سے اس کی کرامت و بزرگی کی وجہ سے پاک وصاف کر دیا گیا ہے کیونکہ اس کی فضیلت میں الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

۲۰- طَعَامُ طُعْم: جیسے اس کا نام حدیث میں وارد ہوا۔اس معنی کا ایک اور نام ہے شباعۃ کیونکہ اگر کوئی بھوک مٹانے اور سیر ہونے کی نیت سے پیئے تو یہ غذائی فوائد میں اور

پیٹ بھرنے میں کھانے کی طرح ہے۔

۲۱- طَعَامُ الْاَبْرَار: یاقوت نے اس نام کو معجم البلدان (۱۴۸/۳) میں ذکر کیا ہے اور اس کے ساتھ ایک نام شراب الابرار بھی ذکر کیا جس کا معنی واضح ہے۔

۲۲- طَيِّبَة: طیب سے بنا ہے۔ طیب وہ کھائی، پی جانے والی چیزوں سے ہے جس سے حواس لذت حاصل کریں (بصائر ذوی التمیز ۵۳۱/۳) اور زم زم مومنوں کے لئے پاکیزہ، لذت والا اور پسندیدہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے طیبین اور طیبات کے لئے ہے (سیرت حلبیہ ۳۲/۱)

۲۳- ظَاهِرَة: یعنی اس کی منفعت ظاہر وواضح ہے (نشر الآس ۸/۱)

۲۴- ظَبْيَه: ظاء معجمہ کے ساتھ۔ زم زم کے کنویں کا یہ نام ظبیہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رکھا گیا اور ظبیہ، ظبیان کی واحد ہے۔ اس کا معنی خریطہ ہے کیونکہ خریطہ کے اندر جو کچھ ہوتا ہے وہ جمع ہوتا ہے (اسی طرح کنویں میں موجود پانی جمع ہے)۔

(نھایہ ۱۵۵/۳، بحر عمیق "مخطط)

اور ظبیۃ چھوٹے مٹکے کے مشابہ ہے (خطابی کی غریب الحدیث ۸۹/۲) اور خریطہ چمڑے وغیرہ کا برتن ہے جسے اس کے اندر موجود چیز پر باندھ دیا جاتا ہے۔

(القاموس المحیط مادہ خرط)

۲۵- عَاصِمَة: یہ نام اس لئے ہے کہ جو کوئی اس سے سیراب ہو جائے یہ پانی اسے نفاق سے محفوظ کرتا ہے اور اس کے لئے نفاق سے برات ہوتا ہے (نشر الآس ۷/ب)

۲۶- عَافِية: اور شفاء سقم کا معنی بھی یہ ہی ہے۔ وجہ اس نام کی یہ ہے کہ جو کوئی اسے پیئے اور اس کے ذریعے شفاء کا طالب ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ بیماریوں اور آزمائشوں سے عافیت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی افراد کو ایسی بیماریوں سے شفاء دی جن سے حاذق اطباء یعنی ماہر حکیم اور اسپیشلسٹ ڈاکٹرز عاجز ہو گئے تھے۔ (الاعلام الملتزم ص ۷)

۲۷- عِصْمَة: اس معنی میں ایک اور نام طعام طعم ہے۔ اس کا مادہ اور باب عصم یعصم

اور عصمہ الطعام کا معنی ہے کھانے نے اسے بھوک سے روک لیا یعنی کھانا کھانے سے اسے بھوک نہ لگی۔ (القاموس المحیط مادہ عصم)

۲۸-عَـوْنَة: اس نام کی وجہ یہ ہے کہ یہ پانی عیال دار کا مددگار ہے اور یہ معنی دوسرے ناموں شباعہ اور طعام وطعم میں بھی ہے۔

۲۹-غِیَاث: سیدہ ہاجرہ اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کا اس شدت وسختی کے بعد یہ پانی فریادرس اور مددگار رہا۔

۳۰-کَافِیَة: جو شخص جس حاجت کے لئے پیئے اس کی اس حاجت کو پورا کرتا ہے۔

۳۱-لَا تُنْـزَف ولا تُذَمّ: لاتنزف کا معنی ومفہوم ہے کہ آبِ زم زم کبھی فنا نہ ہوگا باوجود یکہ کثرت سے پیا جاتا ہے (نھایہ ۵/۴۲، القاموس المحیط نزف، ذم دونوں مادوں سے) اور لاتذم کا معنی ہے اسے عیب نہ لگایا جائے گا یا نہ اسے برا کہہ کر اس کے حق میں کمی کی جائے گی جیسے کوئی کسی چیز کو مذمت کے لائق پائے اور کہے کہ میں نے اس کی مذمت کی اور کہا گیا ہے کہ اس کا پانی قلیل نہ ہوگا۔ جیسے عربی کہتے ہیں بِئرٌ ذَمَّة: جب کنواں کم پانی والا ہو (النھایۃ ۲/۱۶۹) اس دوسرے معنی کو سہیلی نے الروض الانف (۱/۱۷۰) میں ترجیح دی ہے اور اگر لاتذم کا معنی لائق مدح نہ ہونا کریں تو اس پر صادق نہیں آتا نہ ہی اس کے مناسب ہے کیونکہ اس کا پانی منافقوں کے نزدیک مذموم ہے۔

اور ایک قول ہے کہ لاتذم کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اسے زیادہ پیئے اسے یہ پانی کوئی تکلیف دیتا ہے نہ دے گا اور دیگر پانیوں سے جس تکلیف یا بیماری کا ڈر ہوتا ہے اس سے نہیں ہوتا بلکہ یہ ہر حال میں برکت والا ہے لہٰذا کسی بھی طرح اسے کے پینے کو برا نہیں کہا جاسکتا اور یہی کامل توجیہہ ہے (الروض الانف ۱/۱۷۲)

۳۲-مَاثِرَةُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے ساتھ ترجیح دی اور آپ کو اور آپ کی آل کو اس کے پلانے کے ساتھ خاص کر دیا جیسا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی شیبہ کو کعبۃ اللہ کی دربانی اور خدمت سپرد کر کے مخصوص کر دیا (فتح الباری ۳/۴۹۱) اس کے معاملہ کا والی بنایا اور اس کے دروازہ کی چابی ان ہی کے قبضہ میں ہے۔

۳۳-مُجْلِيَةُ الْبَصَر. یہ لفظ جلو سے بنا ہے اور جلو کا معنی ہے کشف ظاہر۔ کہا جاتا ہے السماء جلواء یعنی آسمان صاف ستھرا بے بادل ہے۔ زم زم میں دیکھنا' جھانکنا بینائی کو جلا دیتا ہے یعنی نظر تیز کرتا ہے (سبل الھدی والرشاد صالحی ۲/۲۱۳ ضحاک بن مزاحم صاحب تفسیر تابعی سے نقل کرتے ہیں اور یہ بہت بڑے عالم ہیں آپ کی وفات ۱۰۲ میں ہے۔ آپ کے حالات سیر اعلام النبلاء ۴/۵۹۸ میں ہیں اور یہ آبِ زم زم کے فضائل میں عنقریب آرہا ہے۔

۳۴-مَضْنُوْنَة. مضنونہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ غیر مومن پر اس کے ساتھ بخل کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منافق اس سے سیر نہیں ہوتا۔ یہ وہب بن منبہ کا قول ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب میں کہا گیا تھا اِحْفِرِ الْمَضْنُوْنَةَ' ضَنَنْتُ بِهَا عَلَى النَّاسِ لَا عَلَيْكَ مضنونہ کو کھودو' اس کے ذریعہ لوگوں پر کنجوسی اور بخل ہے آپ پر نہیں۔ (البحر العمیق مخطوط)

اور ابن اثیر نے کہا مضنونۃ وہ چیز ہے جس کی نفاست وعزت کی وجہ سے اس سے بخل کیا جائے (النھایۃ ۳/۱۰۴) اور نیز مضنونہ کا معنی قیمتی چیز ہے (القاموس المحیط' ضنن)

۳۵- مُعْذِبَة: یہ بنا ہے عذوبۃ سے یعنی میٹھا اور خوشگوار ہونا اور العذب خوشگوار کھانا' پانی' میٹھا پانی (مختار الصحاح ''عذب'')

۳۶-مُغْذِيَة: یہ غذا سے بنا ہے اور غذا وہ چیز ہے جس سے جسم کی نشوونما اور مضبوطی ہو (القاموس المحیط) یہ معنی دوسرے نام ''طعام طعم'' میں بھی ہے۔

۳۷-مُفْدَاة: یہ لفظ فداء سے ہے اور فداء سے مراد تعظیم اور کسی کی بڑائی کا اظہار ہے کیونکہ انسان فداء اس پر ہی ہوتا ہے جسے عظیم سمجھتا ہے۔ (النھایۃ ۳/۴۲۲)

(فاکھی کی کتاب اخبار مکہ میں یہ نام مفداۃ کے بجائے مقداۃ چھپ گیا ہے اور میں

نے فاسی کی شفاء الغرام ۲/۲۵۱ میں جو فاکہی سے منقول ہے اسے ثابت رکھا ہے اور یہ ہی درست ہے اور اللہ خوب جانتا ہے)

زم زم کا نام مفداۃ رکھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا کو جب زم زم کھودنے کا حکم ہوا اور قریش نے اس میں جھگڑا کھڑا کر دیا اور آپ کو روکنے کا حیلہ کیا۔ آپ کو اس سے سخت تکلیف ہوئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے نذر مانی کہ اگر زم زم کی کھدائی ہو گئی اور اس کا کام پورا ہو گیا اور آپ کے دس لڑکے پورے ہوئے تو وہ ضرور ضرور ان میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کریں گے جیسا کہ نذر کے سلسلہ میں گزر چکا ہے۔

اور قرعہ ہر مرتبہ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کے نام کا نکلا اور آپ اپنی اولاد میں سے زیادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتے تھے۔ پھر آپ نے سو اونٹ فدیہ کے طور پر دیئے تو انہیں ذبح کر کے تقسیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا نام مفداۃ رکھا گیا (وہ چیز جس کا فدیہ دیا گیا ہو)

۳۸- مُؤنِسَۃ: یہ لفظ اُنس سے بنا ہے اور اُنس وحشت کی ضد ہے اور مومن اس کے پینے کی وجہ سے اُنس یعنی سکون قلب پاتا ہے' اس سے الفت رکھتا اور اسے پسند کرتا ہے' محبت کرتا ہے۔

۳۹- مَیمُونَۃ: یمن سے ہے۔ یمن کا معنی ہے برکت اور آبِ زم زم کے ناموں میں سے برکت اور مبارک۔

۴۰- نَافِعَۃ: اس کے منافع اتنے کثیر ہیں کہ شمار و احاطہ میں نہیں آتے اس لئے اسے نافعہ کہتے ہیں (الاعلام الملتزم للغدی ص ۳)

ان کے ناموں میں ایک اہل عرب نے قریۃ النمل ذکر کیا ہے اور ایک نقرۃ الغراب الاعصم ہے۔ نقرۃ پرندوں کے اترنے والی جگہ۔ (القاموس المحیط) اور اعصم وہ جس کے پر سفید ہوں (النہایۃ ۳/۲۴۹) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سفید پاؤں والے کو اعصم کہتے ہیں۔ آبِ زم زم کا یہ نام جگہ کے نام کی وجہ سے رکھا گیا اور ان علامات کی وجہ سے جن کے

ساتھ کھدائی کا حکم ملنے کے وقت آبِ زم زم کے کنویں کی جگہ پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہنمائی کی گئی کہ آپ کو کہا گیا۔ قریۃ النمل کے پاس اور غراب اعصم انڈوں کی جگہ کے پاس۔

آبِ زم زم کے ناموں کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق

۱- برکت	۲- برۃ	۳- بشریٰ
۴- تکتم	۵- حرمیۃ	۶- حفیرۃ عبدالمطلب
۷- رکضت جبریل علیہ السلام	۸- رواء	۹- روّی
۱۰- رَوِی	۱۱- رِیّ	۱۲- زمازم
۱۳- زم زم	۱۴- سابق	۱۵- سالمۃ
۱۶- سقایۃ الحاج	۱۷- سقیا اللہ اسماعیل علیہ السلام	۱۸- سیدہ
۱۹- الشباعۃ	۲۰- شباعۃ العیال	۲۱- شبعۃ
۲۲- شراب الابرار	۲۳- شفاء سقم	۲۴- صافیۃ
۲۵- طاھرۃ	۲۶- طعام الابرار	۲۷- طعام طعم
۲۸- طیبۃ	۲۹- ظاہرۃ	۳۰- ظبیہ
۳۱- عاصمۃ	۳۲- عافیۃ	۳۳- عصمۃ
۳۴- عونۃ	۳۵- غیاث	۳۶- قریۃ النمل
۳۷- کافیۃ	۳۸- لاتنزف ولاتذم	۳۹- ماثرۃ العباس رضی اللہ عنہ
۴۰- مبارکۃ	۴۱- مجلیۃ البصر	۴۲- مرویۃ
۴۳- مضنونۃ	۴۴- معذبۃ	۴۵- مغذیہ
۴۶- مفداۃ	۴۷- مکتومۃ	۴۸- مونسۃ
۴۹- میمونۃ	۵۰- نافعۃ	۵۱- نقرۃ الغراب الاعصم
۵۲- ھزمۃ جبریل علیہ السلام	۵۳- ھمزۃ جبریل	۵۴- وطاۃ جبریل

کسی شاعر نے ان ناموں کو اشعار میں نظم کرتے ہوئے کہا ہے۔

(البحر العمیق مخطوط' نشر الآس ۹/۱' الجوھر المنظم ص ۲۷)

لِزَمْ زَمَ اَسْمَاءٌ اَتَتْ فَهِيَ بَرَّةٌ وَ سَيِّدَةٌ بُشْرٰی وَعِصْمَةٌ فَاعْلَمْ

آب زم زم کے کئی نام مذکور ہیں جیسے برہ' سیدہ' بشریٰ اور عصمت تو جان لے۔

ونافعة مضنونة عونة الورى ومروية سقيا و طبية فافهم

نافعہ' مضنونہ' عونۃ الوریٰ' مرویہ' سقیا اور طبیۃ تو سمجھ لے۔

وهمزة جبريل و هزمته كذا مباركة ايضاً شفاء لاسقم

ھمزۃ جبریل' ھزمۃ جبریل اسی طرح ہے مبارکۃ اور بیماروں کے لئے شفاء بھی۔

ومؤنسة ميمونة حرمية وكافية شباعة بتكرم

مونسہ' میمونہ' حرمیہ' کافیہ اور شباعہ عزت واحترام کی وجہ سے۔

ومغذية عدت و صافية غدت وسالمة ايضاً طعام لاطعم

مغذیہ' گنا گیا' صافیہ ہو چکا' سالمہ اور کھانے والے کے لئے طعام بھی۔

شراب الابرار و عافية بدت وطاهرة تكتم فاعظم بزم زم

نیک لوگوں کا مشروب' عافیہ ظاہر ہوا' طاہرہ' تکتم اور سب سے عظیم نام زم زم ہے۔

اور زمزمی نے نشر الآس (۱/۹) میں کہا: میں نے بعض تعلیق میں زم زم کے ناموں کی نظم دیکھی اور صاحب تعلیق نے اس نظم کو برھان قیراطی ادیب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ (ابراہیم بن عبداللہ طائی برہان الدین قیراطی' قاہرہ کے شاعر' فقہ اور ادب میں مشغول رہے۔ مکہ میں مقیم ہوئے اور وہاں ہی ۷۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کے شعروں کا دیوان ہے اور آپ کا ذکر الدرالکامنۃ (۳۱/۱) اور الاعلام ۱/ ۴۹ میں ہے)

اور وہ آب زم زم کے ناموں کی نظم یہ ہے۔

لزم زم اسماء منها زم زم طعام طعم و شفاء من يسقم

زم زم کے بہت سارے ناموں میں سے زم زم' طعام طعم اور بیمار کی شفاء ہیں۔

سقيا نبي الله اسماعيلا مروية حزمة جبرائيلا

اللہ تعالیٰ کے نبی اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ پانی جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلا کے کھودنے سے نکلا۔ اس کا نام سقیا نبی اللہ اور مرویۃ اور ہزمہ جبریل ہے۔

مغزية عافية و كافية سالمة و عصمة و صافيه

مغزیہ، عافیہ، کافیہ، سالمہ، عصمت اور صافیہ

وبره بركة مباركه نافعة سريغشى ناسكه

برہ، برکہ، مبارکہ، نافعہ ایسا بھید جو ناسک (قربانی یا حج کرنے والے کو) ڈھانپ لے اور سر کا معنی خوشی بھی ہے۔

مونسة حرمية ميمونه وظبيه طاهرة مضنونه

مونسہ، حرمیہ، میمونہ، ظبیہ، طاہرہ اور مضنونہ

سيدة وعونة قد دُعِيَت شباعة العيال قدمًا سُمِّيَت

اسے سیدہ، عونہ کہا گیا ہے اور اس کا قدیم نام شباعۃ العیال بھی ہے۔

تنبیہ:

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نام زم زمی ہے۔

اصحابہ سیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ناموں میں اس نام کا ذکر کیا ہے اور اس نام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت آبِ زم زم کی طرف ہے۔

امام صالحی نے سبل الہدیٰ والرشاد میں ایک طویل باب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ کے متعلق لکھا ہے اور جو اسماء ذکر کئے ان کی گنتی پانچ سو تک پہنچتی ہے۔ ان میں ایک نام زم زمی ہے اور اسے انہوں نے ابن دحیہ کی طرف منسوب کیا اور کہا۔ یہ نام زم زم کی طرف منسوب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیراب کرنے کے لئے تھا لہٰذا جس کسی کی نسبت زم زم کی طرف کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ حقدار ہیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ۱/ ۴۶۸ طبع بیروت)

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناموں میں ایک نام ''صاحب زم زم'' مذکور

ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ۱/ ۴۶۸) اسے بھی انہوں نے ابن دحیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

ایک نام اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انہوں نے ''المز مزم'' (سبل الہدیٰ والرشاد ۱/ ۵۱۱) بھی شمار کیا ہے اور اسے علامہ زینی عبدالباسط ابن امام علامہ محمد بدرالدین بلقینی کی طرف منسوب کیا (آپ کا ذکر سخاوی نے الضوء اللامع ۳/ ۲۸) میں کیا اور ان کی اسماء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظم ذکر کی) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مزم زم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا قلب شریف آبِ زم زم سے دھویا گیا۔

اسی طرح آپ کا نام ''نبی زم زم'' بھی ہے (سبل الہدیٰ والرشاد ۱/ ۵۲۹) اس لئے کہ فتح مکہ کے سال آپ کو زم زم پر ولایت ہوئی تو آپ نے پانی پلانے کا کام اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کر دیا جیسا کہ بیت اللہ شریف کی دربانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن شیبہ کے سپرد فرمائی اور قیامت تک آپ کے خاندان سے یعنی ذریت سے متعلق کر دی۔

۱- اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک ''الزمزمی'' سے جن کا نام رکھا گیا ان میں سے محدث شیخ سید محمد زمزمی ابن علامہ محدث السید محمد جعفر الکتانی مغربی نامی ہیں جو ۱۳۷۱ھ میں دمشق کے اندر فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ (ان کے حالات معجم المؤلفین ۱۳/ ۴۱۸ میں ہیں۔)

مکہ کے رہنے والے علماء اور غیر علماء متعدد حضرات زم زم کی طرف منسوب ہوئے اور ان کا لقب زمزمی ہوا کیونکہ آبِ زم زم سے ان کا کوئی گہرا تعلق تھا جیسے حاجیوں کو پانی پلانا یا اس کے متعلقہ ڈیوٹی سرانجام دینا۔

۲- زمزمی کے لقب سے ملقب ہونے والے حضرات میں سے ایک امام ابراہیم بن علی بن محمد شمباری مکی شافعی زمزمی ہیں جن کا وصال ۸۶۴ میں ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ اور زمزمی کے لفظ سے آپ کی نسبت زم زم کے کنویں کی طرف معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ اپنے باپ کی طرح تھے کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانی

پلانے کے ساتھ آبِ زم زم کے معاملہ کے ولی تھے اور یہ مومنوں کے عباسی خلیفہ کی نیابت میں کام سرانجام دیتے تھے۔ اسی طرح سخاوی نے الضوء الامع (۱/۸۶) میں آپ کے ذکر میں لکھا ہے۔

۳- زم زم کی طرف منسوب حضرات میں سے ایک علامہ عبدالعزیز بن علی بن عبدالعزیز زمزمی مکی شافعی محدث فقیہ شاعر تھے اور آپ کے آثار میں سے فتاوی زمزمیہ ہے۔ آپ کا وصال ۹۶۳ھ ہے رحمہ اللہ تعالٰی (آپ کے حالات الکواکب السائرۃ ۲/۱۷۰، معجم المؤلفین ۵/۲۵۴ میں ہیں)

۴- علامہ خلیفہ بن ابی الفرج زمزمی صاحب "نشر الآس فی فضائل زم زم و سقایۃ العباس" بھی ان ہی میں سے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰۶۰ھ سے کچھ زائد ہے رحمہ اللہ تعالٰی۔ آپ کا ذکر اس سے پہلے ص۲۳ (عربی کتاب میں) پر ہو چکا ہے۔

۵- امام فقیہ شافعی عبدالعزیز بن محمد بن عبدالعزیز زمزمی مکی معمر بھی ان افراد میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت ۹۷۷ھ ہے وصال مکہ مکرمہ میں ۱۰۷۲ھ ہے۔ رحمہ اللہ تعالٰی اور آپ کے نانا امام ابن حجر ہیتمی ہیں۔ (آپ کا ترجمہ یعنی حالات نظم الدر کے اندر نشر النور والزہر کے اختصار میں ص۴۰ پر ہیں مخطوطہ ہے)

ان کے علاوہ کئی اجل علماء ہیں جو اب مکہ مکرمہ میں موجود ہیں کئی شریف خاندان بیت زمزمی کے ساتھ معروف ہیں۔ (نظم الدرص۳۷ پر علامہ ابراہیم بن محمد بن عبداللطیف رئیس زمزمی مکی کے حالات دیکھے جائیں وصال ۱۱۹۵ھ ہے۔

نیز اسی کتاب میں ص ۱۴۶ علامہ شیخ محمد بن علی زمزمی مکی کے حالات ہیں جو تیرہویں صدی میں مکہ کے عظیم علماء میں سے ایک ہیں۔ ان کے وصال کی تاریخ مذکور نہیں ہے۔

تیسرا باب

آبِ زم زم کے فضائل
خصائص اور برکتیں

اس باب میں ۲۳ فضیلتیں اور خاصیتیں ہیں۔

۲۳ فضیلتیں اور خاصیتیں

آبِ زم زم سے شفاء طلب کرنے کی فضیلت

شفاء پانے والوں کی خبریں

آبِ زم زم ہر مقصد کے لئے پیا جائے

پینے والوں کے واقعات

پیتے وقت کی نیتوں کا ذکر

آبِ زم زم کے فضائل' خصائص اور برکتیں

بے شک آبِ زم زم کے بے شمار فضائل اور عظیم واضح نشانیاں ہیں' اس کی خیرات (بھلائیاں) ظاہر' برکتیں کثیر اور اس کے فوائد پینے والوں کیلئے حسین اور کثیر ہیں۔

عنقریب آبِ زم زم کے فضائل' خصائص اور اس کی برکتیں اور ہر فضیلت میں جو احادیث' آثار اور اخبار وارد ہوئیں ان کو تفصیل سے واضح طور پر بیان کروں گا۔

مگر اس سے پہلے اجمال طور پر انہیں اچھی طرح بیان کروں گا فقط ان کے عنوانات کو ذکر کر کے اور یہ فضیلتیں تیس تک پہنچتی ہیں۔

۱- آبِ زم زم جنت کے چشموں سے ایک چشمہ ہے۔

۲- آبِ زم زم ان ثمرات والا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے۔

۳- آبِ زم زم مکہ مکرمہ کی آبادی اور حیات کا سبب ہے۔

۴- آبِ زم زم اللہ تعالیٰ کے حرم کی واضح نشانیوں میں سے ایک ہے۔

۵- آبِ زم زم عزت واحترام والے گھر کے ہاں مشاہدہ کئے جانے والے منافع اور بڑی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔

۶- آبِ زم زم زمین پر پائے جانے والے پانیوں میں سے بہترین پانی ہے۔

۷- آبِ زم زم کا ظہور جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے ہوا۔

۸- آبِ زم زم زمین کی پاکیزہ ترین جگہ پر پھوٹ کر نکلا۔

۹- آبِ زم زم وہ پانی ہے جس سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلِ مبارک کو ایک

سے زائد مرتبہ دھویا گیا۔

۱۰- آبِ زم زم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لعاب مبارک سے برکت پیدا کی۔

۱۱- آبِ زم زم کھانے والے کا کھانا ہے۔

۱۲- آبِ زم زم میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔

۱۳- آبِ زم زم میں بخار کی شفاء ہے۔

۱۴- آبِ زم زم سر کے درد (صداع) کو دور کرتا ہے اور اس میں دیکھنا نظر کو جلا دیتا ہے یعنی تیز کرتا ہے۔

۱۵- آبِ زم زم اس (مقصد) کیلئے جس کیلئے پیا جائے۔

۱۶- آبِ زم زم سے پیٹ بھرنا ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے بیزاری ہے۔

۱۷- آبِ زم زم ابرار کا مشروب ہے۔

۱۸- آبِ زم زم میں دیکھنا عبادت ہے۔

۱۹- آبِ زم زم بہترین تحفہ اور بہترین مہمان نوازی کی چیز ہے۔

۲۰- آبِ زم زم کثیر پیئے جانے کے باوجود ختم نہیں ہوگا۔

۲۱- آبِ زم زم جسم کو قوت غالبہ عطا کرتا ہے۔

۲۲- آبِ زم زم اہل کتاب علماء کو سونے سے زیادہ پیارا ہے۔

۲۳- اہل کتاب کی کتابوں میں ہے کہ جس نے اپنے سر پر آبِ زم زم انڈیلا اسے کبھی بھی ذلت و رسوائی نہ ہوگی۔

۱- آبِ زم زم جنت کا چشمہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک حبشی زم زم میں گر کر مر گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو اتارا تو اس نے اسے نکالا پھر فرمایا اس سے سارا پانی نکالو۔ پھر جو شخص کنویں کے اندر تھا اسے فرمایا ڈول اس چشمہ کی طرف سے بھرو جو بیت اللہ شریف اور رکن کی طرف ہے کیونکہ وہ چشمہ جنت کے چشموں میں سے ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۶۲' اور اس کی سند صحیح ہے جیسا کہ امام کمال ابن ھمام نے فتح القدیر ۱/۹۱ میں فرمایا اور بنایہ ۱/۴۱۰' سعایہ ۱/۴۲۳ اس موضوع پر دیکھی جا سکتی ہے۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ آبِ زم زم کی اصل جنت سے ہے اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام پر موقوف ہے مگر اس کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع والا ہے کیونکہ یہ بات ان مسائل میں ہے جن میں رائے اور اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اور فاکھی نے (اخبار مکہ ۲/۳۵) عبدہ بنت خالد بن معدان (آپ سادات تابعین سے ہیں اہل شام کے شیخ ہیں ثقہ ہیں عابد ہیں) سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک یہ بات کہی جایا کرتی تھی آبِ زم زم اور سلوان کا وہ چشمہ جو بیت المقدس میں ہے جنت سے ہیں۔

اور قرطبی نے الجامع لاحکام القرآن (۹/۳۷۰ اور بے سند ذکر کیا ہے) میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا۔

اِنَّ فِیْ زَمْ زَمَ عَیْنًا فِی الْجَنَّةِ مِنْ قِبَلِ الرُّکْنِ

بے شک زم زم میں ایک چشمہ جنتی ہے جو رکن کی طرف ہے۔

اس معنی کو اور اس بات کو کہ زم زم کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کیلئے ظاہر فرمایا ایک شخص نے پکارا کہ جس نے آبِ زم زم کے متعلق کچھ لکھا۔

اور اس حدیث کے معنی میں وہی کہا جاتا ہے ''اور آبِ زم زم جنت سے ہے'' جو اس حدیث میں کہا جاتا ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

(کتاب الجنۃ' باب مافی الدنیا من انھار الجنۃ ۴/۲۱۸۳)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

سَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْفُراتُ وَالنِّیلُ کُل'' مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ

سیحان' جیحان' فرات اور نیل سب جنت کی نہروں میں سے ہیں۔

ان نہروں کا جنت کے پانی سے ہونا جو ہے اس میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ اپنے ظاہر پر ہیں اور ان کا مادہ جنت سے ہے اور جنت پیدا ہو چکی آج موجود ہے۔ یہ ہی اہلسنّت کا عقیدہ ہے۔ (شرح صحیح مسلم' امام نووی ۱۷/۱۷۷)

اور امام بخاری کے نزدیک ان کی جامع صحیح بخاری میں حدیث معراج کے اندر ہے۔ (مناقب الانصار' باب المعراج ۷/۲۰۲' صحیح مسلم' الایمان' باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱/۱۵۰)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف جانا ہوا تو آپ نے چار نہریں دیکھیں جو جنت کی اصل سے نکل رہی تھیں دو نہریں ظاہر تھیں اور دو باطن تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے کہا اے جبریل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا جو باطنی دو نہریں ہیں یہ جنت میں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔

اور بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے۔

(التوحید' باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما ۱۳/ ۴۷۸)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان دنیا میں دو نہریں دیکھیں جو جاری تھیں تو آپ سے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یہ دونوں نیل اور فرات ہیں۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ نیل اور فرات کی اصل جنت سے ہے اور وہ دونوں سدرۃ

المنتھی سے نکل رہی ہیں۔ پھر وہ دونوں جہاں اللہ چاہتا ہے چلتی جاتی ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف اتر جاتی ہیں۔ پھر زمین میں چلتی ہیں تو اس سے نکلتی ہیں اور یہ ایسی بات ہے عقل جس کے مانع نہیں ہے اور حدیث کے ظاہر نے اسی کی گواہی دی لہٰذا اسی پر اعتماد کرنا چاہئے۔ (فتح الباری ۷/۲۱۴' نووی سے نقل کر کے اور صحیح مسلم کی شرح ۲/ ۲۲۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں نہروں کو جنت کی دو نہروں کے ساتھ سدرۃ المنتھی کے پاس دیکھا اور آسمان دنیا میں جنت کی نہروں کے بغیر دیکھا...... حاصل کلام یہ ہے کہ ان کی اصل جنت میں ہے اور یہ دونوں پہلے جنت سے نکلتی ہیں پھر یہ چلتی ہیں حتیٰ کہ زمین میں آ کر ٹھہر جاتی ہیں' پھر جاری ہوتی ہیں۔'' (فتح الباری ۷/۲۱۴) لہٰذا ان کے نبع کی اصل سدرۃ المنتہٰی کے نیچے سے ہے اور ان کی جائے قرار آسمان دنیا میں ہے اور وہاں سے یہ زمین کی طرف نازل ہوتی ہیں۔ (فتح الباری ۱۳/۴۸۲)

اس صورت میں ان ماء زم زم من الجنۃ کا معنی ظاہر ہے اور یہ جنت سے زمین کی طرف اللہ کی قدرت سے اترتا ہے اور (اس کے اترنے کی) کیفیت کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

یہاں اس بات سے خبردار ہونا چاہئے کہ آبِ زم زم اور چاروں نہروں کے درمیان یہ ربط ان ماء زم زم من الجنۃ کے معنی کو سمجھنے جاننے کیلئے ہے ورنہ آبِ زم زم تو وہ ہے جس کے خصائص اور فضائل ایسے ہیں جو اسی کے ساتھ خاص ہیں اور وہ اس کے سوا کسی دوسرے پانی میں نہیں پائے جاتے۔ چاہے وہ پانی ان ہی چاروں نہروں کا ہو یا کسی اور نہر کا ہو۔

اور یہاں کئی اور معانی ہیں جن کا احتمال سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اِنَّ مَاءَ زَمْ زَمٍ مِنْ عُیُوْنِ الْجَنَّۃِ میں ہے۔

۱- یہ احتمال ہے کہ یہ حدیث اس مبارک پانی کی شان وعظمت میں مبالغہ اور مثال کے قائم مقام ہو اور معنی یہ ہو کہ آبِ زم زم میں جو فضل عظیم' خیر کبیر' کرامت عظمیٰ اور

یمن و برکت ہے اس کی وجہ سے جنت کے پانیوں کے ساتھ شریک ہے تو گویا ایسا ہے کہ یہ پانی جنت سے نازل ہوا۔

یہ وجہ ہے کہ تو آبِ زم زم کی طرح اس کی خصوصیات میں دنیا کے اندر کوئی پانی نہ پائے گا اور یہ جنت کے پانیوں کی صفات میں مشترک ہے۔ اس میں ہر غذا ہے۔ اس میں شفاء ہے نہ یہ فنا ہوگا نہ ہی منقطع ہوگا۔ **وغیر ذلک** کئی خصوصیات ہیں۔

۲- یہ احتمال ہے یہ پانی جہان کی خرابی کے بعد جنت کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ پھر یہ جنت میں ہوگا اور یہ اس کی بزرگی ہے۔

۳- یہ احتمال ہے کہ آبِ زم زم کو باقی پانیوں پر فضیلت دی جاتی ہے جیسے کہ جنت کی فضیلت زمین پر ہے۔

اور یہ آخری احتمال سے ممکن ہے اس نسبت خیر کا ادراک ہو جو خیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک "خَیْرُ مَاءٍ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْ زَمَ" میں وارد ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کا بیان اس کے مقام پر انشاء اللہ تعالیٰ آ رہا ہے۔

نوٹ:

یہ معانی اور احتمالات امام مناوی نے فیض القدیر ۳/ ۴۰۸ میں حدیث الحجر الاسود من الجنة کی شرح میں ذکر کئے ہیں اور میں نے اس حدیث کے ان معانی کو حدیث ان ماء زم زم من عیون الجنة کے مشارک پایا ہے کہ جنت سے ہونے میں دونوں اکٹھے ہیں اور اللہ پاک خوب جانتا ہے۔

۲- زم زم کے ثمرات اللہ تعالیٰ کی عطائیں

سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے جب سیدہ ہاجرہ اوران کے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عزت واحترام والے گھر کے پاس چھوڑا اور سیدہ نے آپ سے عرض کیا: آللّٰہُ اَمَرَکَ بِھٰذَا؟

کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں!

سیدہ نے عرض کی تب وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔

پھر آپ پلٹ گئیں اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام چل پڑے حتیٰ کہ جب گھاٹی کے پاس ایسی جگہ پہنچے جہاں سے وہ آپ کو نہ دیکھ سکیں تو آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کیا۔ پھر ان کلمات کے ساتھ دعا مانگی اور ہاتھ اٹھا کر یہ کہا۔

رَبَّنَا اِنِّیۡ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراہیم ۳۷ اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ خبر صحیح بخاری ۶/ ۳۹۶ میں ہے جیسا کہ زم زم کے قصہ میں بیان ہو چکا ہے۔

ترجمہ: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے

شاید وہ احسان مانیں۔

تو آب زم زم ان ثمرات والا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کئے جب آپ نے وارزقھم من الثمرات کہہ کر دعا فرمائی۔

اسی وجہ سے آب زم زم اولیت کے ساتھ متصف ہے جیسا کہ بیت عتیق اولیت سے متصف ہے کیونکہ وہ وہی گھر ہے جو لوگوں کیلئے سب سے پہلے بنایا گیا۔

(نشر الآس زمزمی لوحہ ۳۲/ ا کچھ تصرف سے انہوں نے کسی شیخ سے نقل کیا اور ان کے نام کی تصریح نہیں فرمائی)

۳- مکہ مکرمہ کی زندگی اور آبادی کا سبب آبِ زم زم

آبِ زم زم کے فضائل اور برکات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک پانی کو مکہ مکرمہ کی آبادی کا سب سے پہلا سبب بنایا ہے اور زندگی کی نشو ونما اس میں ہے۔ اسی وجہ سے بیت اللہ شریف کی آبادی ہے۔

ایک وقت ایسا تھا کہ بطن مکہ میں پانی نہیں تھا اور کوئی ایک وہاں ٹھہرتا نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کر کے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ظاہر کر دیا۔ اس آبِ زم زم سے آپ کی اور آپ کی والدہ سیدہ ہاجرہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کی مدد کر کے دونوں کو سیراب کیا تو اس دن سے مکہ آباد ہوا اور وہاں پانی کی وجہ سے یمن کا ایک قبیلہ سکونت پذیر ہوا اس قبیلے کو جرہم کہا جاتا ہے اور وہ بنی قحطان سے ہے اور یہ سکونت حضرت ہاجرہ علیہا الصلوٰۃ والسلام سے اس پانی کی مجاورت کی اجازت لینے کے بعد ہوئی کیونکہ آپ نے انہیں اس شرط پر اجازت دی کہ ان کیلئے اس پانی سے پینے اور نفع پانے کے علاوہ کچھ اختیار نہیں تو وہ ٹھہرے اور اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شادی اس قبیلے نیں سے ہی اس کے بعد ہوئی جیسا کہ گزر چکا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کا ارادہ مکہ پاک کی زندگی اور آبادی کا ہوا کہ اس نے آبِ زم زم کو اس کا سبب بنایا اگر یہ مبارک پانی نہ ہوتا تو کسی ایک کا یہ مقام نہ ہوتا اور اللہ پاک خوب جانتا ہے۔ (فاکھی کی کتاب اخبار مکہ ۲/ ۹ وھب بن منبہ سے روایت ہے)

۴- اللہ کے حرم میں ایک نشانی آبِ زم زم

اللہ پاک جل جلالہ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ فِیۡہِ

اٰیٰتٌ ' بَیِّنٰتٌ ' مَّقَامُ اِبۡرٰھِیۡمَ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا

(سورہ آل عمران آیت ۹۶'۹۷)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا رہنما۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو۔

امام فقیہ محدث محمد بن عمر جو بحرق کے نام سے مشہور ہیں نے فرمایا جو آیات بینات اس گھر میں ہیں ان میں حجر اسود' حطیم' جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایڑی سے آبِ زم زم کا پھوٹ کر نکلنا' اس کا پینا' بیماروں کیلئے شفاء ہونا' جسم کی غذا ہونا اس لئے کہ آبِ زم زم پانی اور کھانے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ (تبصرۃ الحضرۃ الاحمدیۃ البشاھیۃ بسیرۃ الحضرۃ الاحمدیۃ النبویۃ ۱/۸۳ طبع انصاری' ص ۸۱ طبع دارالحاوی' امام قرطبی نے الجامع الاحکام القرآن ۴/۱۳۹ میں آبِ زم زم کو بھی آیات بینات سے شمار کیا ہے اور ان کے علاوہ دیگر مفسرین کی بھی یہی رائے ہے۔)

تنبیہ ضروری:

اور میں یہاں اس بات سے خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ سیرت کی کتاب جس کا ذکر امام بحرق کے نام سے ہوا' اسے عبداللہ انصاری قطری نے تین جلدوں میں کسی دوسرے

نام سے دوسرے مؤلف کی طرف سے چھاپ دیا۔ اس کا نام حدائق الانوار ومطالع اسرار فی سیرۃ النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا اور اسے امام ابن دبیع شیبانی کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ کتاب کا صحیح نام اور مؤلف وہی ہے جس کو میں نے تحقیق سے ذکر کیا ہے۔

اس طبع پر اعتماد کرتے ہوئے جو دارالحاوی بیروت سے صادر ہوئی اور محمد غسان عزقول کی تحقیق سے ایک جلد میں ۱۴۱۹ ہجری کو چھپی اور یہ بات مصنف کے مقدمہ سے واضح ہے۔

اور نئی طباعت والوں سے جو عجیب بات سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب کا عنوان مقرر کرنے میں غلطی کی اور عنوان رکھا ''حدائق الانوار'' اور اس کے نیچے لکھ دیا المسمی ب: تبصرۃ الحضرۃ......!

۵- بیت اللہ کے پاس عظیم نعمت آبِ زم زم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ (سورۃ حج آیات نمبر ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیدل اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں تا کہ وہ اپنے فائدے پائیں اور اللہ کا نام لیں معلوم دنوں میں۔

ان عظیم منفعتوں میں سے جن کا مشاہدہ حج اور عمرہ کرنے والے حرم شریف میں کرتے ہیں عظیم ترین نفع والی چیز آبِ زم زم ہے کیونکہ جب لوگ پیتے اور خوب سیر ہو جاتے ہیں، اس کی بھلائیاں اور برکتیں پاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں جو اس کے پینے کے وقت قبول ہوتی ہے کہ آبِ زم زم دنیا و آخرت کی جن حاجات کیلئے پیا جائے ان (کے حصول) کیلئے ہے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جو اس نے اس پاکیزہ اور مبارک جگہ میں اپنے حرمت والے گھر کے پاس بنائی ہیں۔

وہ فضائل جو اس نعمت کی عظمتوں کو ظاہر کرتے ہیں ان میں ظاہر ترین فضیلت اور آبِ زم زم کی بڑی منفعت خاص طور اس کے ذریعہ شفاء پانا ہے۔ تو کتنے ہی بیمار ایسے ہیں جنہیں اس پر کھڑے ہونے کے سبب شفاء و عافیت عطا کر دی گئی اور بعض کو اس سے پینے سے اور بعض کو غسل کرنے سے۔ بعد اس کے کہ انہوں نے زمین کے اندر کوئی چشمہ

ایسا نہ چھوڑا جس کے پاس وہ نہ گئے ہوں اور اس میں نہائے نہ ہوں (ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب' الثعالبی مصنف ہے اس کی وفات ۴۲۹ھ' ص ۵۵۹)

بلکہ وہاں تو ایسے بیمار ہوئے جن کا شمار نہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں آبِ زم زم کی برکت سے ایسی سخت بیماریوں سے شفاء عطا کر کے عزت عطا کی جن سے اطباء کی ایک جماعت اور حکیموں کی حکمت عاجز آ چکی تھی۔

تو آبِ زم زم اس عظیم خیر کا دروازہ ہے جسے اللہ پاک نے اپنے مومن بندوں کیلئے کھول رکھا ہے اس کے ذریعے ان کی عزت فرماتا ہے۔

اللہ پاک ہماری طرف سے ہمارے نبی سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین جزا عطا فرمائے کہ آپ نے اپنی امت کی رہنمائی اس عام خیر کی طرف کی اور ان کیلئے اس کے فضائل اور بھلائیوں کو بیان فرمایا۔

۶ – زمین پر بہترین پانی زم زم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

خَيْرُ مَآءٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْ زَمَ، فِيْهِ طَعَامُ الطُّعْمِ، وَشِفَاءُ السُّقْمِ

زمین پر پائے جانے والے پانیوں میں بہترین آبِ زم زم ہے۔ اس میں بھوکے کیلئے کھانا، بیمار کیلئے شفاء ہے۔

(منذری نے الترغیب والترھیب ۲/۲۰۹ میں کہا۔ اسے طبرانی نے کبیر ۱۱/ ۹۸ میں روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا اور اس حدیث کی مثل مجمع الزوائد ۳/ ۲۸۶ میں ہے اور میں نے اسے صحیح ابن حبان میں نہیں پایا۔ امام سیوطی نے جامع صغیر مع فیض ۳/ ۴۸۹ میں اس حدیث کو حسن کہا اور مناوی نے ابن حجر سے اس کی اس بات کو نقل کیا'' اس کے راوی پکے ہیں اور بعض میں مقال ہے لیکن متابعات میں وہ قوی ہے اور یہ حدیث ابن عباس سے ایک دوسرے طور پر موقوفا مروی ہے)

صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کلام خواہش سے نہیں کرتے بلکہ جو کلام کریں وہ وحی آپ کی طرف ہوتی ہے نے خبر دی کہ

اِنَّ مَاءَ زَمْ زَمَ خَيْرُ مِيَاهِ الْاَرْضِ عَلَى الْاِطْلَاقِ فَفِيْهِ كُلُّ خَيْرٍ وَبَرَكَةٍ

بے شک زمین کے پانیوں سے بہترین پانی علی الاطلاق آبِ زم زم ہے۔ اس میں ہر خیر اور ہر برکت ہے۔

جو شخص اس مبارک پانی کی فضیلت سے جاہل ہونے کی وجہ یا اپنے ایمان کے کمزور ہونے کی وجہ سے کسی دوسرے پانی کو اس پر فضیلت دے اور علت بنائے اسے جو اس کا نفس اسے بتائے تو یقیناً وہ ہر طرح خطا کار ہے اور اس صواب و درستگی سے الگ ہو گیا ہے جس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔

اور یہ پانی کیسے سب پانیوں سے بہتر نہ ہو' حالانکہ اس میں بھلائیاں' بہتریاں' برکتیں' خصائص اور وہ فضائل فریدہ موجود ہیں جو کسی اور پانی میں نہیں۔

۷- آبِ زم زم کا ظہور بواسطۂ جبریل علیہ السلام

پانی کو ظاہر کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور پانی کو حکم کرتا کہ وہ پھوٹ پڑے اور خود بخود نکل آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب اس پانی کے شرف کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا اور جس کے لئے یہ نکلا اس کی عظمت کو واضح کرنا چاہا تو سید الملائکہ سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا تو اس نے زمین پر اپنا پر مارا جس سے یہ برکتوں والا پانی نکل آیا۔ ''برکت والی جگہ میں' برکت والے سید کیلئے اور برکت والے امین کے فعل کے واسطہ سے۔''

اس طرح اس پانی کی شرافت وعظمت میں زیادتی ہوئی اور اللہ عزوجل اپنی مخلوقات میں سے جسے چاہتا ہے فضیلت عطا فرماتا ہے۔ (بہجۃ النفوس' ابن ابی جمرہ ۳/۱۸۹)

۸- چشمۂ آبِ زم زم مقدس ترین جگہ

آبِ زم زم بیت اللہ شریف کے پاس ہے
رکن اور مقام ابراہیم کے قریب ہے۔
صفا، مروہ اور عظیم مشاعر کے قریب ہے۔

اور یہ مبارک جگہ اسی طرح ہی نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں سابقاً ہے کہ عنقریب یہاں اللہ تعالیٰ کا بیت عتیق ہوگا اور ایسا مکان جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور انوار کا نزول ہوتا رہے گا۔

اس سے اس پانی کا کبیر شرف اور عظیم قدر معلوم ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے اس مناسب مکان کو اختیار فرمایا اس کی خیر و برکت کی وجہ سے۔

کہ یہ اس کے معظم گھر کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج اور عمرہ کرنے والے حضرات اور اس بیت عتیق کے پڑوسیوں کو سیراب کرنا ہے۔

اس مکان مشرف و معظم کو کتنی عظمت حاصل ہے!
اور یہ مبارک و مکرم پانی کتنا اچھا ہے!

۹۔ آبِ زم زم سے قلبِ مصطفیٰ ﷺ کئی مرتبہ دھویا گیا

اللہ تعالیٰ نے سوائے آبِ زم زم کے کسی اور پانی کو اس عظیم جگہ کو دھونے کیلئے خاص نہ کیا اور وہ عظمت و جلال والی جگہ اللہ تعالیٰ کے حبیب مصطفیٰ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریف قلب اطہر ہے اور اسے افضل ترین پانی کے ساتھ ہی دھویا جانا چاہیے تھا۔

امام مسلم نے اپنی صحیح (کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱/ ۱۴۷) میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور حضور بچوں کے ساتھ مشغول تھے۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو پکڑ کر لٹایا۔ پھر آپ کے قلب مبارک کی جگہ سے شق کیا پھر دل نکالا اور اس سے ایک خون کا لوتھڑا سا نکالا تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا یہ آپ سے شیطان کا حصہ ہے پھر آپ کے دل کو سونے کے طشت میں آبِ زم زم سے دھویا۔ پھر اسے درست کر کے اس کی جگہ لوٹا دیا اور بچے دوڑتے ہوئے آپ کی امی دایہ یعنی دودھ پلانے والی کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دیا گیا ہے تو وہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رنگ بدلا ہوا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اور میں اس سلائی کا نشان آپ کے سینہ مبارک میں دیکھا کرتا تھا۔

امام بخاری کی کتاب بخاری شریف میں ہے (کتاب الصلوٰۃ، باب کیف فرضت الصلوات فی اسراء ۱/ ۴۵۸، صحیح مسلم، الایمان، باب الاسراء ۱/ ۱۴۸) حضرت انس بن مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت شق کی گئی اور میں مکہ میں تھا تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے پھر میرے سینے کو شق کیا پھر اسے آبِ زم زم سے دھویا' پھر ایک سونے کا تھال لایا گیا جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اسے اس نے میرے سینے میں انڈیل دیا پھر اسے ملا دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا تو آسمان دنیا کی طرف بلند کیا...... الحدیث۔

سینہ اطہر چار مرتبہ شق ہوا

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک چار مرتبہ شق کیا گیا (فتح الباری ۱/۴۶۰' ۱۳/۴۸۱' سبل الہدی والرشاد ۲/۵۹' طبعۃ بیروت' شرح المواہب اللدنیۃ للزرقانی ۱/۱۵۳' کتاب: سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ شیخ عبداللہ سراج الدین کی۔ اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ان کی حفاظت فرمائے ص ۱۱۵ اور ہر بار آبِ زم زم سے دھویا جاتا رہا۔

پہلی مرتبہ آپ کی عمر چار سال تھی اور آپ اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے جیسا کہ پہلی حدیث میں گزر گیا۔

دوسری مرتبہ آپ دس سال کے تھے۔

تیسری مرتبہ جب جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام وحی لے کر آپ کے پاس آئے اور آپ کو اعلانِ نبوت کے لئے کہا گیا۔

چوتھی مرتبہ معراج شریف کی رات جیسا کہ دوسری حدیث میں گزر چکا اور اس ساری روئداد میں عظیم حکمتیں ہیں کہ آپ کے دل مبارک سے حظ شیطان نکالا گیا اور اس میں بھی آپ کی کرامت وعظمت میں زیادتی ہے۔ آپ کو قوت دینے' آپ کی مدد کرنے اور آپ کو تیار کرنے میں زیادتی ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو وحی کی جائے اسے طاقت ور دل کے ساتھ لیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے اور مناجات کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور آپ کا قلب شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دلوں سے بہترین' سب سے زیادہ پاکیزہ' کشادہ تر' قوی ترین' سب سے بڑھ کر متقی اور سب سے زیادہ ستھرا ہے۔

۱۰- آبِ زم زم لعاب رسول اللہ سے مبارک ہوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ آپ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زم زم کی طرف تشریف لائے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ڈول نکالا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نوش فرمایا پھر اس میں کلی فرما دی پھر اسے ہم نے زم زم میں انڈیل دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غالب آ جائیں گے تو میں اپنے ہاتھ سے نکالتا (مسند امام احمد ۱/۳۷۲، طبرانی نے اسے اپنی معجم میں نصب الرایۃ میں ذکر کیا ۳/۹۰، اور زیلعی نے اس سے خاموشی اختیار کی اسی طرح ابن حجر کی درایۃ میں ہے ۲/۳۰، اور ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ ۵/۱۹۳ میں کہا ہے۔ اس کی اسناد مسلم کی شرط پر ہے۔ اھ اور شیخ احمد شاکر نے مسند کی شرح ۵/۱۷۷ میں اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے) (مفہوم اس کا یہ ہوا کہ اگر لوگوں کے سنت سمجھ کر یہ کام تم سے چھین لینے کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں خود نکالتا۔ از مترجم)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیا۔ پھر مضمضہ کر کے ڈول میں ڈال دیا اور حکم دیا تو اسے زم زم میں ڈال دیا گیا (اخبار مکہ ازرقی ۲/۵۴ ابن طاؤس کے طریق سے روایت ہے۔ وہ اپنے باپ سے مرسل طور پر روایت کرتے ہیں)

ایک دوسری روایت میں ہے۔ عبد الجبار بن وائل سے روایت اور وہ اپنے باپ سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آبِ زم زم کا ڈول لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مضمضہ کیا تو اسے منہ سے ڈول میں ڈال دیا اس میں مسک (کستوری) سے زیادہ خوشبو تھی (مسند امام احمد ۴/۳۱۸، صالحی نے سبل الہدیٰ والرشاد ۱۰/۴۲ میں کہا۔ حمیدی

نے ثقہ راویوں کے ساتھ روایت کی ہے اور اس کو شیخ ساعاتی نے بلوغ الامانی فی اسرار الفتح الربانی ۲۲/ ۶۷ میں صحیح قرار دیا)

اس حدیث میں لفظ انج آیا ہے جس کا معنی ہے منہ چھلا کر پھونک کے ساتھ منہ سے پانی چھوڑنا (مشارق الانوار ۱/ ۳۸۴)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ مبارک سے نکلے ہوئے پانی (لعاب) کی برکت زم زم کی برکت پر غالب ہے لہٰذا آبِ زم زم کو برکت پر برکت حاصل ہوگئی اور لذت پر لذت' شفاء پر شفا' نور پر نور' پاکیزگی پر پاکیزگی حاصل ہوئی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈول میں کلی فرمائی اور اسے آبِ زم زم کے کنویں میں ڈال دیا گیا ہے۔

تو حضور اپنی امت پر کس قدر رحیم و رؤف تھے کہ آپ نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ جو آپ کے بعد آئیں آپ کی امت میں سے تا قیامت وہ آپ کے جوٹھے کی فضیلت و برکت سے محروم رہیں۔ آپ کی پاکیزگی کی برکت سے محروم رہیں۔ پس ہم اپنے ماں باپ سمیت آپ پر فدا ہو جائیں۔ آپ پر اور آپ کی آل' اصحاب اور احباب سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ وسلام ہو۔ (یہ شیخ ظفر احمد عثمانی تھانوی مات ۱۳۹۴ کی کتاب اعلاء السنن ۱۰/ ۲۱۱ سے لی گئی عبارت ہے)

اور وہ پانی جس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ مبارک میں لے کر پھونک کر اس میں ڈال دیں۔ ان عظیم ترین بشارات میں سے ہے جن کی طرف عالم دوڑتے ہیں اور عارف اس کی قدر کے پیش نظر اسکی حرص رکھتے ہیں۔ تو مبارک آبِ زم زم کی کیا فضیلت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت ڈال دی۔

(صحیح البخاری' کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف ۶/ ۴۶' صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ' باب فضائل ابی موسیٰ وابی عامر الاشعریین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۴/ ۱۹۴۳)

بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اور حضرت بلال رضی اللہ

تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی شخص آیا تو اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا تھا اسے پورا نہیں فرمائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تجھے خوشخبری ہے۔

تو دیہاتی نے آپ سے کہا آپ نے مجھ پر ''خوش ہو جا'' کو بہت کر دیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوموسیٰ اور بلال کی طرف متوجہ ہوئے غصہ وغضب کی حالت میں اور فرمایا اس شخص نے خوشخبری کو رد کر دیا ہے تم دونوں قبول کر لو!

ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے قبول کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن (پیالہ) منگوایا اس میں پانی تھا۔ اس میں آپ نے اپنے ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا اور اس میں پھونک کر کلی کی پھر فرمایا اس سے پی لو اور اپنے چہروں اور سینے کے اوپر والے حصوں پر ڈال لو اور خوش ہو جاؤ۔ ان دونوں نے پیالہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل فرمایا تو انہیں حضرت ام سلمہ' ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پردے کے پیچھے سے آواز دی اپنی امی کیلئے جو کچھ برتن میں ہے بچانا' تو انہوں نے اس سے آپ کیلئے کچھ بچا لیا۔

تو ہمیں چاہئے کہ ہم اس آبِ زم زم کی خوشخبری کو قبول کریں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لعاب دہن سے برکتیں ڈال دیں اور اس کے پینے کے ساتھ برکتیں حاصل کرنے کیلئے ہمیں اس پر متوجہ ہونا چاہئے۔ اس سے وضو کر کے اور اپنے جسموں پر انڈیل کر یا مل کر برکتیں حاصل کریں وغیرہ۔

لعاب دہن کے معجزات

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لعاب دہن مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کئی خصائص ظاہرہ اور واضح بہت سارے معجزات بنائے۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کیلئے۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک بیمار کی شفا' سخت پیاس والے کی سیرابی'

غذا' طاقت' برکت اور نشو ونما ہے............

تو کتنے ہی مریضوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن شریف سے دوا پائی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو گئے جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنگ خیبر کے دن کے قصہ کے متعلقہ ہے کہ آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔

حضرت علی کی دکھتی آنکھیں

امام بخاری نے بخاری شریف (کتاب فضائل الصحابہ' باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷۰/۷) میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ضرور ضرور کل جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔

اور انہی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے ایسے شخص کو جسے اللہ اور اس کا رسول محبوب رکھتے ہیں یا فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے.....، تو جب صبح ہوئی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ہر ایک امید رکھتا تھا کہ جھنڈا اسے عطا کیا جائے گا۔

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہے؟

تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ان کی آنکھوں کو شکایت ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس لے کر آؤ۔

جب آپ حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب ان کی آنکھوں میں ڈالا اور ان کیلئے دعا فرمائی تو آپ کی تکلیف دور ہو گئی جیسے کہ کبھی درد وغیرہ تھا ہی نہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں جھنڈا عطا کر دیا...... الحدیث

حدیبیہ کنواں اور لعابِ مبارک

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک ایسی برکت ہے جس کا ظہور اس پانی کو کثیر کرنے سے ہوا جو کئی سو بلکہ کئی ہزار کیلئے کافی ہوا جیسا کہ غزوہ حدیبیہ میں اس

طرح ہوا تھا۔

امام بخاری (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اپنی کتاب صحیح بخاری (کتاب المناقب' باب علامات النبوۃ ۶/۵۸۱) میں سیدنا براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس سے پانی نکالا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ نہ چھوڑا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنویں کے کنارے پر تشریف فرما ہوئے' پانی طلب فرمایا۔ پھر کلی کرتے ہوئے کنویں میں پھونک کر پھینک دیا اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے (فتح الباری ۷/۴۴۱) کہ حضور نے لعاب دہن اس میں ڈالا' ہم زیادہ دیر نہ ٹھہرے کہ پھر ہم نے پانی پیا حتیٰ کہ سیر ہوئے اور ہماری سواریاں بھی سیر ہو گئیں۔

اور ان ہی کی ایک روایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سے ہے اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی پانی ہمیں کافی ہوتا (فتح الباری ۷/۴۴۱)

اس کے علاوہ بہت ساری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن شریف کی برکتیں ہیں۔

۱۱- آبِ زم زم' کھانے والے کا کھانا

اللہ تعالٰی نے آبِ زم زم کے خصائص اور فضائل میں سے ایک یہ چیز بھی بنائی ہے کہ وہ جسم کو قوت بخشنے میں غذا کے قائم مقام ہے اور یہ پانی پینے والے کیلئے ممکن ہے کہ اس پانی کو پی کر کھانے سے بے نیاز ہو جائے جبکہ باقی پانیوں میں یہ خصوصیت نہیں۔

سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے قصہ میں ہے کہ آپ کو اور آپ کے بیٹے کو سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالٰی کے عزت والے گھر کے پاس چھوڑ دیا'' دونوں کو چھوڑ کر ان کے پاس ایک چمڑے کا برتن جس میں کھجوریں تھیں اور ایک مشکیزہ جس میں پانی تھا چھوڑا...... ام اسماعیل علیہا الصلوٰۃ والسلام نے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانا اور خود وہ پانی پینا شروع کر دیا حتیٰ کہ جب مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا۔ سیدہ اور آپ کے بیٹا کو پیاس لگی اور آپ اپنے بیٹے کی طرف دیکھتی تھیں کہ وہ پیچ و تاب کھا رہے تھے...... تو اچانک سیدہ فرشتہ کے ساتھ آبِ زم زم کی جگہ کے پاس تھیں تو فرشتہ نے اپنی ایڑی سے یا اپنے پر کے ساتھ پانی کی جگہ کو کھودا حتیٰ کہ پانی ظاہر ہو گیا...... آپ نے کہا' پھر سیدہ نے پانی سے پینا شروع کر دیا اور آپ کا دودھ آپ کے بیٹے پر چھلکنے لگا۔ (صحیح بخاری الانبیاء باب یزفون ۶/۳۹۶-۳۹۸)

اور اس طرح اللہ تعالٰی نے آبِ زم زم کو ام اسماعیل اور آپ کے بیٹے کیلئے غذا بنا دیا علیہما الصلوٰۃ والسلام

امام قرطبی نے سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۷ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ

غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ کی تفسیر میں کہا۔اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو حکم دیا تو اس نے پانی کی تلاش کی اور اسے غذا کا قائم مقام بنا دیا (الجامع لاحکام القرآن ۹/۳۷۰)

اور صحیح بخاری شریف (الانبیاء باب یزفون ۶/۳۹۶) میں آبِ زم زم کے پھوٹنے کے واقعہ میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ام اسماعیل (علیہما الصلوٰۃ والسلام) پر رحم فرمائے اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتیں تو یقیناً زم زم ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سیدہ نے پیا اور اپنے بیٹے کو دودھ پلایا تو فرشتے نے آپ سے کہا تم ضائع ہونے کا خوف نہ کرو کہ بے شک یہاں پر یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے جسے یہ لڑکا اور اس کا باپ تعمیر کریں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کے رہنے والوں کو ضائع نہ کرے گا...... تو ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی طرح رہیں حتیٰ کہ ان کے پاس سے جرہم کا ایک قافلہ گزرا......

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس طرح رہیں کا مطلب یہ ہے کہ اسی مذکورہ حالت پر رہیں اور اس میں اس بات کی خبر ہے کہ آپ آبِ زم زم سے غذائیت حاصل کرتی تھیں تو وہ آپ کو کھانے پینے سے کافی ہوتا تھا۔ (فتح الباری ۶/۴۰۳)

اور اس طرح۔آبِ زم زم سب چیزوں سے پہلے اور چشمہ پھوٹنے کے پہلے دن سے سیدہ ہاجرہ اور آپ کے بیٹے اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلا کیلئے طعام طعم ہے۔ (بھوک مٹانے والا)

سیدہ ام ایمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ اور آزاد کردہ کنیز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں۔

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن میں شکایت کرتے نہیں دیکھا' نہ بڑے ہو کر' نہ بھوک میں اور نہ پیاس میں۔آپ صبح کرتے تو آبِ زم زم پی لیا کرتے تھے۔میں آپ کے پاس کھانا پیش کرتی تو آپ فرماتے میں اسے نہیں چاہتا میں سیر ہوں (یعنی میرا پیٹ بھرا ہے مجھے بھوک نہیں) (طبقات ابن سعد ۱/۱۶۸' اس کی سند میں کوئی مجہول ہے اور اسے عینی نے عمدۃ القاری ۹/۲۷۷ میں ذکر کیا اور اسے مصنف کبیر کی طرف شرف

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منسوب کیا)

اور سیدنا ابوذر غفاری جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس دن رات اس حال میں رہے کہ آپ کے پاس آبِ زم زم کے سوا کوئی کھانا پینا موجود نہ تھا تو (آبِ زم زم پینے سے) فربہ ہو گئے حتیٰ کہ موٹاپن آنے سے پیٹ کے بل ظاہر ہو گئے۔

تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے اسلام لانے کے بارے امام مسلم اپنی صحیح مسلم (کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴/۱۹۲۱) میں روایت کرتے ہیں جب ابوذر مکہ میں آئے اور حرم شریف میں داخل ہوئے اور اس میں تیس دان رہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے حتیٰ کہ آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا آپ نے اور آپ کے ساتھی نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا' پھر نماز پڑھی تو جب آپ نے اپنی نماز پوری کر لی۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں سب سے پہلا ہوں جس نے اسلام کے سلام کے ساتھ حضور کو سلام عرض کیا۔

آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وَعَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ' پھر فرمایا تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا' میں غفار سے ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا: تو کب سے یہاں ہے؟

پھر آپ کہتے ہیں' میں نے عرض کیا میں یہاں تقریباً تیس دن رات سے ہوں۔

آپ نے فرمایا تو تجھے کھانا کون کھلاتا رہا؟

آپ کہتے ہیں میں نے عرض کیا میرے لئے آبِ زم زم کے علاوہ کوئی کھانا نہ تھا میں تو فربہ ہو گیا ہوں حتیٰ کہ میرے پیٹ کے بل ٹوٹ گئے ہیں اور میں اپنے پیٹ پر بھوک کی کمزوری محسوس نہیں کرتا۔ (اس جگہ حدیث میں ایک لفظ عکن ہے جو عکنۃ کی جمع ہے عکنہ کا معنی ہے پیٹ کے گوشت سے موٹاپے کی وجہ سے جو دوہرا اور اکٹھا ہو جائے'

القاموس المحیط) (ایک لفظ سخنۃ ہے جس کا معنی ہے بھوک کی رقت، کمزوری، لاغری، النہایہ ۲/۳۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک آبِ زم زم برکت والا اور بھوکے کو سیر کرنے والا ہے اور طعم، طاء کے پیش اور عین کے جزم کے ساتھ مصدر ہے۔ معنی ہے آبِ زم زم پینے والے اور کھانے کے طور پر استعمال کرنے والے کو آبِ زم زم کھانے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے طعم، طاء اور عین دونوں کے پیش کے ساتھ ہے۔ معنی ہوا بہت زیادہ کھانے والوں کیلئے کھانا کیونکہ طعم، طعام کی جمع ہے اور طعوم کا معنی ہے کثر الاکل یعنی بہت کھانے والا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ طعام طعم کا معنی ہے۔ موٹا کرنے والا کھانا (مشارق الانوار قاضی عیاض، ۱/۳۲۰ - ۳۲۱، امام نووی نے شرح مسلم ۱۶/۳۰ میں اور ابن اثیر نے نہایہ ۱/۱۲۵ میں اسی معنی پر اقتصار کیا کہ یہ آبِ زم زم پینے والے کو اسی طرح سیر کرتا ہے جیسے کھانا سیر کرتا ہے)

ازرقی نے (اخبار مکہ ۱/۵۱-۵۲ میں، فاکہی نے اپنی اخبار مکہ ۲/۴۴) روایت کی ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا لوگ آبِ زم زم میں جاہلیت کے اندر مقابلہ کرتے تھے حتیٰ کہ اگر عیال والے ہوتے تو عیال کے ساتھ صبح وہاں آتے اور اس سے پیتے۔ یہ پانی ان کیلئے صبوح ہوتا تھا اور ہم اسے اپنے عیال پر مدد شمار کرتے تھے (صبوح وہ دودھ ہے جو صبح دوہا جائے اور صبح کے وقت ہر کھائی اور پی جانے والی چیز کو بھی صبوح کہتے ہیں تاج العروس)

فاکہی نے (اخبار مکہ ۲/۴۷) میں صفیہ بنت بحرۃ سے روایت کی آپ نے کہا میں نے ام ہانی بنت ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک پیالہ دیکھا جو مسجد میں رکھا ہوتا تھا اس میں آبِ زم زم ڈالا جاتا تھا تو ہم جب اپنے گھر والوں سے کھانا طلب کرتے تو وہ کہتے ام ہانی کے پیالہ کی طرف جاؤ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آپ نے آبِ زم زم کے بارے میں کہا ہم اسے شباعہ (پیٹ بھر دینے والا' بھوک مٹانے والا) کہا کرتے تھے۔ عیال پر کیسی اچھی مدد تھی (ازرقی ۲/۵۲' اخبار مکہ' فاکھی ۲/۴۲' مصنف عبدالرزاق ۵/۱۱۷' ابن ہمام نے فتح القدیر ۲/۳۹۸ میں کہا۔ اس کے اسناد صحیح ہے اور ہیثمی نے کہا مجمع الزوائد ۳/۲۸۱ میں اس کے راوی ثقات (پکے) ہیں اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

آبِ زم زم دنیا کی بقا تک طعام طعم رہے گا

یہ آبِ زم زم کی عظیم نشانی ہے جو زم زم کے باقی رہنے تک باقی رہے گی اور اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔

اِنَّھا مُبارَکَۃ" اِنَّھا طَعامُ طُعْم

بے شک یہ برکت والا ہے' بے شک یہ بھوک مٹانے والا کھانا ہے۔

اللہ تعالیٰ صدراول سے اس کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے کرامت عطا فرماتا ہے جیسا کہ ان کی خبریں گزر چکی ہیں تو جو ان کے بعد ہمارے اس زمانے تک ہیں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا (انہیں بھی کرامت عطا فرمائے گا) ان تمام خبروں میں سے بعض درج ذیل ہیں جنہیں ابن قیم متوفی ۷۵۱ نے ذکر کیا اور کہا:

میں نے ایسے لوگوں کا مشاہدہ کیا جنہوں نے آبِ زم زم کو کئی دنوں بطور غذا استعمال کیا نصف ماہ تقریباً اور اس سے زیادہ اور انہوں نے بھوک محسوس نہ کی۔ لوگوں کے ساتھ لوگوں کی طرح طواف کرتے رہے اور مجھے خبر دی گئی کہ اس حال پر کبھی کبھی وہ چالیس دن تک رہے (زاد المعاد ۴/۳۹۳)

شیخ عبدالرشید ابراہیم تاتاری' ایک تاتاری عالم ہیں جو عہد عثمانی میں ہوئے ان کا وصال ۱۳۶۴ھ کو ہوا وہ اپنے سفرنامہ میں جس کا نام انہوں نے "العالم الاسلامی" رکھا ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ وہ اپنے بارے کہتے ہیں۔

میں نے کئی ہفتے آبِ زم زم پر اکتفا کرتے ہوئے اپنی بھوک کو روکنے کیلئے

گزارے اور یہ فعلی یقینی قطعی تجربہ تھا جس میں کوئی شک و شبہ نہیں (یہ اقتباس کتاب ''العالم الاسلامی'' سے ہے اور وہ ترکی زبان کی کتاب ہے۔ اس کا ترجمہ عربی میں استاد شیخ کمال خوجہ نے کیا اور وہ زیرِ طبع ہے اور ترجمہ کرنے والے استاذ ''اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے'' نے کرم فرمایا اور مجھے ان اوراق کی فوٹو کاپی عطا کی جن میں مؤلف نے آبِ زم زم کے متعلق گفتگو کی تھی۔

اس زمانے میں جس میں ہم جی رہے ہیں اب بھی کئی نیک شخصیتوں نے آبِ زم زم بھوک مٹانے' پیٹ بھرنے کی نیت سے پیا تو انہیں آبِ زم زم کے علاوہ کسی کھانے کی احتیاج نہ رہی۔ ایسے حضرات میں سے ایک فضیلۃ الشیخ' رنگین طبیعت' صاحب ورع' زاہد' علامہ' استاد محمد سعید طنطاوی حفظہ اللہ بخیر و عافیۃ ونفع بہ۔ وہ آبِ زم زم پر رہے جبکہ وہ حرم مکی میں رمضان کے آخری عشرہ میں معتکف تھے اور ان کے پاس کوئی کھانا کوئی مشروب سوائے آبِ زم زم کے نہ تھا اور آبِ زم زم آپ کو کسی کھانے کی احتیاج سے بے نیاز کر دیتا تھا اور آپ کو بھوک کا شعور نہ ہوتا۔

ایک دینی بھائی کی ایک اور خبر ہے جو جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں میرے دوست تھے۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ سترہ دن بیمار رہے (اس قدر شدید بیماری تھی) کہ وہ نہ کھانے پینے کیلئے منہ کھول سکتے تھے نہ کلام کیلئے مگر اس قدر کہ تھوڑا تھوڑا پانی پی لیتے۔ ان سترہ دنوں کی مدت میں ان کے پاس نہ کھانا تھا نہ کوئی مشروب مگر آبِ زم زم میسر تھا۔ یہ آبِ زم زم ہی ان کی بھوک مٹا دیتا اور انہیں بھوک کا احساس نہ ہوتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مدت کے بعد انہیں شفاء عطا کر دی۔

وہ شافی پاک ہے ہر عیب سے' اس کی عظمت' قدرت' حکمت بہت بلند و عظیم ہے۔ معاملہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ایمان قوی ہو' اللہ تعالیٰ کی طرف التجا سچی ہو اور اخلاص اللہ جل و علا کیلئے ہی ہو۔

۱۲- آبِ زم زم ہر بیماری کی شفاء

بے شک یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کہ اس نے ان کیلئے برکتوں والے آبِ زم زم کو ہر بیماری سے شفاء کی خاصیت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم وفضل سے جسے چاہے اسے آبِ زم زم کے ذریعے شفاء عطا کرتا ہے اور آبِ زم زم کی اس خاصیت کو بیان کرنے کیلئے بے شمار احادیث آئی ہیں۔

۱- سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت، آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

خَیْرُ مَآءٍ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْ زَمَ فِیْہِ طَعَامُ الطُّعِمُ، وَ شِفَاءُ السَّقْم

زمین پر بہترین پانی آبِ زم زم ہے۔ اس میں بھوکے کا کھانا اور بیماری کی شفاء ہے۔

(اس حدیث کی تخریج اور یہ کہ اس کے راوی ثقہ ہیں زیرِ عنوان نمبر ۶ گزر چکی ہے)

۲- سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

زَمْ زَمْ طعامُ طُعْمٍ وَشفاءُ سُقْمٍ

زم زم بھوکوں کیلئے بھوک مٹانے والا کھانا اور بیماروں کیلئے شفاء ہے۔

(بزار نے اسنادِ صحیح کے ساتھ اسے روایت کیا جیسا کہ منذری نے ترغیب وترہیب ۲/۲۰۹ میں)

۳- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح مسلم کی حدیث کو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کرتے ہوئے کہا۔

اِنَّھَا مُبَارَکَۃٌ اِنَّھَا طَعَامُ طُعْمٍ

بے شک یہ برکت والا ہے۔ بے شک بھوکوں کی بھوک مٹانے والا کھانا ہے۔

اور (ابن حجر) نے کہا طیالسی نے مسلم کے انداز سے تخریج کرتے ہوئے یہ الفاظ زیادہ کیے۔

وَشِفَاءُ سُقْمٍ (فتح الباری ۳/۴۹۳، اور یہ زیادہ صحیح یا حسن ہے، ابن حجر کے قاعدہ پر جیسا کہ انہوں نے اسے باب کی زیادات میں وارد کیا ہے)

اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد شفاء سقم۔ اپنے عموم کے ساتھ تمام حسی اور معنوی بیماریوں کو شامل ہے (تحفۃ المحتاج، ابن حجر ہیتمی ۴/۱۳۴)

۴- وَحَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ زَمْزَمَ فِی الْاَدَاوِیْ وَالْقِرَبِ، وَکَانَ یَصُبَّ مِنْہُ عَلَی الْمَرْضٰی وَیَسْقِیْھِمْ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برتنوں اور مشکیزوں میں پانی زم زم اٹھاتے اور آپ بیماروں کے اوپر ڈالتے اور انہیں پلاتے تھے۔

(اخبار مکہ، فاکہی ۲/۴۹، سنن البیہقی ۵/۲۰۲، اور حافظ سخاوی نے اسے اس کے شواہد کی وجہ سے مقاصد حسنہ صفحہ ۳۶۰ میں حسن قرار دیا ہے۔)

۵- سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ فَاِنْ شَرِبْتَہٗ تَسْتَشْفِیْ بِہٖ شَفَاکَ اللّٰہُ......

آبِ زم زم جس مقصد کیلئے پیا جائے اسی کیلئے ہے تو اگر تو اسے پیئے اس کے ساتھ شفاء طلب کرتے ہوئے تو اللہ تجھے شفاء دے گا تو یہ حدیث آگے آ رہی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔)

۶- اور یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا ہم نے بھی ان کے ساتھ حج کیا تو

جب آپ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں ادا کیں پھر صفا کی طرف نکلتے ہوئے آپ آبِ زم زم کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے لڑکے اس سے میرے لئے ایک ڈول نکالو' حضرت یحییٰ کہتے ہیں کہ ابا جان نے ان کیلئے کنویں سے ڈول نکالا تو ان کے پاس لایا گیا' آپ نے اس سے پیا اور کچھ اپنے سر اور چہرے پر ڈالا اور آپ فرما رہے تھے زم زم شفاء ہے جس مقصد کیلئے پیا جائے اسی کیلئے ہے۔ (اخبار مکہ' فاکھی ۲/ ۳۷' اور حافظ ابن حجر نے جزء مَاء'' زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ ۲۶۹ میں فرمایا اس کی اسناد صحیح ہے باوجودیکہ موقوف ہے اھ اور یہ حدیث ہے تو موقوف مگر حکم مرفوع والا رکھتی ہے کیونکہ یہ حدیث ایسی حدیثوں میں سے ہے جن میں رائے کا کوئی دخل نہیں ہوسکتا)

۷- اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر بیماری سے شفاء کیلئے آبِ زم زم پیا کرتے تھے کیونکہ وہ آبِ زم زم میں اس خاصیت سے واقف تھے اور انہیں یہ علم بھی تھا کہ آبِ زم زم جس مقصد کیلئے پیا جائے اس کیلئے کارگر ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آبِ زم زم پیا کرتے تھے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے نفع بخش علم اور وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں (المستدرک الحاکم ۱/ ۴۷۳' اور اس نے کہا اگر جارودی سے بچے تو صحیح الاسناد اھ حافظ دمیاطی نے المتجر الرابح ص ۳۱۸ میں کہا۔ یہ جارودی سے سلامت ہے اس طرح منذری نے ترغیب و ترہیب میں ۲/ ۲۱۰ میں کہا اس سے سلامت ہے کہ بے شک وہ سچا ہے۔ یہ بات خطیب بغدادی وغیرہ نے بھی کہی لیکن ان سے روایت کرنے والے محمد بن ہشام مروزی کو میں نہیں جانتا۔ مصنف عبدالرزاق ۵/ ۱۱۳' سنن الدار قطنی ۲/ ۲۸۸)

۸- وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ تابعی ہیں آپ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں وہب کی جان ہے' کوئی بھی شخص آبِ زم زم پر اعتماد کرکے پیئے حتیٰ کہ اس کا پیٹ خوب بھر جائے تو بلاشک وشبہ اس سے بیماری نکل جاتی ہے اور

شفاء اس کیلئے ظاہر ہو جاتی ہے (اخبار مکہ ازرقی ۲/۵۰، وفاکھی ۲/۴۴، مصنف عبدالرزاق ۵/۱۱۷، حلیۃ ابی نعیم ۴/۶۳-۶۴)

اور آئندہ صفحات میں بہت سارے ایسے لوگوں کے واقعات ذکر کروں گا جنہوں نے آبِ زم زم سے شفاء پائی اور اللہ تعالیٰ نے جلد شفاء عطا کر کے ان پر کرم فرمایا اور طرح طرح کی ایسی بیماریوں سے جن کا علاج کرنے سے اسپیشلسٹ ڈاکٹر اور ماہر طبیب وحکیم حضرات عاجز آچکے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آبِ زم زم پینے کی وجہ سے انہیں شفاء عطا کر کے ان پر احسان فرمایا اور اللہ جل وعلا اسباب کو پیدا کرنے اور مقدر کرنے والا ہے۔ وہی شفاء دینے والا، اللہ سبحانہ کی شفاء کے بغیر کوئی شفاء نہیں (اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے)

ان واقعات کے پڑھنے والے کو جلدی نہیں کرنی چاہئے کہ وہ اپنی عقل کو حاکم بنائے اور شفاء کو دور جان کر انکار کر بیٹھے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ پر اپنے ایمان کو قوی کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرمائے تو اسے کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان کے ساتھ خبر دی ہے کہ آبِ زم زم میں ہر بیماری کی شفاء ہے اور لفظ کل عام ہے جو ہر بیماری کو شامل ہے اور اللہ کا فضل عظیم ہے اور ہر چیز اس کی رحمت میں سما چکی ہے۔ اس کی رحمت ہر چیز کے سمانے کی وسعت اور گنجائش رکھتی ہے۔

آبِ زم زم سے شفاء پانے والے

۱۔ حلق میں اٹکی سوئی اور آبِ زم زم

فاکھی نے اخبار مکہ ۲/۳۵ میں کہا۔ احمد بن محمد بن حمزۃ بن واصل نے اپنے باپ سے یا کسی اور سے اہل مکہ میں سے روایت کرتے ہوئے مجھے بیان کیا۔

کہ انہوں نے ایک آدمی کو مسجد حرام میں باب الصفا کے قریب دیکھا۔ لوگ اس پر اکٹھے ہوئے تھے۔ میں اس کے قریب ہوا تو ایک آدمی کا منہ بندھا ہوا تھا تا کہ نہ کاٹے اور نہ کھائے۔ اسے لکڑی کے ٹکڑے سے باندھا گیا تھا تو میں نے کہا اسے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے ستو پئے' ستو ایک کھانا ہے جسے گندم یا جو کے آٹے سے بنایا جاتا ہے اور ستو کے اندر سوئی تھی وہ اس کے حلق میں چلی گئی۔ اس کے حلق میں رک گئی اور یہ منہ بند نہ کر سکتا تھا اور اچانک موت جیسی تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔

آپ فرماتے ہیں اس کے پاس ایک آنے والا آیا اور اسے کہا آبِ زم زم تک چلو پھر اس سے پیو' نیت نئے سرے سے کر لو اور اللہ تعالیٰ سے شفاء مانگو۔

تو وہ آبِ زم زم کے پاس گیا اور پوری کوشش کر کے اس نے پیا حتیٰ کہ اسے خوشی و فرحت ہوئی پھر وہ اپنی جگہ واپس آ گیا اور میں اپنے کام کیلئے چلا گیا۔

پھر جب اس کے کئی دنوں بعد میں اس سے ملا اسے کوئی تکلیف نہ تھی۔ میں نے اس سے کہا تیرا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا میں نے آبِ زم زم پیا تو پھر میں اپنے پہلے حال پر آ گیا یہاں تک کہ میں ایک ستون کے پاس پہنچا تو میں نے اپنی پشت سے اس کے

ساتھ ٹیک لگا لی مجھ پر نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گیا جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نے سوئی کو بالکل محسوس نہ کیا۔

۲- امام احمد بن حنبل اور آبِ زم زم

یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ جن کا وصال ۲۴۱ ہجری کو ہوا آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ کو دیکھا آپ آبِ زم زم پیتے تھے' اس سے شفاء کے طلبگار ہوتے اور اس کو اپنے ہاتھوں اور چہرے پر ملتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء' ذھبی ۲۱۲/۱۱' التزام مالا یلزم' ابن طولون مخطوطہ)

۳- آبِ زم زم اور فالج

زم زمی نے نشر الآس میں فرمایا (لوحہ ۱۸ ب۔ ۱۹ أ)

ابن قتیبہ نے کہا شاید وہ عبداللہ بن مسلم دینوری مشہور امام ہیں جن کا وصال ۲۷۶ ہجری ہے یا ان کے بیٹے احمد بن عبداللہ جن کا وصال ۳۲۲ ہجری ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔ میں نے ایک جماعت کے ساتھ حج کیا اس جماعت میں ایک مفلوج آدمی تھا میں نے اسے فالج سے درست حالت میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے پایا تو میں نے پوچھا فالج کی بیماری تجھ سے کیسے دور ہوئی؟

تو اس نے کہا میں زم زم کے کنویں کے پاس آیا' اس سے پانی لیا اور اسے اپنی دوات میں ڈالا جو میرے پاس تھی اور برتن میں (درج ذیل عبارت) لکھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ' هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ' وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (سورہ حشر کی آیت ۲۲ تا ۲۴)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (سورہ اسراء آیت ۸۲)

اور میں نے عرض کیا اے اللہ بے شک تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے۔

مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ

آبِ زم زم جس ارادہ سے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔

اور قرآن تیرا کلام ہے لہٰذا تو مجھے اپنی عافیت سے شفاء عطا فرما اور میں نے اس برتن میں آبِ زم زم ڈال کر پی لیا تو مجھے عافیت عطا کر دی گئی اور میں نے بغیر معالج کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فالج سے خلاصی پائی اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

۴۔ ابن قیم اور زم زم

ابن قیم محمد بن ابی بکر متوفی ۷۵۱ نے کہا۔

میں نے اور کئی دوسرے لوگوں نے آبِ زم زم کے ساتھ شفاء حاصل کرنے سے عجیب وغریب امور کا تجربہ کیا ہے اور کئی بیماریوں سے میں آبِ زم زم کے ذریعہ شفاء کا طلبگار ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو گیا (زاد المعاد ۴/۳۹۳)

مکہ میں ایک بار میں بیمار ہو گیا اور مجھے ڈاکٹر و دوا میسر نہ ہوئے تو میں آبِ زم زم سے علاج کرتا تھا۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پر عمل کرتے ہوئے میں آبِ زم زم لیتا اور کئی مرتبہ اس پر یہ آیت پڑھتا پھر اسے پی لیتا تو اس سے میں نے مکمل تندرستی پائی پھر میں بہت ساری تکلیفوں دردوں کے وقت اس پر اعتماد کرنے لگا تو میں نے حد درجہ اس سے نفع پایا۔ (زاد المعاد ۴/۱۷۸)

(اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پر عمل یہ نہیں کہ پانی پر دم کر کے پی لیا جائے چاہئے تو یہ تھا کہ آبِ زم زم نہ ہوتا اور اس آیت کا وظیفہ کیا جاتا اور شفاء ملتی اور پھر یہ تصور ہوتا کہ اللہ کے غیر سے مدد نہیں مانگی گئی جبکہ آیت نہ بھی پڑھی جاتی تب بھی آبِ زم زم شفاء دیتا ہے تو گویا اس سے واضح ہوا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

نَسْتَعِيْنُ کے خلاف نہیں۔ (خود اپنے دام میں صیاد آ گیا۔ محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی)

۵- امام زین الدین عراقی اور زم زم

امام تقی الدین فاسی نے شفاء الغرام ۱/۲۵۵ میں اپنے شیخ حافظ زین الدین عراقی عبدالرحیم بن حسین متوفی ۸۰۶ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا۔

کہ انہوں نے کئی مقاصد کیلئے آبِ زم زم پیا جن میں سے ایک ان کے پیٹ کے ساتھ معین بیماری سے شفاء ہے لہٰذا آپ کو اس بیماری سے بغیر دوا صرف آبِ زم زم کے ساتھ شفاء عطا ہوئی۔

۶- اندھا اور آبِ زم زم

(۱) امام تقی الدین فاسی متوفی ۸۳۲ نے (شفاء الغرام ۱/۲۵۵) میں لکھا کہ احمد بن عبداللہ شریفی جو مسجد حرام مکہ شریف میں فراش تھے۔ انہوں نے اپنے اندھے پن سے شفاء کیلئے آبِ زم زم پیا تو انہیں شفاء عطا ہوئی۔ اس کی خبر مجھے ہمارے شیخ علامہ تقی الدین عبدالرحمٰن بن ابی الخیر فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دی۔

(۲) زمزمی نے نشر الآس (لوحۃ ۱۸ اً) میں کہا۔

حافظ جار اللہ ابن فہد محمد بن عبدالعزیز بن عمر متوفی ۹۵۴ نے اپنی کتاب نِـعْـمَـتُ الـرَّحْـمٰنِ فِيْمَا يُعِيْنُ عَلٰى حِفْظِ الْقُرْآنِ) میں اپنے دادا شیخ نجم الدین ابن فہدؒ عمر بن محمد مؤرخ (اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ) کے مصنف متوفی ۸۸۵ سے نقل کیا اور میں نے اس کے خط سے نقل کیا ہے اس نے کہا میں نے اپنے والد رحمہ اللہ تعالیٰ کو حکایت بیان کرتے سنا۔

کہ جب ان کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا وہ مکہ میں تھے پانی اس قدر بہتا رہا کہ ان کی بینائی ختم ہو گئی اور انہیں کچھ نظر نہ آتا تھا وہ ایک چلا کر لے جانے والے کے کچھ وقت محتاج ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے شفاء کی نیت سے آبِ زم زم پیا اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اور اس کی تصدیق کیلئے جو آبِ زم زم کے بارے وارد ہوئی ہے اور میں

نے اپنی آنکھوں میں بھی پانی ڈالا تو مجھے اس عارضہ سے بہت جلد نجات مل گئی حالانکہ ڈاکٹر حضرات آنکھ میں پانی ڈالنے سے مجھے روکتے تھے پانی آنکھ میں ڈالنے کو وہ اندھا ہونے کا سبب کہتے تھے لیکن جب طبیعت کے معاملہ پر اللہ تعالیٰ کی مدد غالب ہو تو معاملہ الٹ جاتا ہے۔

(۳) اسی جار اللہ محمد بن عبدالعزیز نے کتاب مذکور میں اپنے بارے لکھا جیسا کہ میں نے اسے لکھا ہوا اس کے خط میں دیکھا اس نے کہا۔

۹۱۰ھ میں اسی طرح کا واقعہ مجھے پیش آیا کیونکہ میری آنکھوں کو درد شروع ہو گئی۔ اس بیماری کو ''حطاط'' کہا جاتا ہے اور اس بیماری میں آنکھوں کی پلکوں کے اندر چھوٹے چھوٹے دانے نکل آتے ہیں۔ اس تکلیف نے مجھے مطالعہ اور رات کو مسجد حرام میں حج کے دنوں میں چلنے سے روک دیا تو میں مطاف شریف میں نماز صبح ادا کرتا اور زم زم کے کنویں کی طرف چلا جاتا اور اس کا پانی پیتا اور حجر اسود کے مقابل حوض میں اپنا سر داخل کر دیتا اور اس کے درمیان اپنی آنکھیں کھولتا اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگتا اور میرا دل ٹوٹ چکا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی سال اس بیماری سے مجھے عافیت عطا کر دی۔

۷-مرض استسقاء اور زم زم

امام تقی الدین فاسی متوفی ۸۳۲ھ (شفاء الغرام ۱/۲۵۵) ذکر کیا کہ فقیہ علامہ مدرس مفتی ابوبکر بن عمر بن منصور اصبحـــــی المعروف شنینی جو یمن کے معتبر علماء میں سے ہیں انہوں نے پانی زم زم پیا۔ استسقاء کی عظیم بیماری سے شفاء کی نیت سے جو انہیں مکہ میں ہی لگی تو آبِ زم زم پینے کے اثر سے آپ کو شفاء ہو گئی۔ اسی طرح مجھے ان کے فقیہ صالح بیٹے عفیف الدین عبداللہ نے مکہ میں اطلاع دی۔

اور مجھے اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ جب اسے شدید استسقاء کی مرض ہوئی تو وہ ڈاکٹر کے پاس مکہ میں جانے کے ارادہ سے نکلے تو جس ڈاکٹر کے پاس گئے اس نے ان کی طرف توجہ ہی نہ کی اس وجہ سے ان کا دل ٹوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں آبِ زم زم پینے کا خیال ڈال دیا۔ اس حدیث کے سبب جو اس

بارے وارد ہوئی آبِ زم زم جس مقصد کیلئے پیا جائے اسی مقصد کیلئے ہے تو انہوں نے زم زم کا ارادہ کرلیا اور ایک ڈول منگوا کر پانی پیا حتیٰ کہ آپ خوب سیر ہو گئے اور سیر ہونے کے بعد آپ نے اپنے پیٹ میں کوئی چیز ٹوٹتی محسوس کی تو آپ جلدی جلدی بھاگے حتیٰ کہ رباط سدرۃ تک پہنچے تاکہ اس سے نجات حاصل کریں۔ وہاں تک پہنچتے ہوئے انہیں مسجد بھر جانے کا ڈر تھا تو انہوں نے کھل کر پاخانہ کیا پھر آبِ زم زم کی طرف لوٹ آئے اور دوبارہ خوب پیٹ بھر کر پیا اور پھر کثیر نکالا اس کے بعد صحیح ہو گئے۔

اور اسی اثنا میں کہ ان دنوں وہ مکہ میں کسی جگہ کپڑے دھو رہے تھے اور اپنے پاؤں سے ان کو کوٹتے تھے تو اچانک وہی ڈاکٹر جس نے اسے چیک کرکے مہربانی کرنے سے منہ پھیر لیا اس نے کہا کیا تو وہی ہے جسے وہ بیماری تھی۔ انہوں نے کہا ہاں! اس نے کہا کس چیز سے تو نے علاج کیا؟ اس نے کہا آبِ زم زم سے تو اس نے کہا الحکیم وہ پاک ہے اس نے تجھ پر لطف وکرم کیا ہے۔

اور یہ راوی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات بھی پہنچی اس ڈاکٹر سے کہ اس نے جب انہیں پہلی بار دیکھا تو کہا تھا کہ یہ تین دن نہیں جیئے گا۔

۸- زبان کی گرہ اور آبِ زم زم

صاحب جوہر منتظم متوفی ۱۱۶۵ھ نے ذکر کیا (ص۴۲) کہ ان کے ایک ساتھی تھے جنہیں عبدالرحمٰن بن مصلح الدین کہا جاتا تھا۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ میں چھوٹا تھا ایک ڈراؤنی شکل والے کے پاس قرآن پڑھتا تھا۔ ایک دن میرے لئے سبق یاد کرنا مشکل ہو گیا جب اس نے دیکھا کہ میں نے سبق یاد نہیں کیا تو اس نے میری طرف غصہ سے ترچھی نگاہ سے دیکھا اور پٹائی کے بغیر مجھے بہت برا بھلا کہا۔ اس کی ہیبت سے مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا تو میں بولنے پر قادر نہ رہا اور نہ کھڑا ہونے کی ہمت رہی اور میں ان کے چہرہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہ گیا اور پسینہ میرے جسم سے اس طرح بہنے لگا کہ میرے نیچے والا فرش گیلا ہو گیا۔

یہ خبر میرے والد صاحب کو پہنچی تو انہوں نے کوئی ڈاکٹر نہ چھوڑا مگر اسے میرے

پاس لائے۔تمام حکماء وڈاکٹر حضرات نے اس پر اتفاق کرلیا کہ اس بیماری کیلئے (الافلونیا) کے سوا کوئی دوا زیادہ نفع بخش نہیں ہے تو ابا جان اس سے رک گئے اور فرمایا اگر یہ بڑی عمر والا ہوتا تو میں اس کو حرام نہ کھلاتا جبکہ اس وقت یہ تمیز کی عمر سے بھی کم ہے۔

پھر آپ نے مجھے شفاء کے ارادہ سے آبِ زم زم پلانا شروع کر دیا تو میں نے بولنا شروع کر دیا حتیٰ کہ دن بدن میری زبان کی گرہ کھلتی چلی گئی پھر بالکل یہ تکلیف اللہ ملک منان کی مدد سے قریب ترین زمانے میں زائل ہوگئی۔

۹- پیٹ کا پھوڑا اور آبِ زم زم

(دبلۃ ایک بیماری ہے جو پیٹ میں جمع ہو کر خراج (پھوڑا) یا دمل کبیر (بڑا پھوڑا' ناسور) کی طرح پیٹ میں ظاہر ہوتا ہے اور اکثر جسے نکلے اسے ہلاک کر دیتا ہے۔لسان العرب)

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ' متوفی ۹۷۳ھ نے فرمایا جب میں ۹۴۷ھ کو حج کیا اس وقت میرے پیٹ میں خربوزہ کی مقدار پھوڑا تھا اور مصر کے حکماء کا پہلو سے میرا آپریشن کرکے اسے نکالنے پر اجماع (اکٹھ) ہو گیا کہ پہلو کی طرف سے آپریشن ہو اور پیٹ کے نیچے والے حصہ سے اسے نکالا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا کہ میں نے طواف وداع کے بعد آبِ زم زم شفاء کی نیت وارادہ سے پی لیا تو پیتے ہی میرے پیٹ میں حرارت پیدا ہوئی حتیٰ کہ وہ پھوڑا پک گیا اور سوداء ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکل گیا یہاں تک کہ ایک تھال بھر گیا اور یہ کام ایسا نہ تھا جس کا کرنا ڈاکٹروں اور حکیموں کی قدرت میں ہو (نشر الآس لوحۃ ۱۸اب' کتاب لواقع الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیۃ للشعرانی سے نقل کرکے کچھ تصرف کے ساتھ اور وہ اس میں ص ۲۴۲ دارالقلم العربی کی حلب میں ۱۴۱۱ کی مطبوعہ ہے۔)

۱۰- کئی بیماریاں اور آبِ زم زم

بے شک شیخ عبدالرشید ابراہیم تاری عہد عثمانی کے تاری علماء میں سے ہیں۔ وصال ۱۳۶۳ھ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۷ اور ۱۹۱۰ میلادی کے درمیانے عرصے میں لمبے

ایشیائی سفر کا ارادہ فرمایا۔ یہ سفر چین' جاپان' کوریا' ہندوستان' جنوب مشرقی ایشیا' حجاز اور شام کے شہروں پر مشتمل تھا۔ انہوں نے اپنے اس سفر کو اپنی کتاب العالم الاسلامی میں ترکی زبان میں قلمبند کیا اور جب وہ مکہ مکرمہ کے پاس سے گزرے اور آبِ زم زم پیا تو کہا۔

اور زم زم کے بارے لِمَا شُرِبَ لَہٗ' کا تجربہ قطعی یقینی ہے اس میں نہ کوئی شک ہے نہ شبہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ نیت خالص اور اعتقاد پختہ ہو اور میں نے زم زم سے بہت ساری بیماریوں کا تجربہ کئی بار کیا۔ خاص کر کے مثانہ کی بیماریوں اور اندرونی بیماریوں اور آنکھ کی تکلیفوں میں اور یہ سب بالکل پکے تجربے ہیں (العالم الاسلامی' ترجمہ استاد شیخ کمال خوجہ' (کچھ تعارف پہلے گزر چکا ہے) کتاب طبع ہو چکی ہے۔ استاذ کمال خوجہ کتاب کے مترجم نے مہربانی فرمائی کہ اُن صفحات کی فوٹو کاپی مجھے عطا کی جن میں مؤلف نے زم زم سے متعلق گفتگو کی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں نے معجزات الشفاء بماء زم زم' محمد عبدالعزیز احمد کی تالیف میں اور مجددی سید ابراہیم کی تالیف میں اس واقعہ کو پایا اور انہوں نے اسے رسالہ ''المجلۃ العربیۃ'' کے شمارہ نمبر ۱۵۵ ذی الحجۃ ۱۴۱۰ھ کے ص ۷۳ سے نقل کیا ہے۔

۱۱- سلسل البول اور آبِ زم زم

جناب محترم المقام ڈاکٹر شیخ محمد مظہر بقا (جو اصول فقہ اور فقہ پر احیاء التراث الاسلام کے مرکز جامعہ ام القری میں تحقیقی کام کر رہے ہیں۔) اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت سے رکھے اور ان سے نفع عطا فرمائے' نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے جب ۱۳۹۰ھ میں پہلا حج کیا۔ اس وقت انہیں سلسل البول کی بیماری تھی' طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے معذور تھے۔ انہوں نے شفاء کی نیت سے آبِ زم زم پیا اور اپنے رب سے اس کرم کی دعا مانگی کہ نمازیں اور عبادات کو پوری پوری پاکیزگی کے ساتھ ادا کریں اور انہیں اس بیماری سے نجات حاصل ہو جو طہارت اور پاکیزگی کے منافی ہے تو اللہ پاک نے اس پانی کو پینے کے بعد اسی دن سے شفاء عطا کر کے ان پر کرم کر دیا اور وہ ایسے ہوئے کہ جیسے انہیں یہ بیماری تھی ہی نہیں۔

اور اسی طرح آبِ زم زم سے شفاء پانے والوں کی خبریں بہت ہی زیادہ ہیں بلکہ وہ حدوشمار سے بڑھ کر ہیں حتیٰ کہ امام قزوینی متوفی ۷۸۶ء نے فرمایا۔

اور آبِ زم زم تمام مختلف و متفاوت بیماریوں سے (شفا) کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بندگان خدا تو کہتے ہیں اگر تمام ان بیماریوں کو جمع کیا جائے جن کا علاج ڈاکٹر و حکیم حضرات کرتے ہیں تو یہ ان بیماریوں کا نصف بھی نہ ہوگا جن سے اللہ تعالیٰ آبِ زم زم کے ذریعے عافیت عطا فرماتا ہے۔ (عجائب المخلوقات ص ۹۳)

اور یہ خاصیت جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان پر ظاہر فرمایا اور یہ کہ آبِ زم زم بیماریوں کی شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت کے دن تک باقی رہیں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کسی زمانہ سے مخصوص نہیں فرمایا اور ان میں امام ابوبکر بن عربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ فرماتے ہیں۔

یہ آبِ زم زم سے شفاء پانا ہر اس شخص کیلئے تا قیامت اس میں موجود رہے گا جس کی نیت درست ہو۔ ضمیر صحیح ہو اور اسے جھٹلانے والا نہ ہو اور نہ تجربہ کیلئے پیئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بھروسہ و توکل کرنے والوں کے ساتھ ہے اور وہ تجربہ کرنے والوں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ (احکام القرآن' ابن عربی ۳/۱۱۲۴' الجامع لاحکام القرآن قرطبی ۹/۳۷۰ میں ابن عربی سے منقول ہے)

وہ شفاء دینے والا پاک ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی شفاء کے سوا شفاء ممکن نہیں اور پاک ہے وہ ذات جس نے اس برکت والے پانی کو ہر بیماری کیلئے شفاء بنایا اور ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر' معافی' عافیت' ہمیشہ کی تندرستی اور برائی سے حفاظت' دین' دنیا اور آخرت میں مانگتے ہیں۔ اپنے لئے' ماں باپ کیلئے' اپنے مشائخ کیلئے' اپنے بھائیوں کیلئے' مسلمان عورتوں اور مردوں سب کیلئے۔ بے شک وہ سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

آبِ زم زم سے نفرت دلانا

اللہ تعالیٰ نے آبِ زم زم کو جو شفاء کی خاصیت عطا کی ہے جو اس میں خیرات و

برکات ہیں اور وہ جس مقصد کیلئے پیا جائے اس کیلئے ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ بیان کرنے کے بعد چاہئے کہ ہر وہ شخص جو لوگوں کو آبِ زم زم سے نفرت دلاتا ہے یا انہیں اس سے دور رکھتا ہے اسے بچایا جائے۔ خصوصاً بعض وہ ڈاکٹر حضرات جو بیماروں سے آبِ زم زم کی جگہ آب تندرستی پلا کر خیر خواہی کرتے ہیں بلکہ بعض تو اس حد تک تجاوز کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں آبِ زم زم میں نمکیات بہت ہیں جو عام لوگوں کو نقصان دہ ہیں اور بیماروں کیلئے بالخصوص نقصان دہ ہیں۔

نوٹ: اس مناسبت سے یہاں یہ عرض کر دوں آبِ زم زم کے اجزاء کے بارے کئی کیمیاوی تحقیقات نشر ہوئی ہیں جو مختلف پہلوؤں سے بڑی بڑی بہت ساری لیبارٹریز سے جاری ہوئیں اور میں یہاں ان تحقیقات کے نتائج کو ذکر کرنا نہیں چاہتا تاکہ آبِ زم زم کا مسئلہ دلوں میں ایک خالص امر ایمانی کی حیثیت سے باقی رہے۔ اس خاص پانی پر ان تحقیقات کا کوئی دخل نہیں جس میں پائے جانے والے معجزات' خیرات' برکات اور خوارق عادات جو باقی پانیوں میں نہیں پائے جاتے اس قدر ہیں کہ ان کا شمار و احاطہ ممکن نہیں۔

اللہ و رسول کا فیصلہ

اس طرح کی گفتگو جس میں حد سے بڑھنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس (آبِ زم زم) کے بارے میں ارشاد صحیح کے خلاف ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان یہ ہے کہ وہ خواہش سے نہیں تکلم فرماتے' بے شک وہ اللہ تعالیٰ عزوجل مخلوقات کو پیدا کرنے والے نے خبر دیتے ہیں جو آبِ زم زم کے خصائص کا عالم ہے اور جو کچھ اس نے خیرات و برکات پیدا کر رکھی ہیں ان کا عالم ہے۔

مومن کی شان کہ بلا توقف اللہ و رسول کے حکم کو مانے

اور اللہ و رسول پر ایمان رکھنے والے کا حال ہمیشہ ایسا ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ

الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

(سورۃ احزاب آیت ۳۶)

کسی مومن مرد و عورت کی یہ شان نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرمائیں تو ان کیلئے کوئی اختیار ان کے معاملہ سے ہو اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ آیت تمام امور میں عام ہے اور یہ اس لئے کہ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز کا فیصلہ کر دیں تو کسی ایک کیلئے اس فیصلہ کی مخالفت ممکن نہیں، نہ یہاں کسی ایک کو کوئی اختیار ہے، نہ رائے، نہ بات ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَايَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(سورۃ النساء آیت ۶۵)

تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے حتیٰ کہ تجھے حاکم بنائیں آپس کے جھگڑوں میں پھر اپنے دلوں میں آپ کے فیصلہ سے کوئی حرج نہ پائیں اور پوری طرح تسلیم کریں

اور حدیث شریف میں ہے۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبْعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش میرے لائے ہوئے (پیغام) کے تابع نہ ہو جائے۔

(امام نووی نے اس حدیث کو اربعین مع الفتح المبین ابن حجر ہیتمی کے ص ۲۷۸ پر صحیح کہا اور اسے ابی قاسم اسماعیل بن محمد مقدسی کی کتاب الحجہ کی طرف منسوب کر دیا)

یہی وجہ ہے کہ اس کی مخالفت کرنے والے کیلئے سختی فرمائی تو فرمایا۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (سورۃ احزاب آیت ۳۶)

اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں واقع ہوا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (سورۃ النور آیت ۶۳، تفسیر ابن کثیر ۳/۴۹۰)

تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مخالفت کرنے والوں کو فتنہ پہنچنے یا انہیں دردناک عذاب کے پہنچنے سے ڈرنا چاہیے۔

حضور نے فیصلہ کر دیا کہ زم زم ہر بیماری کی شفاء ہے

اور آبِ زم زم کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ دے دیا اور ہمیں اس کی خاصیت سے آگاہ فرمایا۔ اس میں جو اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی اس سے خبردار کر دیا تو کسی مومن مسلم کیلئے اس کے سوا کوئی گنجائش و راہ نہیں ہے کہ وہ مانے اور مطلقاً بغیر کسی توقف، بلانظر اور عقل و رائے کو حاکم بنائے بغیر پوری طرح تسلیم کرے۔ آراء پر واجب ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے کے تابع ہوں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے آواز بلند نہیں کی جا سکتی۔ نہ آپ کی رائے سے کوئی رائے فوقیت رکھتی ہے۔ ورنہ جو شخص اپنی عقل و رائے کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں حاکم مانے اسے ترجیح دے۔ اس کے اعمال بے کار گئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (الحجرات ۲)

(اس آیت کی تفسیر میں کتاب ''حول تفسیر سورۃ الحجرات دیکھیں'' یہ علامہ شیخ عبداللہ سراج الدین حفظہ اللہ بخیر و عافیۃ کی کتاب ہے۔ ص ۲۰، ۳۸)

اے ایمان والو! اپنی آواز میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ بات کرنے میں آپس میں ایک دوسرے کی طرح بلند آواز نکالو کہ تمہارے اعمال ضائع ہوں اور تمہیں شعور نہ ہوگا۔

ایک تحقیق

اور وہاں آبِ زم زم کے متعلق ایک حسی واقعی معاملہ ہے کہ وہ نفوس جو حس اور مشاہدہ کے بغیر کسی چیز کو مانتے نہیں وہ مطمئن ہو جاتے اور آبِ زم زم کے خصائص کو تسلیم کرتے ہیں۔

انجینئر استاد یحییٰ کوشک نے ذکر کیا کہ جب کنواں زم زم صاف کرنے کا ۱۴۰۰ھ میں لوگوں نے ارادہ کیا کیونکہ اس میں کوئی آلودگی ظاہر ہوئی تھی تو انہوں نے کہا۔

اس ریسرچ کے رزلٹ کے طور پر ہمارے لئے بڑے پیمانے پر فعلی طور پر آلودگی کا ظہور پکا ہو گیا اور زم زم کے کنویں میں موجود پانی کا استعمال روک دیا گیا اور یہ بات ضروری ہوئی کہ کنویں میں موجود تمام پانیوں کو گرا دیا جائے۔ اس کی دیواروں کو اندر سے دھویا جائے اور پاکیزہ دواؤں سے جراثیم کی صفائی کی جائے۔

آلودگی کے وقت زم زم پینا

اور وہ عجیب وغریب چیز جس سے ہمارا سامنا ہوا وہ یہ ہے کہ انجینئر سامی عنقاوی اور ڈاکٹر عبدالحافظ سلامت نے آبِ زم زم پر جاری کی گئی لیبارٹریز کی تحقیقات کے نتائج آنے سے پہلے آبِ زم زم پیا جبکہ ان نتائج نے اپنے ظہور کے بعد ثابت کر دیا کہ وہاں آبِ زم زم میں بڑے پیمانے پر آلودگی واقعہ موجود ہے مگر انجینئر سامی عنقاوی اور ڈاکٹر عبدالحافظ سلامت کیلئے یہ واضح نہیں ہوا کہ وہ کیا چیز ہے اور وہ آبِ زم زم پیتے رہے ان کے ساتھ ایک سے زائد لوگوں نے پیا جبکہ ہم مزدوروں اور حجاج کرام کو اس پانی کے پینے سے روکتے تھے۔ (زم زم ص ۱۹۹)

نیز ہزاروں حاجی اس سے پہلے آتے تھے اور زم زم کے کنویں سے ڈول بھر بھر کر

لیتے تھے اور اپنے جانوروں پر آتے تھے اور ساتھ وہ کچھ بھی راستہ میں ہوتا جو صفائی و ستھرائی وغیرہ کے خلاف ہے اور وہ بھی جو بعض اپنے ساتھ مختلف علاقوں سے طرح طرح کی بیماریاں اٹھا لاتے تھے۔ یہ سب کچھ ڈاکٹروں کی رائے میں اس پانی میں بیماریوں کے پھیلنے کا سبب ہے جسے مسلسل پیا جاتا رہا۔

عنایتِ خاص

اور اگر ہم آئیں اور تاریخ سے پوچھیں کیا کوئی شخص آبِ زم زم سے پی کر بیمار ہوا جبکہ یہ کنواں اسی حالت پر ہے؟ تو تاریخ جواب یہ دے گی کہ نہیں بلکہ پورا پورا اس کے خلاف ہوا۔ اتنے کثیر افراد کو مکمل شفاء ہوئی جن کا حدوحساب نہیں اور انہیں وہ مطلوب حاصل ہوا جس کیلئے انہوں نے پیا۔

تو یہ سارا بیان اس بات کو پکا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس مبارک شریف پانی پر خاص عنایت ہے جس کے بارے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی۔

اِنَّهٗ لِمَا شُرِبَ لَهٗ وَاِنَّهٗ شِفَاءُ سُقْمٍ

یہ ہمیں اللہ کی اپنے مہمانوں' حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں پر عنایت کی یاد دلاتا ہے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کے حرم' عرفات' منیٰ اور مشاعر میں لاکھوں لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور پھر وہی ہوتا ہے جو ہوتا ہے یعنی بھیڑ' میل کچیل وغیرہ اور یہ سب ڈاکٹروں کی رائے میں بہت بڑا بیماریوں کا گھر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حفاظت وعنایت اس پر فوقیت رکھتی ہے۔

وسوسہ سے بچیئے

تو اے مسلم بھائی! تو اس میں جس کو ایمان کی کمزوری آبِ زم زم سے ترجیح دے وسوسہ کا شکار نہ ہوا اور نہ اس کی طرف کان لگا اور تیرا دل جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آبِ زم زم کی شان میں آیا اس پر مطمئن ہونا چاہئے۔ اس آبِ زم زم سے لوگ پیتے ہیں تو بھی پیئے جا' اور اس خیر عظیم سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھ۔

چاہت رسول اللہ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سقایہ کی طرف آئے تو پانی طلب فرمایا۔ حضرت عباس نے فرمایا اے فضل (آپ کے بیٹے کا نام ہے) اپنی امی کے پاس جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس سے مشروب لاؤ' تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' مجھے پلاؤ' عرض کی یا رسول اللہ یقیناً لوگ اس میں اپنے ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ فرمایا مجھے پلاؤ' پھر آپ نے اس سے پیا۔

(بخاری شریف' حج' باب سقایہ ۳/۴۹۱)

اور ایک روایت میں ہے (یہ روایت طبرانی کی ہے۔ اس طرح فتح الباری ۳/۴۹۱' اور یہ ابن حجر کے قاعدہ سے صحیح یا حسن ہے)

اَفَلا اَسْقِیْکَ مِنْ بُیُوْتِنَا؟ قَالَ: لَاوَلٰکِنْ اسْقِنِیْ مِمَّا یَشْرَبُ مِنْهُ النَّاسُ

کیا میں آپ کو اپنے گھر سے نہ پلاؤں؟ فرمایا نہیں بلکہ جس سے لوگ پیتے ہیں اس سے مجھے پلاؤ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں سے لوگ پیتے تھے اور ان کے ہاتھ اس میں پڑتے ہیں اس سے پینے کو ناپسند نہیں فرمایا۔

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ ان حوضوں سے پی لیتے تھے جن سے لوگ پیتے اور وضو کرتے تھے۔ آپ ان کے ہاتھوں کی برکت کی امید رکھتے حالانکہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد اپنی امت کو تعلیم دینا ہے۔

یہ روایت بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطاہر کی طرف بھیجتے تھے' پانی لایا جاتا تو آپ اسے پیتے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت کی امید کرتے (طبرانی نے اسے اوسط میں' ابونعیم نے حلیہ ۸/۲۳۰ میں ذکر کیا جیسا کہ جامع صغیر سیوطی مع الفیض میں ہے ۵/۱۹۹' اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا لیکن مناوی نے فیض میں ہیثمی سے نقل کیا کہ

اس کے راوی صاحب وثوق ہیں۔)

امام مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا۔

المطاہر مطھرۃ کی جمع ہے۔ ہر وہ برتن جس سے (پانی لے کر) پاکی حاصل کی جائے **مطھرۃ** ہے اور یہاں مراد حوض' فساقی (یہ جمع ہے فسقیۃ کی یعنی وضو کرنے کی جگہ' یہ نیا کلمہ (لفظ) ہے تاج العروس مادہ فسق دیکھیں اور المعجم الوسط ۲/ ۶۸۹' گول تالاب غالباً اکثر ایسے لوگ تالاب' محلات' باغات اور میدانوں میں ہوتے ہیں جن میں فوارہ پانی چھوڑتا ہے) اور وہ حوض جو وضو کیلئے تیار کئے جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی لایا جاتا آپ اسے نوش فرماتے اور یہ کام آپ مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت لینے کی امید سے کرتے تھے۔ یعنی جو اس پانی سے وضو کرتے تھے ان کے ہاتھوں کی برکت کے حصول کی امید کرتے تھے (فیض القدیر ۵/ ۱۹۹)

اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کو دیکھ اور سوچ سمجھ' اپنے آپ کی قدر پہچان' یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی کے ساتھ کیا جس سے مسلمان وضو کرتے تھے تو بیت اللہ شریف کے حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی اس سبیل سے پینا کیسا ہے یعنی آبِ زم زم جو برکتوں والا' کریمانہ خصلتوں والا اور جداگانہ منفرد فضیلتوں والا ہے۔

(مومنوں مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کرتے ہیں تو پھر حاجیوں کیلئے یا عمرہ کرنے والوں کیلئے بدرجہ اولیٰ حق ہے کہ وہ بھی اس پانی سے برکتیں حاصل کریں۔ اس سے مومن مسلم کا مقام بھی واضح ہوا اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کیا اس کی اہمیت آشکار ہوئی' محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی)

بخار اور آبِ زم زم

یہ بات ہو چکی کہ آبِ زم زم میں عمومی طور پر ہر بیماری کی شفاء ہے اور خصوصی طور پر وہ بخار کی بیماری کی شفاء ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری (کتاب بدء الخلق باب صفۃ النار ۶/۳۳۰) میں ابی جمرۃ ضبعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مکہ میں بیٹھا تھا اور مجھے بخار ہو گیا تو انہوں نے کہا اسے اپنے سے آبِ زم زم کے ساتھ ٹھنڈا کر کے دور کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بخار جہنم کی گرمی سے ہے۔ اسے پانی سے ٹھنڈا کرو' یا راوی کہتے ہیں کہ فرمایا آبِ زم زم سے ٹھنڈا کرو۔ یہ شک ابی جمرہ ضبعی سے روایت کرنے والے ہمام کو ہے۔ (حافظ ابن حجر نے فتح ۱۰/۱۷۵ میں کہا۔ فابردوھا میں جو مشہور طریقہ ضبط ہے وہ یہ ہے کہ فاء کے بعد ہمزہ وصلی ہے اور راء پر پیش ہے اور راء کی زیر کی حکایت بھی ہے۔ معنی ہوگا کہ اس (بخار) کی حرارت کو ساکن کر دو اور ابن حجر نے جوہری سے روایت کی کہ ہمزہ قطعی مفتوح (اس پر زبر) ہے اور راء پر زیر ہے۔

اور امام احمد کی مسند میں روایت میں شک کے بغیر فَابْرِدُوْهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ ہے۔ (۱/۲۹۱' اس روایت کو ابن حجر نے فتح ۱۰/۱۷۶ میں باب کی زیادات میں ذکر کیا ہے اور اور یہ روایت ان کے قاعدہ پر صحیح یا حسن ہے۔)

البتہ ٹھنڈا کرنے کی کیفیت کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ''بخار کو ٹھنڈا کرنے کی کیفیت بہترین وہ ہے جو سیدہ اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل ہے کہ آپ بخار والے کے بدن پر اس کے سینے پر کچھ پانی چھڑک دیا کرتی تھیں۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی کو دم کر کے پھونکنے یا چھڑکنے کی اجازت ہوتی ہے۔

اور پھر صحابیؓ مثلاً اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو ان حضرات میں سے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے ساتھ لازم ہو چکے تھے تو یہ حضرات غیر سے زیادہ بہتر مراد جانتے تھے اور ہو سکتا ہے امام بخاری کے سیدہ اسماء کی حدیث کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے بعد ذکر کرنے میں کوئی راز ہو کیونکہ ابن عمر کی حدیث مذکور ہوئی کہ بخار جہنم کی گرمی ہے اس کو پانی سے بجھاؤ اور یہ اس کی نئی اور عجیب ترتیب ہے۔

(فتح الباری ۱۰/۱۷۶)

۱۴-صداع، نظر کی جلاء اور آبِ زم زم

ازرقی نے ضحاک ابن مزاحم تابعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آبِ زم زم کو تضلع (خوب سیر ہو کر پینے) سے منافقت سے بیزاری ہے اور آبِ زم زم صداع یعنی سر کے درد کو دور کرتا ہے اور اس میں دیکھنا بینائی کو بڑھاتا ہے۔

(اخبار مکہ ۲/۴۵، حافظ سخاوی نے مقاصد حسنہ میں ص ۳۶۰ پر اسے ذکر کیا آبِ زم زم کو سیر ہو کر پینے والی حدیث کے شاہد ہوتے ہوئے۔

اور اِنَّ مَاءَ هَا يَذْهَبُ بِالصُّدَاعِ سے پینے کا احتمال بھی ہے اور بطور تیل لگانے کا احتمال بھی ہے (ازالۃ الدھش والولہ ص ۵۲)

آبِ زم زم کی یہ خاصیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آبِ زم زم کے متعلق ارشاد مبارک کہ وہ شفاء سقم ہے کے عموم کے تحت داخل ہے۔

اور یہ بات عنقریب آ رہی ہے کہ آبِ زم زم سر اور بدن پر ڈالنا سنت ہے اور اس میں دیکھنا عبادت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عبادت بدن کے اعضاء کو نور اور جلاء عطا کرتی ہے۔

۱۵- آبِ زم زم جس مقصد کیلئے پیو

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ ارشاد فرمارہے تھے۔

مَاءُ زَمْ زَمْ لِمَا شُرِبَ لَهُ

آبِ زم زم (ہر اس مقصد) کیلئے ہے جس کیلئے پیا جائے۔

حدیث کی تصحیح و تحسین

سنن ابن ماجہ، المناسک باب الشرب من زم زم ۲/ ۱۰۱۸، مسند احمد ۳/ ۳۵۷، سنن بیہقی ۵/ ۱۴۸، حافظ دمیاطی، المتجر الرابح میں ص ۳۱۸ پر فرمایا "اس کی اسناد حسن ہے" اسی طرح ابن قیم نے زاد المعاد ۴/ ۳۹۳ میں اسے حسن کہا۔ امام زرکشی نے تذکرہ کہ ص ۱۵۱ پر کہا اس کی سند جید ہے اور امام ابن ناصر الدین دمشقی نے کہا حدیث محکم ثابت ہے جیسے ان سے عجلونی نے کشف الخفاء ۱/ ۳۲۸ میں نقل کیا۔

اور حافظ ابن حجر نے حدیث مَاء" زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ کی جزء کے ص ۲۷۰ پر فرمایا "کہ اس حدیث کا مرتبہ و مقام حفاظ حدیث کے نزدیک ان طرق کے اجتماع کے ساتھ حدیث سے دلیل پکڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

نیز اذکار کی تخریج میں فرمایا، درست بات یہ ہے کہ حدیث اپنے شواہد کے سبب حسن ہے۔" جیسا کہ انہوں نے امام سیوطی کی کتاب حاوی ۱/ ۳۵۳ سے نقل کیا۔

امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں ۳۰۹ پر اپنے شیخ ابن حجر کا کلام نقل کرکے فرمایا۔

متقدمین میں سے ابن عیینہ نے اسے صحیح قرار دیا اور متاخرین میں سے دمیاطی اور منذری نے صحیح کہا۔"

اسی طرح امام سیوطی نے سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں اسے صحیح کہا ۲/ ۱۰۱۸' اور اسی طرح ان کی کتاب حاوی ۱/ ۳۵۴ میں ہے۔

اور ابن حجر ہیتمی نے تحفۃ المحتاج ۴/ ۱۴۳ میں کہا۔ حدیث حسن ہے بلکہ صحیح ہے جیسا کہ ائمہ نے ارشاد فرمایا اور مناسک النووی کے حاشیہ ص ۴۰۴ پر فرمایا اور وہ جس پر محققین محدثین کے معاملہ کا استقرار ہے وہ یہ ہے کہ حدیث حسن یا صحیح ہے۔

حاکم نے مستدرک میں (۱/ ۴۷۳' صحیح قرار دیا' اسی طرح سیوطی نے جامع صغیر ۴/ ۴۰۴ وغیرھا میں' اس بات کو پکا کرنے کیلئے حافظ ابن حجر کی جزء ص ۲۶۶ دیکھی جائے۔)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے مرفوعاً یہ الفاظ زیادہ بیان فرمائے۔

"فَاِنْ شَرِبْتَهٗ تَسْتَشْفِيْ بِهٖ شَفَاکَ اللّٰهُ' وَاِنْ شَرِبْتَهٗ مُسْتَعِيْذًا اَعَاذَکَ اللّٰهُ' وَاِنْ شَرِبْتَهٗ لِيَقْطَعَ ظَمَاکَ قَطَعَهُ اللّٰهُ"

اگر تو اس کے ذریعے شفاء طلب کرتے ہوئے پیئے اللہ تعالیٰ تجھے شفاء دے گا' اگر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے پیئے تو وہ تجھے پناہ عطا کرے گا اور اگر اپنی پیاس ختم کرنے کیلئے پیئے تو اللہ تعالیٰ پیاس کو ختم کر دے گا۔

امام مناوی نے اس حدیث کی شرح میں کہا۔

آبِ زم زم سے ہر وہ آرزو پوری ہوتی ہے جس کیلئے پیا جائے' کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کے بیٹے علیہما الصلوٰۃ والسلام کی مدد کی اور انہیں سیراب کیا پلایا۔ لہٰذا یہ ان کے بعد والوں کیلئے بھی مددگار' فریاد رس باقی ہے تو جو کوئی اخلاص کے ساتھ پیئے گا وہ مدد و فریاد پائے گا۔

حکیم ترمذی نے فرمایا یہ بات بندوں کے مقاصد پر اور ان کے اپنے ان مقاصد اور نیتوں میں سچے ہونے پر جاری ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے والے

کو جب کسی معاملہ میں شک ہو تو اس کا حال یہ ہے کہ اپنے رب سے فریاد کرتا ہے تو جب فریاد کرے اور مدد مانگے تو مدد پا لیتا ہے اور یہ بات پکی ہے کہ بندہ اپنی نیت کے مطابق اسے پاتا ہے۔ (فیض القدیر ۵/۴۰۴)

جس نیت وارادہ سے زم زم پیا جائے اللہ تعالیٰ پورا فرماتا ہے

اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک لِمَا شُرِبَ لَهٗ میں جو "ما" ہے یہ عموم کے صیغوں میں سے ہے (نیل الاوطار ۵/۱۷۰) اس لئے جو بھی حاجت ہو دینی یا دینوی اسے شامل ہے۔

آبِ زم زم پینے والا اگر اس لئے پیئے کہ اس کا پیٹ بھر جائے بھوک مٹ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی بھوک مٹا دیتا ہے اگر سیراب ہونے کیلئے پیئے تو اللہ پاک اسے سیراب کر دیتا ہے۔ اگر شفاء کیلئے پیئے تو اللہ پاک اسے شفاء دیتا ہے۔ اگر سوء خلق کیلئے پیئے اللہ تعالیٰ اسے اچھا کر دیتا ہے۔ اگر سینے کی تنگی کیلئے پیۓ اللہ پاک اس کو کھول دیتا ہے۔ اگر سینے کے اندھیروں کے بند ہونے کے سبب پیتا ہے تو اللہ پاک ان اندھیروں کو پھاڑ دیتا ہے اگر نفس کے غنا کیلئے پیئے اللہ پاک اسے غنی کر دیتا ہے جس حاجت کیلئے پیۓ اللہ پاک اسے پورا کر دیتا ہے۔ اگر کسی پیش آنے والے کام کیلئے پیئے اللہ تعالیٰ اس سے کفایت فرماتا ہے اگر کسی مصیبت وکرب کیلئے پیئے اللہ جل جلالہ اسے دور کر دیتا ہے اگر مدد ونصرت کیلئے پیئے اللہ پاک مدد فرماتا ہے۔ خیر وصلاح کی جس نیت سے پیئے اللہ تعالیٰ اس کیلئے اسے پورا فرماتا ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں بندے نے اس چیز کے ذریعے مدد مانگی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت سے بطور مددگار ظاہر فرمایا ہے

(نوادر الاصول ص ۳۴۱ امام حافظ حکیم ترمذی متوفی ۳۲۰ھ)

قبولیت دعا اور زم زم پینے کا وقت

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" میں آبِ زم زم پینے والے کو اس بات پر ابھارنا ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے متعلق نیک نیت کو آبِ زم زم پیتے وقت اپنے دل میں حاضر کرے اس لئے کہ آبِ زم زم پینے کا وقت بلاشک و شبہ قبولیت کے یقینی اوقات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ پینے والا جو نیت کرے عطا کر دیتا ہے۔

اسی وجہ سے ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جو پینے والے کو آبِ زم زم پیتے وقت معین نیت کو دل میں حاضر کرنے اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سب کچھ طلب کرنے پر ابھارتے ہوئے ارشاد فرمایا "اِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِيْ بِهٖ شَفَاكَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيْذًا اَعَاذَكَ اللّٰهُ" حدیث آخر تک جیسے گزر چکی ہے۔

اگر تو آبِ زم زم کے ذریعہ شفاء طلب کرتے ہوئے پیئے اللہ تعالیٰ تجھے شفاء عطا فرمائے گا اگر پناہ طلب کرتے ہوئے پیئے تو پناہ عطا کرے گا۔ الخ

زم زم سے روزہ کھولنا مستحب

اور روزہ دار کو حریص ہونا چاہئے کہ وہ آبِ زم زم سے افطار کرے اگرچہ اسے کھجور میسر ہو۔ اس سے اسباب متعدد ہو جاتے ہیں جن کے پائے جانے کے وقت قبولیت اور کثیر خیرات و برکات کی امید کی جاتی ہے۔

امام محبّ الدین طبری شافعی نے شرح التنبیہ میں آبِ زم زم کی برکتیں پانے کیلئے ماہ رمضان آبِ زم زم سے افطار کرنا مستحب قرار دیا ہے۔ اسی طرح زرکشی نے ان سے اعلام الساجد میں نقل کیا۔ (نوادر الاصول ص ۳۴۱ امام حافظ حکیم ترمذی متوفی ۳۲۰ھ) اسی طرح ابن المحب طبری جمال الدین نے اپنی کتاب ''التشویق الی حج البیت العتیق'' میں افطار پر تصریح فرمائی۔ (ص ۲۴۲)

حدیث ''مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ'' کی دو روایتوں میں موافقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک مَاء'' زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ کی دوطرح روایت ہے ایک تو یہی جو مشہور ہے یعنی لِمَا شُرِبَ لَهُ اور پہلے گزر چکی ہے اور دوسری روایت میں لِمَا شُرِبَ مِنْهُ (مسند امام احمد ۳/۳۷۲)

دونوں لفظ اکٹھے فاکھی کی روایت میں اخبار مکہ (۲/۲۷) میں ہیں مَاء'' زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ' ابن ابی برہ نے اپنی حدیث میں او منہ کہا ہے۔ حافظ ابن حجر دونوں روایتوں کی تفسیر میں کہتے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے جو مراد ہے اس کی تفسیر سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ حدیث جابر میں لِمَا شُرِبَ مِنْهُ اَوْلَهُ کے الفاظ ہیں جن کا مفہوم ہے جس مقصد کیلئے پیا جائے اسی کیلئے ہے اور حدیث ابن عباس میں اس سے زائد الفاظ ہیں۔ اِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِيْ بِهٖ شَفَاكَ اللّٰهُ...... حدیث کے آخر تک کے الفاظ' ان شفاء کیلئے پیئے تو اللہ تعالیٰ شفاء دے گا۔

اس گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث کے اندر لام یا من کے الفاظ (من اجلہ) کے معنی میں ہیں (یعنی جس وجہ سے پیئے گا) حدیث کی تشریح حدیث ہی کے ساتھ کرنا کیا ہی اچھا ہے (جزء مَاء'' زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ ص ۲۷۴'۲۷۵)

زم زم پینے والوں کی خبریں اور نیتیں

بہت سارے سادات صحابہ کرام تابعین اور ائمہ علماء نے آب زم زم پیتے وقت مخصوص نیتوں کو دل میں حاضر رکھنے پر حرص کیا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک" زَمْ زَمْ لِمَا شُرِبَ لَهُ سے یہی سمجھا کہ دعا زم زم پیتے وقت قبول ہوتی ہے۔ بے شمار عام مومنوں نے ان کی اس بات پر پیروی کی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی نیتیں متعدد اور کئی طرح کی ہیں۔ دینی اور دینوی حاجات سے ان کا تعلق ہے کیونکہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کہ زم زم جس مقصد کیلئے پیا جائے اسی کیلئے ہے پر ایمان ویقین ہے اور اللہ تعالیٰ سے وہ اپنے مقصود مامول (جس کی انہوں نے نیت کی) کے حصول کی امید رکھتے ہیں۔

بہت سارے بلکہ بے شمار حضرات نے اپنے وہ مقاصد دنیا میں پائے جن کیلئے انہوں نے آب زم زم پیا اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھی جاتی ہے کہ جو کچھ انہوں نے اس سے مانگا وہ آخرت میں عطا فرمائے گا (جیسا کہ حافظ ابن حجر نے جزء ماء زم زم کے ص ۱۷۲ پر فرمایا اور یہ جزء آگے آرہی ہے)

پیارے اسلامی بھائی! اس سلسلہ کی کچھ خبریں تیری خدمت میں پیش ہیں تاکہ ہم ان سے سیکھیں اور ان کی اقتداء کریں کہ وہی اقتداء کے لائق ہیں اور وہ نمونہ (آئیڈیل) ہیں۔

۱- سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیت

روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آبِ زم زم پیا تو یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَشْرَبُہٗ لِظَمَاِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

اے اللہ! بیشک میں اسے قیامت کے دن کی پیاس کیلئے پیتا ہوں (تاکہ اس پیاس سے بچوں) الجوہر المنظم ص۴۲ منقول ابن المقری سے 'نشر الآس لوحۃ ۱۷ا'

۲- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیت

یہ حبر الامۃ (امت کے عظیم عالم) اور ترجمان القرآن ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب زم زم پانی پیتے یہ دعا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ (اس حدیث کی تخریج آبِ زم زم ہر بیماری کی شفاء کے تحت نمبر ۷ میں گزر چکی ہے) اور یہ جامع دعا ہے کہ دنیا و آخرت کی خیر پر مشتمل ہے۔

۳- امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی نیت

زمزمی نے نشر الآس (لوحۃ ۱۶ب) میں شیخ غسان واعظ رومی کی قرۃ العین سے ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آبِ زم زم پیا تاکہ سب سے زیادہ علم والوں میں سے ہو جائیں۔ تو آپ اسی طرح ہوئے اور تیرے لئے آپ علم، فضل اور صلاحیت کے اعتبار سے کافی ہیں۔ اھ

بوسنوی نے مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنے رسالہ (لوحۃ ۲۰ ب) میں کہا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے علم و فقاہت کیلئے آبِ زم زم پیا تو وہ اپنے زمانہ والوں میں سب سے زیادہ فقیہ ہوئے۔

۴- امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیت

امام حافظ، شیخ الاسلام علامہ، عامل متوفی ۱۸۱ رحمہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مبارک سے

روایت ہے کہ آبِ زم زم کے پاس آئے۔اس سے پینے کیلئے لیا پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کیا پھر کہا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْنَ اَبِیْ الْمَوَالِیْ حَدَّثَنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ وَھٰذَا اَشْرَبُہٗ لِعَطْشِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ شَرِبَہٗ

اے اللہ! بے شک ابن ابی الموالی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن منکدر نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا آبِ زمزم جس مقصد کیلئے پیا جائے اسی کیلئے ہے اور میں اسے قیامت کے دن کی پیاس کیلئے پیتا ہوں پھر آپ نے پی لیا۔

(منذری نے ترغیب وترہیب ۲/۲۱۰ میں کہا اسے احمد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا اھ اور حافظ دمیاطی نے متجر رابح کے ص ۳۱۸ پر فرمایا اس کی سند جید ہے اور حافظ ابن حجر نے اپنی جزء زم زم سے متعلق میں فرمایا ص ۲۷۴ اس کی سند مستقیم ہے اور اسے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ۱۰/۱۱۶ میں روایت کیا۔)

۵- امام ابن عیینہ کے شاگرد کی نیت کہ استاذ اس سے سو حدیث بیان کرے

ابوبکر دینوری نے حمیدی سے اپنی کتاب ''المجالسۃ'' میں روایت کی کہ حمیدی نے کہا ہم سفیان بن عیینہ المتوفی ۱۹۸ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تھے کہ آپ نے ہمیں حدیث ''مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ'' سنائی ایک آدمی مجلس سے اٹھا پھر لوٹ کر آیا تو کہنے لگا اے ابومحمد! کیا وہ حدیث جو آپ نے ہم سے بیان کی۔آبِ زم زم کے بارے صحیح نہیں ہے؟ انہوں نے کہا صحیح ہے۔وہ شخص بولا بے شک میں نے اب ایک ڈول آبِ زم زم کا اس نیت پر پیا کہ آپ مجھے ایک سو حدیث بیان کریں تو اسے سفیان نے کہا بیٹھو تو وہ بیٹھ گیا۔پھر آپ نے اس کو ایک سو حدیث بیان فرمائی۔

(اسے ابن حجر نے ''جـــزء مـــاء زم زم'' کے ۲۷۱ صفحہ پر ذکر کیا اور وہ مجالسۃ اور

جواہر العلم ۲/۳۴۲ (۵۰۹) میں ہے۔ یہ کتاب احمد بن مروان ابی بکر دینوری قاضی فقیہ' مالکی' علامہ' محدث' متوفی ۳۳۰ھ کی ہے۔ ان کے حالات سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۴۲۷' الاعلام ۱/ ۲۵۶ میں ہیں)

اللہ تعالیٰ امام سفیان بن عیینہ پر رحم فرمائے آپ علم کے ادا کرنے پر کتنے حریص تھے اور اللہ پاک اس سائل پر بھی رحم فرمائے کہ وہ طلب علم پر کس قدر حریص تھے۔ طلب علم میں انہوں نے کیسا لطیف حیلہ فرمایا۔

۶- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نیت

حافظ ابن حجر نے فرمایا اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مشہور ہے کہ انہوں نے رمی (تیراندازی) کیلئے آبِ زم زم پیا تو پھر آپ ہر دس میں سے نو تیروں میں (نشانہ) درست کرتے تھے۔ اخبار الاذکیاء' ابن جوزی' تحقیق محمد موسیٰ خولی ص ۱۰۵' اور ابن حجر نے اپنی جزء' حدیث مَاء'' زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ کے متعلقہ میں ص ۲۷۱ پر ذکر کیا۔)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے آبِ زم زم تین مقاصد کیلئے پیا۔ (۱) تیراندازی کے لئے' پھر تو میں دس میں سے دس ہی اور کبھی دس سے نو تیر پھینکنے میں درست اور کامیاب رہتا تھا۔ (اندازِ بیان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا نشانہ درست نہ تھا۔ آبِ زم زم پی لینے کے بعد نشانہ درست ہو گیا۔ میں نے اس جگہ رمی سے مراد کوئی بیماری سمجھی۔ اس لئے یصیب سے مصیبت کا معنیٰ سمجھا جبکہ رمی کا معنیٰ لغوی تیراندازی ہے۔ مولانا پروفیسر محمد سلیم اللہ اویسی صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ معنیٰ تیراندازی کرنا ہی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی) (۲) علم کیلئے۔ تو میں خبردار! اسی طرح ہوں جیسے تم دیکھتے ہو۔ (۳) جنت میں داخلہ کیلئے۔ تو میں اس کے حصول کی امید رکھتا ہوں۔ (نشر الآس لوحۃ ۱۶'ا' الجوہر المنظم ص ۴۴-۴۵' ابن ظہیرہ کی الجواہر المکنونۃ سے منقول)

اور سخاوی نے (الجواہر والدرر ۱/ ۱۶۶) پر ذکر کیا کہ یہ خبر امام شافعی سے متعلق ہے اور اس میں ہے کہ یہ تکلیف مجھے دس اور سات سے سات دن رہتی تھی۔

۷- امام ابن خزیمہ کی نیت

امام حافظ حجہ ابن خزیمہ محمد بن اسحاق صاحب الصحیح، متوفی ۳۱۱ھ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا آپ کو علم کہاں سے عطا ہوا؟

تو آپ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَاء'' زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ اور جب میں نے پیا تو اللہ تعالیٰ سے علم نافع مانگا۔

(سیر اعلام النبلاء ۱۴/۳۷۰، تذکرہ الحفاظ ۲/۷۲۱)

۸- امام حکیم ترمذی کے والد کی نیت

امام حافظ حکیم ترمذی کے والد سے روایت کی گئی ہے اور حکیم محمد بن علی بن حسن متوفی ۳۲۰ھ ہے رحمہ اللہ تعالیٰ آپ سے آپ کے بیٹے حکیم ترمذی نے آگے بیان کیا ہے کہ میرے ابا جان رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔ میں اندھیری رات میں طواف کرنے لگا مجھے پیشاب آ گیا اس نے مجھے طواف نہ کرنے دیا۔ قطرے ٹپکنا شروع ہو گئے حتیٰ کہ مجھے بہت تکلیف ہوئی اور مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں مسجد سے نکلوں تو کوئی میرے قدموں تلے نہ آ جائے۔ یہ دن بھی حج کے تھے تو مجھے یہ حدیث یاد آ گئی یعنی ''مَاء'' زَمْ زَمُ لِمَا شُرِبَ لَهُ'' میں زم زم کے پاس گیا تو خوب سیر ہو کر پیا (پنجابی میں کہیں گے خوب وکھیاں پر کے پینا) تو پیشاب کا مسئلہ صبح تک حل ہو گیا (تفسیر قرطبی ۹/۳۷۰، جزء ابن حجر ۲۷۲)

۹- امام حاکم کی نیت

امام حافظ محدث ابی عبداللہ حاکم، محمد بن عبداللہ متوفی ۴۰۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آپ نے آب زم زم حسن تصنیف وغیرہ کیلئے پیا تو آپ اپنے زمانے والوں سے سب سے زیادہ خوبصورت تصنیف والے ہوئے۔

(تذکرۃ الحفاظ ذہبی ۳/۱۰۴۴، جزء ماء زم زم، ابن حجر ص ۲۷۱)

۱۰- امام خطیب بغدادی کی نیت

حافظ کبیر، محدث شام وعراق، امام خطیب بغدادی ابی بکر احمد بن علی متوفی ۴۶۳ھ

رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ جب آپ نے حج کیا اس وقت آب زم زم سے تین مرتبہ پیا اور اللہ عزوجل سے تین حاجتیں مانگیں اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔

پہلی حاجت: کہ وہ بغداد کی تاریخ بیان کریں (لکھیں)

دوسری حاجت: کہ جامع منصور میں حدیث کو بھر دیں۔

تیسری حاجت: کہ انہیں امام محدث' زاہد' قدوة' شیخ الاسلام' بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۲۷ کی قبر کے پاس دفن کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے اس کو پورا کر دیا۔

(تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۱۹۳' تاریخ دمشق' ابن عساکر ۷/۲۴' الجواہر والدرر' سخاوی ۱/۱۶۶)

۱۱- امام ابن عربی مالکی کی نیت

امام علامہ حافظ قاضی ابی بکر محمد بن عبداللہ ابن العربی اندلسی سے روایت ہے احکام القرآن انہی کی ہے۔ ان کا وصال ۵۴۳ھ میں ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ نے فرمایا میں ۴۸۹ھ ذی الحجہ کے اندر مکہ میں مقیم تھا اور آبِ زم زم بہت زیادہ پیتا تھا جب بھی پیتا علم و ایمان کی نیت کرتا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے زم زم کی برکت سے میرے لئے علم کو کھول دیا۔ اتنی مقدار میں جتنا میرے لئے اس نے آسان کیا اور میں یہ بھول گیا کہ عمل کیلئے پیوں۔ کاش میں علم وعمل دونوں کیلئے پیتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں میرے لئے کشادگی عطا کرتا اور تنگی نہ ہوتی بہرحال علم کی طرف جھکاؤ عمل سے زیادہ ہوا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حفظ و توفیق کا اس کی رحمت کے ساتھ سوال کرتے ہیں۔ (احکام القرآن ۱/۱۱۲۴)

اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ صاف ستھری جانوں پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے کتنی زیادہ عاجزی کرتے تھے اور عمل کے دعویٰ سے دور ہوتے تھے حالانکہ وہ اس مقام میں پہنچے جہاں انہیں پہنچنا تھا لیکن یہ سبق اور عبرتیں ان کیلئے ہیں جو عبرت حاصل کریں۔

۱۲- امام ابن الجزری کے والد کی نیت

حافظ سخاوی نے امام حافظ مقری ابن الجزری محمد بن محمد متوفی ۸۳۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات میں فرمایا۔

آپ کے والد تاجر تھے۔ چالیس سال ان کے کوئی بچہ نہ ہوا۔ تو انہوں نے حج کیا اور زم زم شریف اس نیت سے پیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو عالم لڑکا عطا کرے تو ان کے گھر محمد جزری نماز تراویح کے بعد ۷۵۱ھ کو پیدا ہوئے۔

(الغایۃ شرح الھدایۃ فی علم الروایۃ' ابن جزری' حافظ سخاوی ص ۸' رسالۃ ڈاکٹریت جامعہ ام القریٰ میں۔ قسم الکتاب والسنۃ' تحقیق محمد سیدی محمد الامین ۱۴۰۳ھ اور سخاوی نے بھی الضوء الامع میں ۹/۲۵۵ خبر کو ذکر کیا)

اور تجھے وہ علم و صلاح کے ساتھ کافی ہیں (نشر الآ س' زمزمی لوحۃ ۱۹ أ) اور ہم اللہ تعالیٰ سے امت اسلامیہ کیلئے ان جیسے جید افراد کی دعا کرتے ہیں اور باپ اس دعا کی مثل کیسی حاجات مانگا کرتے تھے۔

اور ابی مالکی ت ۸۲۷ کی شرح مسلم میں ہے کہ میں نے زم زم پینے کے بارے علماء کی ایک جماعت سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے جن مقاصد کیلئے پیا اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ان مقاصد کو آسان فرما دیا تو کسی نے مجھے کہا۔ میں نے دعا کی قبولیت کیلئے پیا اور کسی نے کہا میں نے پیا تا کہ اللہ پاک مجھے لڑکا عطا کرے تو ایسا ہی ہوا۔

(نشر الآ س' زمزمی' توحۃ ۱۹أ' اور میں نے ابی کی شرح مسلم میں بہت جستجو کی نص کے بارے مگر مجھے وہ نہ مل سکی)

۱۳- امام زین عراقی نے جو مانگا پایا

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حافظ زین الدین عراقی نے ہمیں بتایا کہ عبدالرحیم بن حسین متوفی ۸۰۶ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کیلئے زم زم پیا تو وہ انہیں حاصل ہو گئی۔

(جزء فی حدیث ماء زم زم' حافظ ابن حجر ص ۲۷۱)

۱۴- امام حافظ ابن حجر عسقلانی کی نیت

حافظ ابن حجر عسقلانی احمد بن علی متوفی ۸۵۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور میں نے زم زم ایک مرتبہ پیا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جبکہ میں اس وقت حدیث کا ابتدائی طالبعلم تھا۔

(یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ نے ۸۰۰ھ یا ۸۰۵ھ میں حج کیا۔ شک سخاوی کی طرف سے ہے۔ اسی طرح الجواہر والدرر ۱/۱۶۶ میں ہے)

سوال یہ تھا کہ اللہ پاک مجھے ذہبی جیسی حالت حفظ حدیث میں عطا کرے جو امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد متوفی ۷۴۸ھ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ پھر میں نے ایک مدت بعد جو تقریباً بیس سال کے قریب ہے حج کیا تو میں نے دل میں اس مرتبہ سے زائد کا ارادہ پایا تو اس سے اعلیٰ مرتبہ کا سوال کیا لہٰذا مجھے امید ہے کہ اللہ سے میں یہ پالوں گا۔

(جزء فی حدیث ماء زم زم' حافظ ابن حجر ص ۲۷۱)

آپ کے شاگرد حافظ سخاوی نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان کی امید کو پورا کر دیا اور اس کی گواہی ایک سے زائد افراد نے دی۔ (الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر ۱/۱۶۶)

اسی طرح امام سیوطی نے ابن حجر کے پانی پینے کی خبر کے بعد فرمایا کہ وہ اس مرتبہ کو پہنچے اور زیادہ مقام پایا (طبقات الحفاظ ص ۵۴۷)

امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن حجر کی مذکور خبر کو بیان کرنے کے بعد فرمایا ''پھر مجھے شیخ نورالدین ابن ابی الیمن نے حکایۃً بیان کیا کہ انہوں نے ابن حجر کو ۸۵۱ھ میں سنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں نے آب زم زم تین مقصد کیلئے پیا۔

(۱) کہ میں حافظ ذہبی کا مرتبہ پاؤں' تو بحمد اللہ میں نے اس دعا کا اثر پایا۔

(۲) کہ میرے لئے فتاویٰ لکھنا اس طرح آسان ہو جائے جیسے ہمارے شیخ سراج بلقینی نے لکھا کہ وہ اکثر کتابوں کی طرف رجوع کئے بغیر قلم برداشتہ لکھتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ میرے لئے اس طرح آسان کر دیا کہ میں نے ایک مہینے کے فتاویٰ میں سے اہم کو جب ضبط کیا تو وہ ایک جلد بنی جس کا نام میں نے ''عجب الدھر فی فتاوی شہر'' رکھا۔

(الجواہر والدرر ۲/ ۶۱۶ سخاوی نے یہاں پر اس کی حکایت ذکر کی ہے۔)

(۳) امام سخاوی کہتے ہیں تیسری بات یاد نہیں رہی اور میں نے اس سے متعلق سوال کرنے سے جماعت کی توجہ ہٹا دی (الجواہر والدرر ۱۶۶۱)

۱۵- امام کمال ابن ہمام کی نیت

امام' فقیہ' اصولی' محدث کمال ابن ہمام محمد ابن عبدالواحد متوفی ۸۶۱ھ رحمہ اللہ تعالیٰ

نے اپنے شیخ ابن حجر کے زم زم پینے کے واقعہ کو ذکر کر کے فرمایا۔

اور بندہ کمزور' اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے استقامۃ کیلئے اور استقامت کے ساتھ حقیقت اسلام پر وفات کیلئے پینے کی امید رکھتا ہے۔(فتح القدیر شرح ہدایہ ۲/۴۰۰)

حافظ ابن حجر کے شاگرد امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۹۰۲ھ نے کہا اسی طرح جن لوگوں کو میں نے پایا ان میں سے امام شمس ابن عمار نے کئی مقاصد کیلئے پیا جن کو وہ پہنچے یا اس سے زیادہ کو۔

اور میں نے بھی کئی اشیاء کیلئے پیا' امید ہے کہ میں ان سب کو پالوں گا۔

(الجواہر والدرر ۱/۱۶۶)

۱۶- امام سیوطی کی نیت

امام ابو بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

جب میں نے حج کیا' آبِ زم زم کئی مقاصد کیلئے پیا۔ ان میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ میں فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی کے رتبہ تک پہنچوں جن کا نام عمر بن رسلان ہے وہ امام' مجتہد اور حافظ ہیں متوفی ۸۰۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حدیث میں حافظ ابن حجر کے رتبہ کو پاؤں۔(حسن المحاضرۃ ۱/۳۳۸)

امام سیوطی کے شاگرد امام شمس الدین محمد بن علی الداودی المالکی صاحب طبقات المفسرین' متوفی ۹۴۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بے شک جس چیز کا میں اعتقاد رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اس کا طلبگار ہوں وہ یہ ہے کہ وہ مرتبہ علوم جس تک امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ پہنچے اور جس پر انہوں نے اطلاع پائی وہاں تک کوئی بھی نہیں پہنچا اور ان کے مشائخ سے کسی کو اس پر واقفیت نہ ہوئی چہ جائے کہ وہ جو ان سے کم مرتبہ ہیں (الجوہر المنظم ص ۴۵' نشر الآس' زمزمی لوحۃ ۱۶ اب' اپنے شیخ سیوطی کے حالات میں داودی سے نقل کیا۔ انہوں نے اپنے شیخ سیوطی کے حالات میں ایک الگ ضخیم جلد تیار کی مجھے اس جلد پر واقفیت نہ ہو سکی اور اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ انہوں نے طبقات المفسرین میں

ان کے حالات نہیں لکھے۔

۱۷- شیخ احمد بن محمد آق شمس کی نیت

شیخ احمد بن محمد آق شمس الدین صاحب الجوہر المنظم، متوفی ۱۱۶۵ رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء کے زم زم پینے کے واقعات اور جن مقاصد کیلئے انہوں نے پیا اللہ کے انہیں عطا کر دینے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

''اور میں عبد فقیر اس رسالہ کو جمع کرنے والا اپنی کوتاہی کا معترف ہو کر کہتا ہوں بلاشک وشبہ میں نے کئی بار زم زم کو خوب سیر ہو کر پیا اور بار بار تجربہ کیا تو میں نے پانی پیتے وقت جن چھوٹے بڑے آسان یا مشکل مقاصد کی نیت کی میں نے انہیں فوراً احسن انداز میں پا لیا۔ اللہ تعالیٰ ملک ومتعال کی مدد ہوئی تو میں اللہ تعالیٰ ہی کی اس پر خوبیاں بیان کرتا ہوں اور جو کچھ وہاں ہے اس پر اس کا شکر گزار ہوں۔'' (الجوہر المنظم ص ۶۴)

۱۸- ظفر احمد عثمانی کی نیت

مولوی ظفر احمد عثمانی نے کہا ۱۳۹۴ھ ۸۴ سال عمر

اور میں نے آب زم زم پہلے حج کے موقع پر دین و دنیا کے کئی مقاصد کیلئے پیا تو اکثر کو پا لیا۔ پھر دوسرے حج کے وقت اسی طرح کئی کاموں کیلئے پایا تو ان میں سے اکثر میں کامیاب ہوا پھر میں نے تیسری مرتبہ کئی امور کیلئے پیا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ان کے پانے کی امید رکھتا ہوں۔

اور میری زبان میں سخت لکنت تھی۔ وہ مجھے مدارس میں پڑھانے اور منبروں پر خطبہ دینے سے روکتی تھی۔ پہلے حج کے وقت زم زم پینے کے بعد میں ابھی باہر نہ نکلا تھا کہ میں نے اپنے اندر درس وخطاب پر قدرت محسوس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل وکرم سے خطابت، وعظ اور نصیحت کرنے پر قدرت کاملہ اور سننے والوں کے دل میں قبولیت عطا کر دی۔ اللہ تعالیٰ کیلئے ہی اس کی حمد کا جیسا حق ہے ویسی حمد ہے اور درود وسلام اس کے نبی ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ سب پر ہو۔

(اعلاء السنن ۱۰/ ۲۰۷، ۲۰۸)

(اظہارِ تعجب)

(عجیب بات ہے کہ کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ و استعانت کو شرک کے پلڑے میں ڈال دیتے ہیں اور دیگر اشیاء سے استفادہ و استعانت عین توحید شمار کرتے ہیں۔ اگر زم زم کو وسیلہ بنا کر جائز سمجھتے ہیں تو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو وسیلہ کبریٰ ہیں انہیں وسیلہ ماننا کیونکر شرک و بدعت اور خلاف توحید ہوگا۔ یہ بات یاد رہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زم زم کے پانی کو براہ راست بیان کردہ فضائل کا حامل قرار دیا ہے یہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب سے برکت والا ہے تو حضور کا وسیلہ پیش کر کے بھی دعا کرنا باعثِ قبولیت ہے۔ جیسے منقول ہے کہ درود شریف پڑھ کر دعا کریں تو قبول ہوتی ہے۔ غور کرنے سے کئی مسئلے حل ہوں گے۔ اور اتنے سارے لوگوں کے واقعات کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ پاک نے زم زم میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ اس کے پیتے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ ازمترجم محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی)۔

اللہ تعالیٰ پاک روحوں پر رحم فرمائے۔ کیسی چیزوں کی آرزو و شوق رکھتے تھے۔ اس مبارک پانی کے پینے کے وقت اللہ تعالیٰ سے کیا امید رکھتے تھے۔ یہ اہل علم و صلاح کی آبِ زم زم پیتے وقت ہر زمانے میں شان ہے۔

اور ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد والے علماء و صلحاء میں خوبصورت نمونہ ہے اور یہ اس پر عمل کرنا ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" کہہ کر ابھارا ہے لہٰذا ہر آبِ زم زم پینے والے کو پیتے وقت دعا مانگنے کی حرص ہونی چاہئے اور اسے اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ پاک جواد کریم ہے اور قبول کر لینے کے لائق ہے۔

مصنف کی دعا

اور میں کمزور بندہ، یہ حروف لکھنے والا، کثیر لغزشوں کا اعتراف کرنے والا، اللہ تعالیٰ

سے اس کے فضل عظیم سے علم نافع، رزق حلال، طیب مبارک وسیع، مقبول صالح عمل، ہر بیماری سے شفا، استقامت اور کمال ایمان کے ساتھ اور دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کا سوال کرتا ہوں۔

نیز اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دارین کی سعادت دونوں کے غم کی کفایت کے ساتھ مانگتا ہوں۔ اسی طرح میں سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں دنیا و آخرت میں اپنے معزز بندوں میں بنائے بلکہ ان بندوں میں سے بنائے جنہیں وہ دعا قبول کر کے عزت عطا کرتا ہے۔ نبی پاک سیدنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار میں اچھے خاتمے کا، انہیں کے ساتھ حشر کا اور اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ ملا دے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور وہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

یہ سب ہم اپنے لئے، اپنے والدین، اپنے مشائخ، اپنے گھر والے، اپنی اولادوں، اپنے بھائیوں، اپنے قریبی رشتہ داروں، اپنے دوست احباب اور مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے مانگتے ہیں۔ بے شک اس کی ذات بہترین مسئول ہے۔ (مسئول: جس سے مانگا جائے)

۱۹- اہل جاہلیت اور آبِ زم زم

اللہ جانتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ آبِ زم زم کا معاملہ اہل مکہ کے ہاں اسلام کے آنے سے پہلے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زم زم کو کھودنے کے بعد عظیم سمجھا جاتا تھا اور زم زم کی تعظیم ان کیلئے ایسا ہی امر تھا جیسے بیت اللہ شریف، مشاعر عظام، حرمت والے مہینے قابل تعظیم تھے اور وہ کعبہ مشرفہ کے پاس دعا کی قبولیت کا اعتقاد رکھتے تھے جیسا کہ ناک کٹے ابرھہ کے کعبہ کو منہدم کرنے کیلئے آنے کے وقت ہوا اور وہ آبِ زم زم ضروری اور اہم کاموں کیلئے پیتے تو اللہ تعالیٰ آبِ زم زم پینے کی برکت سے ان کے ضروری مقاصد انہیں عطا کر دیتا۔

حارث بن خلیفہ سعدی نے کہا کہ قریش جب بھی کسی دکھ دینے والے دشمن کیلئے یا کسی غمگین کرنے والے کام کیلئے مجلس مشاورت کرتے تو اس مجلس کا آغاز آبِ زم زم

پینے سے ہوتا۔ حتیٰ کہ ہر شخص جان لیتا اس غمناک کام کو اور ان کے اکٹھ کو کیونکہ برتن جمع کر کے ان کے آ کر جمع ہونے سے پہلے لائے جاتے تھے۔ اس طرح پھر ان کو کامیابی ہوتی اور مراد حاصل ہو جاتی۔

(نشر الآس لوحۃ ۲۱ ب' اسے کسی طرف انہوں نے منسوب کیا)

شہد' دودھ وغیرہ کا ذائقہ آبِ زم زم میں

اللہ تعالیٰ نے آبِ زم زم کی برکات و خیرات میں یہ خصوصیت رکھی ہے کہ وہ کھانے والے کیلئے کھانا ہے۔ بیمار کیلئے شفاء ہے' غذائیت اور پیٹ بھرنے میں (بھوک مٹا کر) کھانے کے قائم مقام ہے اور یہ اسی کیلئے ہے جس کی نیت پیتے وقت کی جائے۔ جیسا کہ پہلے واقعات سے معلوم ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ برکتوں والا پانی شہد کے ذائقہ میں یا دودھ وغیرہ کے ذائقہ میں ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے کہ وہ اشیاء کو پیدا کرنے والا' ان کے خصائص کو پیدا کرنے والا' وہ جو چاہے' جس میں چاہے' جہاں چاہے بنا دیتا ہے۔ اس کی ذات بلند و پاک ہے۔

ان مذکورہ تمام واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آبِ زم زم پینے والوں کیلئے یہ کرم الٰہی ہے کہ اس نے ان کیلئے زم زم کو دودھ یا شہد یا ستو وغیرہ جس کی پینے والوں نے پیتے وقت نیت کی وہ ہی بنا دیا۔

۱- امام سفیان ثوری اور ستو' شہد اور دودھ کا ذائقہ

شیخ الاسلام' امیر المومنین فی الحدیث' اپنے زمانے کے عمل کرنے والے علماء کے سردار' فقیہ' مجتہد' کوفی حضرت سفیان بن سعید ثوری متوفی ۱۶۱ھ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے جیسا کہ ابی نعیم کی کتاب حلیہ میں ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ۷/۳' ۷' ریاض النفوس فی طبقات علماء القیروان ۱/ ۳۰۵)

عبدالرحمٰن بن یعقوب بن اسحاق مکی نے فرمایا کہ مجھے اہل ہرات سے ایک شخص نے بیان کیا اس کا نام عبداللہ ہروی ہے اور سچا آدمی ہے اس نے کہا۔

میں زم زم کی طرف سحری کے وقت آیا تو وہاں ایک بوڑھا آدمی اس ڈول کو کھینچ رہا تھا جو رکن کے قریب ہے۔ جب اس نے زم زم پی لیا ڈول اندر داخل کر لیا۔ پھر میں نے اسے پکڑا اور اس کا چھوڑا ہوا پی لیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بادام کے ستو ہیں' میں نے اس سے اچھے بادام کے ستو نہیں چکھے۔

اگلے دن میں پھر اس کی گھات میں بیٹھ گیا جب وہی وقت ہوا وہ شخص آیا اس نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال رکھا تھا۔ اس نے رکن کی طرف سے ڈول کھینچا' پیا' ڈول اندر داخل کر دیا تو میں نے باقی ماندا پکڑ کر پی لیا تو وہ شہد ملا ہوا پانی تھا۔ اس سے بہترین شہد کبھی نہیں پیا' میں نے چاہا کہ میں اس کے کپڑے کو پکڑ لوں مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔

جب تیسری رات ہوئی۔ میں باب زم زم کے سامنے بیٹھ گیا پھر جب وہی وقت ہوا وہ بندہ خدا آیا۔ اس نے اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال رکھا تھا میں نے داخل ہو کر ان کے دامن کو پکڑ لیا' پھر پی کر انہوں نے چھوڑا۔ میں نے کہا۔ اے مخاطب! میں تجھ سے اس عمارت یعنی کعبہ مشرفہ کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تو کون ہے؟

اس نے کہا تو مجھ پر چھپائے رکھے گا حتیٰ کہ میں مر جاؤں؟

میں نے کہا ہاں (ٹھیک ہے ایسا ہی کروں گا)

اس نے کہا۔ میں سفیان بن سعید ثوری ہوں تو میں نے اسے چھوڑ دیا اور ڈول سے پانی پیا تو وہ شکر ملا ہوا دودھ تھا۔ اس سے طیب و طاہر میں نے دودھ کبھی نہیں دیکھا۔ (عبداللہ ہروی) کہتے ہیں جب میں نے پی لیا تو مجھے ایک بار پینا ہی کافی ہوا۔ میں نہ بھوک محسوس کرتا ہوں اور نہ پیاس اھ۔

۲۔ امام ابی بکر بن عیاش

فقیہ' محدث' کوفی' شیخ الاسلام' مقری امام ابوبکر بن عیاش متوفی ۱۹۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے ان سے یحییٰ بن عبدالحمید حمانی نے روایت کرتے ہوئے بیان کیا اور کہا کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو سنا آپ کہہ رہے تھے۔

''میں نے آبِ زم زم سے دودھ اور شہد پیا''

(اخبار مکہ' فاکہی ۲/۳۹' ۴۰' سیر اعلام النبلاء ۹/۵۰۱)

۳- ایک عبادت گزار چرواہا

فاکہی نے اپنی سند ابن ابی رواد تک کے ساتھ کہا ''ایک چرواہا بکریاں چراتا تھا اور تھا عبادت گزار' جب اسے پیاس ہوتی تو آبِ زم زم میں وہ دودھ پاتا اور جب وضو کرنا چاہتا تو اس میں پانی پاتا تھا (اخبار مکہ ا/۳۹' ازرقی ۲/۵۴)

۴- رباح اسود

ازرقی (اخبار مکہ ۲/۵۳-۵۴) اور فاکہی (۲/۳۸) نے عبدالعزیز بن ابی رواد سے اور انہوں نے رباح اسود سے روایت کی۔ رباح اسود نے کہا میں اپنے اہل کے ساتھ دیہات میں تھا تو مجھے مکہ میں خریدا گیا اور آزاد کر دیا گیا۔ پھر تین دن ٹھہرا اور کوئی کھانے کی چیز نہ پائی۔ میں ٹھہر گیا اور زم زم پینا شروع کر دیا پھر میں چلا حتیٰ کہ زم زم کے پاس آیا۔ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس ڈر سے کہ بھوک کی حالت میں پانی پیوں' ڈول کھینچتے ہوئے بجائے اس کے کہ میں اسے کھینچوں وہ مجھے اٹھا لیتا تھا لہٰذا میں نے تھوڑا تھوڑا نکالنا شروع کیا حتیٰ کہ میں نے ڈول نکالا اور پیا تو وہ بالکل خالص دودھ (صریف اس دودھ کو کہتے ہیں جو تازہ تازہ دھویا جا رہا ہو' القاموس) میرے دانتوں کے درمیان تھا۔ تو میں نے سوچا شاید مجھے اونگھ آ رہی ہے۔ میں نے پانی اپنے چہرے پر ڈالا اور چل پڑا۔ میں اپنے اندر دودھ کی قوت اور اس سے بھوک کا مٹنا محسوس کرتا تھا۔ اھ (اور نص فاکہی کے نزدیک (عن رباح الاسود) ہے اور زرقی کے نزدیک طبع شدہ میں جو ثابت ہے وہ ہے (عن رباح عن الاسود) اور ازرقی کے محقق نے حاشیہ میں ذکر کیا کہ نسخہ ب میں (عن رباح الاسود) ہے تو میں نے اسی کو ترجیح دی کیونکہ یہ فاکہی کے موافق ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

(ممکن ہے یہ رباح' رباح النوبی ہو' سیدہ اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے بعض نے اسے ضعیف کہا۔ اسی طرح ذہبی کی مغنی میں ہے ا/۲۳۱)

ازرقی اس سے قریب ایک اور انداز میں کہتے ہیں کہ عبدالجبار ابن الورد نے ایک شخص سے جسے رباح آل اخنس کا مولیٰ کہتے ہیں روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا کہ رباح نے کہا مجھے میرے اہل نے آزاد کیا تو میں مکہ کی طرف گاؤں میں داخل ہوا۔ مجھے سخت بھوک لگی حتیٰ کہ میں کنکریاں اکٹھی کرتا پھر اس پر اپنا پیٹ رکھ دیتا۔ پھر ایک رات اٹھ کر آب زم زم کی طرف گیا۔ نکالا پیا تو دودھ گویا کہ وہ بھاری گوشت سے بھری ہوئی بکری کا دودھ تھا (ہلکا دودھ نہ تھا جو جلد ہضم ہو بلکہ زیادہ چکنائی والا تھا جو دیر سے ہضم ہو) (مستوخمۃ ایک لفظ عربی ہے جس کا معنی ہے بھاری فربہ بکری اور مراد یہ ہے کہ گویا اس نے گھی والا دودھ پیا (گھی سے مراد یہ ہے کہ دودھ میں خودتری چکنائی موجود تھی ڈالی نہ گئی تھی) واللہ اعلم القاموس المحیط میں مادہ ''وخم'' دیکھیں جہاں وخم کا معنی صاحب لغت نے ثقل یعنی بوجھ بیان کیا۔

اور ازرقی کی اخبار مکہ مطبوعہ میں (مستوحمہ) حاء کے ساتھ ہے۔ اس کا معنی مجھ پر بہت مشکل ہوا میں نے بہت ڈھونڈا مگر ''وحم'' کے تحت کوئی مناسب معنی نہ پایا۔ پھر میں نے کتاب کے مخطوطہ کی طرف مرکز البحث العلمی جامعہ ام القریٰ میں رجوع کیا۔ تو وہاں میں نے مخطوطہ میں خاء پائی تو میرا اشکال حل ہوا۔ واللہ الحمد)

اور ابوبکر عبداللہ بن محمد مالکی متوفی ۴۳۸ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب النافع الماتع (یعنی ریاض النفوس فی طبقات علماء القیروان و افریقہ) میں ابی زید رباح بن یزید اللخمی (۱/۳۰۵) کے حالات میں ذکر کیا اور یہ ابی زید بڑے زاہدوں عبادت گزاروں میں سے تھے ان کا وصال ۱۷۲ھ ان کی عمر ۳۸ سال ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مذکور درج ذیل ہے۔

رباح نے کہا میں مکہ میں تھا میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ جب طواف کثیر ہو رہا ہوتا وہ نماز پڑھتا اور جب طواف قلیل ہوتا وہ طواف کرتا۔ تو میں نے اس کی اقتداء و پیروی کی۔ ایک رات وہ زم زم کی طرف گئے ڈول ڈال کر نکالا تو وہ بہترین اعلیٰ قسم کا شہد نکلا تو ہم نے اس سے کھایا۔ آپ نے پھر اپنا ڈول ڈال کر نکالا تو دودھ سے بھرا ہوا نکلا۔ انہوں نے بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔ پھر کہا اے مغربی! اس حق کی قسم جس کیلئے تو نے مجھ سے

محبت کی اس بات کو کسی کیلئے ذکر نہ کرنا جب تک میں مکہ میں ہوں۔ پھر ریاض النفوس والے نے کہا اسی طرح سفیان ثوری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مذکور ہے۔

۵- سمندر کی موج زم زم چھڑکنے سے ختم

حافظ ابن طولون صالحی دمشقی نے اپنی سندھ کے ساتھ حافظ ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی کے واسطہ سے روایت کیا کہ ہمیں ابوالفضل الموصلی نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں ابوالبرکات نیشا پوری نے اور انہیں ابوالقاسم سکری نے انہوں نے کہا ہمیں ابوطاہر مخلص نے خبر دی ابو طاہر نے کہا ہم سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے محمد بن احمد عبیدی' ان سے عبدالعزیز ہاشمی نے بیان کیا تو فرمایا میں مکہ میں تھا' جدہ سے میں سمندر میں سوار ہوا اور میرے پاس آبِ زم زم تھا تو جب موج بلند ہوتی میں اس پر آبِ زم زم چھڑکتا تو وہ ختم ہو جاتی۔ (التزام مالا یلزم مخطوطہ)

مقصد کے حصول میں دیر ہونے کی حکمت

بعض اوقات انسان کہتا ہے آپ نے آبِ زم زم سے شفاء حاصل کرنے کے سلسلہ میں وارد ہونے والی صحیح احادیث بیان کیں یہ بھی بیان کیا کہ آبِ زم زم جس نیت کیلئے پیا جائے اس کو پورا کرنے کیلئے ہے اور بہت سارے واقعات مقصد و مراد کے حصول کے بارے ان لوگوں کے جنہوں نے حصول مقاصد کی نیت سے پیا بیان ہوئے لیکن ان بے شمار لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے زم زم پیا اور انہیں شفاء یا وہ مطلوب جس کیلئے انہوں نے زم زم پیا حاصل نہ ہوا؟

جواب: طب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقینی طور پر تندرستی عطا کرتی ہے کیونکہ اس کا صدور وحی سے ہے جبکہ وحی سے حاصل ہونے والی طب کے علاوہ اکثر اٹکل و تجربہ ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کبھی کبھار طب نبوی سے استفادہ کرنے والوں کو شفاء نہیں حاصل ہوتی اس صورت میں رکاوٹ حصول شفاء میں طب نبوی سے استفادہ کرنے والے کے اندر ہوتی ہے جس کی وجہ سے شفاء نصیب نہیں ہوسکتی جیسے اس سے شفاء کے اعتقاد اور تلقی بالقبول میں ضعف و کمزوری ہونا اس پر واضح ترین مثال قرآن پاک ہے جو سینے کی بیماریوں کی شفاء ہے۔ اس سے بعض لوگوں کو شفاء صدر حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ان کے اعتقاد اور قبول کرتے ہوئے استعمال کرنے میں کوتاہی ہوتی ہے بلکہ قرآن پاک تو منافق کیلئے اس کی ناپاکی کے ساتھ ناپاکی بڑھا دیتا ہے۔ اس کی بیماری میں اور اضافہ کرتا ہے لہٰذا طب نبوت ابدان طیبہ کے ہی مناسب و موافق ہے جیسے کہ قرآن کریم کی شفاء طیب

دلوں ہی کے مناسب وموافق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ابن حجر نے کسی انسان کا ذکر کئے بغیر کہ اس کا قائل کون ہے فتح الباری ۱۰/۱۰۷ میں اسے نقل فرمایا)

زم زم پینے والے اپنی نیت کے مطابق' اپنی التجا کی سچائی' اپنے رب تعالیٰ کی طرف توجہ' اپنی دعا میں اخلاص اور دعا کی قبولیت کو روکنے والی چیزوں سے دوری کے مطابق اپنے مقاصد کو پالیتا ہے۔ اجابت دعا کے مانع مثلاً مال حرام کھانا اور قبولیت میں جلدی چاہنا۔

کبھی اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو جلد قبول فرماتا ہے یا اسے بندہ کے لئے قیامت کے دن تک ذخیرہ فرمالیتا ہے یا اس کی دعا کے مطابق کسی برائی یا سختی کو جو اس پر آنے والی تھی اور اسے علم نہ تھا اس سے پھیر دیتا ہے اور یہ پھیرنا اس کی دعا کی وجہ سے ہے۔

کبھی آب زم زم پینے والا شفاء کے لئے پیتا ہے۔ اللہ پاک اسے ان بیماریوں کو دور کر دیتا ہے جو اس کے اندر ہیں یا آئندہ ہونے والی تھیں مگر بندہ انہیں نہیں جانتا۔ ایسی صورت میں بندہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول نہیں فرمائی۔

اس بارے سیدنا ومولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ "يَدْعُو اللهَ بِدَعْوَةٍ اِلَّا آتَاهُ اللهُ اِيَّاهُ اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ' فَقَالَ رَجُلٌ" مِنَ الْقَوْمِ' اِذًا نُكْثِرَ قَالَ اللهُ اَكْثَرَ

زمین پر کوئی مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے یا اس سے اس کی مثل برائی دور کر دیتا ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے تو ایک آدمی نے عرض کی تب تو ہم زیادہ (دعا) کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ (بھی) زیادہ کرے گا۔

(سنن الترمذی' الدعوات ۵/ ۶۶۵ نمبر ۳۵۷۳ اور فرمایا حدیث حسن' صحیح اور اس وجہ سے غریب ہے۔)

موطا میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں زین بن اسلم کی روایت ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے۔

مَامِنْ دَاعٍ یَدْعُوْ اِلَّا کَانَ بَیْنَ اِحْدٰی ثَلَاثٍ، اِمَّا اَنْ یُّسْتَجَابَ لَهٗ وَاِمَّا اَنْ یُّدَّخَرَ لَهٗ وَاِمَّا اَنْ یُّکَفَّرَ عَنْهُ

کوئی بھی دعا مانگنے والا جب دعا مانگتا ہے تو تین میں سے ایک اس کا نتیجہ ضرور ہوتا ہے یا اس کے لئے دعا قبول ہو جاتی ہے یا دعا کو ذخیرہ بنایا جاتا ہے یا اس دعا مانگنے والے سے اس دعا کو کفارہ بنا دیا جاتا ہے۔ (۱/ ۲۱۷، ابن عبدالبر نے کہا ایسی بات رائے اور اجتہاد سے کہنا محال ہے اور یہ خبر محفوظ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ موطا کی شرح زُرقانی ۱/ ۳۹۱ دیکھی جائے)

مسند امام احمد کی روایت میں (۲/ ۴۴۸) یہ الفاظ ہیں۔

...... اِلَّا اَعْطَاهَا اِیَّاهُ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَهَا لَهٗ وَاِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَهَا لَهٗ

مگر اللہ تعالیٰ دعا کے مطابق اسے عطا کر دیتا ہے یا اسے اس کے لئے جلدی کرتا یا اسے اس کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے۔

دعا یقین قلب کی محتاج ہے تجربہ کرنے والوں کی دعا مردود

اور اسی طرح اصل باقی ہے کہ زم زم بیمار کی شفاء اور ماشرب لہ کے لئے ہے اور اسی طرح قاضی ابن العربی مکی نے کہا "بے شک یہ برکتیں قیامت کے دن تک اس شخص کے لئے موجود ہیں جس کی نیت صحیح ہو۔ ارادہ و مراد سلامت ہو جھٹلانے والا نہ ہو تجربہ کرتے ہوئے نہ پیئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ توکل والوں کے ساتھ ہے اور تجربہ کرنے والوں کو ذلیل ورسوا کرتا ہے۔ (احکام القرآن ۳/ ۱۱۲۴)

یقین والوں کی دعا قبول

ضرورت اس بات کی ہے کہ دعا کرنے والے کے دل میں اس کا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ عنقریب قبول فرمائے گا۔ یقین رکھنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے قبول کرنے میں جو واقعات مذکور ہیں ان میں سے لطیف واقعہ وہ ہے جسے امام عبداللہ بن وھب مصری، صاحب امام مالک نے ذکر کیا امام قدوۃ، محدث، فقیہ، زاہد، دیار مصر کے شیخ متوفی ۱۵۸ رحمہ

اللہ تعالیٰ حیوۃ بن شریح تجیبی مصری سے روایۃً

ایک صاحبِ یقین

کہ وہ ہر سال ساٹھ دینار وظیفہ لیتے تھے اور جب وظیفہ لے لیتے اپنے گھر نہ آتے حتیٰ کہ اسے صدقہ کر دیتے۔ پھر اپنے گھر آتے سو اس صدقہ کو اپنے بستر کے نیچے پاتے اور ان کا ایک چچا زاد بھائی تھا جب اسے یہ بات پہنچی اس نے اپنے وظیفہ کو لیا اور صدقہ کر دیا پھر آ کر اپنے بستر کے نیچے تلاش کرنے لگا تو کچھ نہ پایا۔ پھر حیوۃ سے شکایت کی تو آپ نے اسے کہا میں اپنے رب کو پیش کرتا ہوں یقین کے ساتھ اور تو نے اپنے رب کو تجربہ کے لئے دیا۔ (وفیات الاعیان ۳/ ۳۷' تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۸۵)

۱۶- آب زم زم پیٹ بھر پینا ایمان کی علامت

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اٰیَةَ مَابَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُنَافِقِیْنَ اَنَّھُمْ لَایَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْ زَمٍ

بے شک ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق کی نشانی یہ ہے کہ وہ زم زم سے پیٹ خوب بھر کر سیراب نہیں ہوتے۔

(سنن ابن ماجہ' المناسک' باب الشرب من زم زم ۲/ ۱۰۱۷' زوائد میں کہا اس کی سند صحیح ہے۔ سنن الدارقطنی ۲/ ۲۸۸' المستدرک ۱/ ۴۷۲' حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر ۲/ ۲۶۹ میں اسے الدارقطنی اور حاکم کی طرف منسوب کیا اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ مناوی نے فیض القدیر ۱/ ۶۱ میں ابن حجر سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور حافظ سخاوی نے مقاصد حسنہ ص ۳۶۰ میں تمام روایات سے اسے حسن کہا ہے اس کے لئے سیوطی نے جامع صغیر ۱/ ۶۰ میں صحیح ہونے کا اشارہ کیا اور ابن حجر ہیتمی نے تطہیر الجنان ص ۲۲ میں کہا اس کے کئی طرق ہیں سب کے سب حسن ہونے کا فائدہ دیتے ہیں۔)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ازرقی کی روایت (اخبار مکہ ۲/ ۵۲' سیوطی نے اس کے لئے جامع صغیر ۲/ ۲۸۳ میں حسن کا ارشاد کیا) میں ہے کہ آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلتَّضَلُّعُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بَرَآءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ

آب زم زم سے سیر ہو کر پینا نفاق سے بری ہونا ہے۔

نیز ازرقی کی ایک دوسری روایت میں مرفوعاً ہے۔ (اخبار مکہ ۲/۵۲)

عَلَامَةٌ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ اَنْ يَدْلُوْا دَلْوًا مِنْ مَاءِ زَمْ زَمٍ فَيَتَضَلَّعُوْا مِنْهَا مَا اسْتَطَاعَ مُنَافِقٌ قَطُّ يَتَضَلَّعُ مِنْهَا

ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کی علامت یہ ہے کہ لوگ زم زم سے ڈول بھر کر نکالتے ہیں پھر سیر ہو کر پیتے ہیں۔ منافق کبھی سیر ہو کر نہیں پی سکا۔

نیز سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت فعلیہ ہے کہ آپ آب زم زم سیر ہو کر پیتے تھے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت' آپ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زم زم کے چبوترہ میں تھے کہ حضور نے علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لئے کنویں سے پانی نکالنے کا حکم دیا تو نکالا گیا پھر آپ نے ڈول کنویں کے کنارہ پر رکھ دیا۔ پھر ڈول کے منہ پر رکھی جانے والی اینٹ کے نیچے سے آپ نے اپنا ہاتھ رکھا پھر فرمایا بسم اللہ' پھر آپ نے اس سے منہ لگا کر پیا تو دیر تک پیا' پھر دیر تک پیا' پھر سر مبارک اٹھایا تو فرمایا الحمد للہ پھر دوبارہ توجہ فرمائی تو فرمایا بسم اللہ پھر منہ لگا کر پیا تو دیر تک پیا مگر پہلی بار سے کم' پھر سر مبارک اٹھایا تو فرمایا الحمد للہ' پھر آپ نے منہ لگا کر پیا تو بسم اللہ کہا دیر تک پیا اور دوسری مرتبہ سے کم دیر لگا پھر سر اٹھا کر الحمد للہ کہا۔ پھر فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق کی علامت یہ ہے کہ انہوں نے کبھی نہیں اتنا پیا کہ وہ سیر ہو سکیں۔ (النہایۃ' ابن کثیر ۳/۲۲۱ اخبار مکہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے یہ ہے کہ آپ زم زم سیر ہو کر پیتے جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کر دیا" پھر آپ نے اس میں منہ لگا کر پیا اور دیر تک پیا......" (ازرقی ۲/۵۷ اور ابن ابی ملیکہ کی روایت ص ۱۹۳' ۱۹۴ دیکھی جائے)

تضلع کا معنی ہے زیادہ کرنا اور بھوک و پیاس سے سیر ہو کر بھر جانا' حتیٰ کہ پانی

پینے والے کی کوکھوں میں پہنچ جائے اور زیادہ پینے سے کوکھیں (وکھیاں) اور سائڈز بڑھ جائیں (القاموس المحیط)

اور یوں سیر ہو کر زم زم پینا نفاق سے بری ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسا کرنے والے کی اس پر دلالت ہے کہ اس نے اس طرح زم زم کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ لائے اس پر اپنے ایمان اور تصدیق کی وجہ سے پیا ہے (اور کثرت سے زم زم پینا مستحب ہے) اور اسے اس کے فضل وکمال کا اعتقاد ہے (فیض القدیر ۳/۲۸۳)

اور بے شک آب زم زم کی کثیر طلب میں رغبت ہونا محبت کا عنوان اور شوق کا کمال ہے۔ اس لئے کہ طبیعتیں دوستوں کے پینے والے مقامات اور اہل مودت کے وطنوں کی مشتاق ہوتی ہیں اور زم زم حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے پینے کی جگہ، رحمتوں کی جائے نزول برکات کا فیض ہے۔ اس کے پاس پیاسا بن کر آنے والے اور اس سے پیٹ بھرنے والے نے شعار محبت قائم کر دیا۔ دوستوں کے عہد کو خوب نبھایا۔ اسی وجہ سے خوب پیٹ بھر کر پینے کو نفاق و ایمان کے درمیان فرق کرنے والی علامت بنا دیا گیا۔

پھر حدیث کا ظاہر جس کا وہم ڈالتا ہے وہ مراد نہیں کہ جو شخص ہمت و طاقت ہوتے ہوئے زم زم نہ پیئے وہ منافق ہے اگر چہ وہ دل سے تصدیق کرے بلکہ یہ بات اس حکم سے اس لئے خارج ہے کہ یہاں رغبت دلانا مقصود ہے اور زم زم سے دور رکھنے سے نفرت دلانا اور جھڑکنا ہے۔ باوجود یکہ علامت عام طور پر ہوتی مگر اس کا عکس نہیں یعنی یہ لازم نہیں ہے کہ علامت نہ ہو تو جس کی علامت ہے وہ بھی نہ ہو (فیض القدیر، مناوی ۱/۶۱)

اس سے معلوم ہوا کہ زم زم کی فضیلت میں وارد ہونے والی احادیث کو جو سچا جانے اور زم زم کی برکت اور خیر کی وجہ سے خوب سیر ہو کر پینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب پر ایمان رکھے۔ پھر نہ پیئے اور نہ سیر ہو تو وہ منافق نہیں لیکن اس نے خیر کثیر کو چھوڑ دیا ہے۔

البتہ منافق وہ شخص ہے جو زم زم کی فضیلت کی تصدیق نہ کرتا ہو۔ اس سے بے رغبتی

کی وجہ سے نہ پیتا ہو اس کی رائے میں زم زم کے علاوہ دوسرے پانی اولی ہوں واللہ اعلم

اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آب زم زم سے سیر ہونے اور سیر ہو کر پینے پر ابھارنے میں اس پر دلیل ہے کہ خوب سیر ہو کر پینے میں فائدے بھلائیاں اور برکتیں وہ ہیں جو پینے والے پر روح اور جسم کے اندر پیدا ہوتی ہیں کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا جس نے آب زم زم میں وہ خیر ودیعت رکھی ہے جو ودیعت رکھی ہے۔ بخلاف باقی پانیوں کے کہ ان میں سے ایک مقررہ مقدار صرف پی جاتی ہے۔

آب زم زم کا خاص ذائقہ

اللہ تعالیٰ نے آب زم زم کا خاص ذائقہ بنایا ہے۔ وہ اسی سے معلوم ہوتا ہے اور اس سے ہی ممتاز ہوتا ہے۔ جو شخص پینے سے الفت رکھتا ہے وہ اس کا ذائقہ پہچانتا ہے اسے تمام پانیوں سے فوراً الگ کر لیتا ہے اور اگرچہ وہ کئی سال اس پانی پر گزرا ہو چکھا نہ ہو۔

مومن اس کا ذائقہ میٹھا اور خوشگوار مشروب پاتا ہے۔ جتنا زیادہ پیا جائے اتنی محبت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

اس خاص ذائقہ کے اندر اللہ تعالیٰ کا کوئی دقیق راز ہے اس نے اس کی محبت اور اس کے پینے پر ابھارنے والا ایمان کو بنایا البتہ جس کے دل میں ایمان کامل نہ ہو اور زم زم کی فضیلت، خیرات و برکات سے جاہل ہو، عقل و نفس کو حاکم بنائے تو وہ اس کا ذائقہ غیر مناسب پاتا ہے۔ خوشگوار محسوس نہیں کرتا اور اس میں نمکیات پاتا ہے۔

اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آب زم زم کے زیادہ پینے کو اور خوب سیر ہونے کو ایمان کی علامت اور نفاق سے بیزاری بنا دیا ہے۔

امام حافظ مفسر ابن علان صدیقی مکی، متوفی ۱۰۷۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی آب زم زم کے ذائقہ کے بارے میں بڑی عمدہ نظم ہے وہ فرماتے ہیں (خلاصہ الاثر ۴/۱۸۸):

۱- وزم زم قالوا فيه بعض ملوحة ومنه مياه العين احلى وأملح

لوگ کہتے ہیں چشموں کے پانی اس سے میٹھے اور اس سے صاف اور زیادہ ملاحت والے (پسندیدہ) ہیں اور آب زم زم کچھ کھارا ہے۔

۲- فَقُلْتُ لَهُمْ قَلْبِیْ یَرَاهَا مَلَاحَةً فَلَا بَرِحَتْ تَحْلُوْ لِقَلْبِیْ وَتَمْلَحُ
تو میں نے انہیں کہا میرا دل اسے پسند کرتا ہے تو وہ ہمیشہ میرے دل کے لئے میٹھا اور پسندیدہ ہے۔

آبِ زم زم کو دیگر پانیوں پر قیاس نہ کرو

میں نے بعض ایسے حضرات بھی دیکھے جو زم زم کے قریب اللہ تعالیٰ کے عزت والے شہر میں رہتے ہیں۔ زم زم پر (میاہ الصحۃ) یعنی صحت بخش منرل واٹر MINERAL WATER جس کا نام رکھتے ہیں اس کے پینے کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ بعض تو حد سے تجاوز کر جاتے ہیں اور بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اگر آپ انہیں زم زم دیں تو وہ اسے نہ پئیں گے اور دوسرا پانی طلب کریں گے۔

تو ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جنہوں نے اپنے آپ پر خیر کبیر کو حرام کر لیا اور انہیں چاہئے کہ اپنے ایمان و تصدیق کو اس کے ساتھ پکا کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آبِ زم زم کے فضل و شان میں صحیح اور ثابت ہے۔

آبِ زم زم کے ساتھ شفا پانے کے بیان میں اس پر تنبیہ گزر گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آبِ زمزم کو اس کی خصوصیات' فوائد اور برکات میں منفرد بنایا ہے۔ کبھی بھی دنیا میں اس کی مثل پانی نہ ہوگا لہٰذا اسے دوسرے پانیوں پر نہ قیاس کیا جائے گا اور نہ ملایا جائے گا۔

آبِ زم زم میں جو نمکیات موجود ہیں ان کی نسبت سے اسے کسی اور پانی سے ملانا خطا ہے اور زم زم پینے میں شر و فساد منسوب کرنے کا حیلہ ہے۔ یہ ملانا اور حیلہ کرنا بے محل ہے۔ اس میں آبِ زم زم پر ظلم ہے کیونکہ وہ اپنی خصوصیات' فوائد اور برکات میں منفرد پانی ہے۔

اس کے آثار و علامات طیب ہیں' خیرات عظیم ہیں جبکہ اسے ایمان صادق کے ساتھ خوب سیر ہو کر پیا جائے۔ ہمیں صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے خبریں دی ہیں اس کے تمام فوائد و برکات و خصائص کسی دوسرے پانی میں موجود نہیں۔

یہی وجہ ہے آبِ زم زم کا معاملہ محض ایمانی ہے اور یہ پانی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں

سے ایک نشانی ہے جو اللہ پاک کی عادت جاریہ تمام باقی پانیوں میں ہے اس کے برعکس ہے۔

آب زم زم سے مومنوں کو متنفر کرنے میں دشمنان اسلام کا حیلہ

اسلام کے دشمنوں کے دل اسلام کے ساتھ بغض اور کینہ سے بھرے ہیں۔ وہ اسلام اور اہل اسلام کے ہر چھوٹے بڑے سے لڑائی' مکروفریب کا حیلہ کرتے رہتے ہیں۔ اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس آگ کو وہ بجھنے نہیں دیتے اور ہمیں حق جل جلالہ نے ان کی اور اسلام اور اہل اسلام کی دشمنی جو وہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں کی خبریں دی ہیں۔

وَدُّوْا مَاعَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ

(آل عمران آیت ۱۱۸)

انہیں تمہاری مشقت پسند ہے۔ بغض ان کے مونہوں سے ظاہر ہوگیا ہے اور جو ان کے سینوں نے چھپا رکھا ہے وہ اس سے بڑا ہے۔

تاریخ نے ان کے زم زم کی شان میں اسلام کے خلاف کینہ و میل کی ایک عجیب بات محفوظ کر رکھی ہے۔ اکثر لوگ زم زم جیسے مسئلہ میں ہم سے دشمنی کرنے کو روا سمجھتے ہیں کہ جب انہوں نے آب زم زم کے باقی پانیوں سے بہتر اور افضل ہونے پر مسلمانوں کے ایمان کو دیکھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زم زم کے ساتھ مومنوں کو خاص فرمایا اور منافقوں کو نہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو قدیم و جدید دور میں اس سے دور کرنے کا حیلہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

امیر مکہ کی جرأت اور انجام

ایک ابدی مردکی زم زم سے بغض کے سبب اللہ تعالیٰ پر جرأت ذکر کی گئی ہے۔ اس کا نام خالد بن عبداللہ قسری ہے۔ یہ مکہ میں ۸۹ھ کے اندر ولید بن عبدالملک کی طرف سے گورنر یا کوئی وزیر تھا۔ پھر سلیمان کا' پھر اسے ہشام نے عراقین یعنی کوفہ اور بصرہ کی

۱۰۵ھ میں حکومت عطا کی۔ اس ولایت کی مدت لمبی ہوئی حتیٰ کہ ہشام نے ۱۲۰ھ میں اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ یوسف بن عمر ثقفی' حجاج کے چچا کے بیٹے کو ولی حکومت بنا دیا۔ ہشام نے اسے حکم دیا کہ خالد کا محاسبہ کرو۔ یوسف نے اسے قید کر دیا اور حیرہ میں سزا دی' پھر اسے ولید بن یزید کے عہد ۱۲۶ھ میں قتل کر دیا اور حیرہ میں دفن کیا۔ اس کی ولادت ۶۶ھ ہے۔

اس کی ماں نصرانی (عیسائی) تھی دین میں اس پر تہمت لگائی جاتی تھی اور اس نے اپنی ماں کے لئے کنیسہ یعنی گرجا بنا رکھا تھا جس میں وہ عبادت کرتی تھی۔

خالد کے بارے ذہبی نے کہا کہ وہ پکا ناصبی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔

(سیر اعلام النبلاء ۵/ ۴۲۵' وفیات الاعیان ۲/ ۲۲۶' شذرات الذہب ۱/ ۱۶۹)

نیز فرمایا ناصبی بہت بغض رکھنے والا' بہت زیادہ ظالم ہے۔ ابن معین نے کہا برا آدمی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتا تھا (میزان الاعتدال ۱/ ۶۳۳)

یہ ہی خالد ہے جس کے متعلق سہیلی نے روض الانف میں (۱/ ۱۷۰' ذہبی نے سیر ۵/ ۴۲۹ اسی کی طرح دوسرے لفظوں سے) زم زم اور منافقوں کے بغض اور ان کی مذمت برائے آب زم زم کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

خالد بن عبداللہ قسری عراق کا امیر تھا۔ آب زم زم کی مذمت کرتا اور اسے ام جعلان کہتا تھا۔ جعلان چھوٹا کیڑا ہے جو گوبر میں ہونے والے کیڑے بھونرے کے مشابہ ہوتا ہے اس نے مکہ کے باہر ایک کنواں ولید بن عبدالملک کے نام سے کھودا۔ اسے زم زم پر فضیلت دیتا تھا اور لوگوں کو زم زم کے بجائے اس سے تبرک پر ابھارتا تھا۔ یہ اللہ عزوجل پر اس کی جرأت اور اسے حیاء نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ یہ وہ شخص ہے جو سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لعن کر کے منبر پر کھلی گفتگو کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے مکروفریب کو اس کے سینہ میں لوٹا دیا اور لوگوں کی محبت زم زم سے زیادہ' زیادہ اور زیادہ ہوئی۔ وہ کنواں تباہ و برباد ہوا اس کا اثر باقی نہ رہا۔

اسی طرح تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے کہ اس خالد نے ہمیں بے شرم ابرھہ کی یاد دلائی جو یمن کا بادشاہ تھا جو قصہ فیل والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس وقت ذلیل و رسوا کیا جب اس نے یمن میں ایک گرجا بنایا اور چاہا کہ عرب کو بیت اللہ شریف کا حج کرنے سے اپنے گرجا کی طرف پھیر لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے مکر کا کیسا جواب دیا اس پر اور اس کے لشکر پر ابابیل پرندے بھیجے جو انہیں پتھروں کے کنکر مارتے تھے تو انہیں کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا۔

انگریزی سفارت خانہ کی سازش

آب زم زم کے بارے ان کی دشمنی اور مکر یہ بھی ہے کہ ۱۳۰۴ھ کو جدہ میں انگریزی سفارتخانے نے زم زم کے بارے ایک مضمون شائع کیا۔ میرا خیال ہے کہ سفارتخانہ والوں نے زم زم کی کچھ مقدار سفارتخانہ میں کام کرنے والے کسی مسلمان کے ذریعہ حاصل کی اور اس پر ریسرچ ہوئی پھر انہوں نے انتہائی نہ گفتہ بہ مضمون لکھا۔ اس میں اپنی عداوت کو ظاہر کیا اسی مضمون میں ہے۔

بے شک آب زم زم میں ہر طرح کے ضرر دینے والے جراثیم موجود ہیں اور اس میں کولیرا (وبائی بیماری ہیضہ ہے بلکہ یہ چشموں وغیرہ کے پانی سے زیادہ برا ہے' اس مضمون کو انہوں نے ایک چھوٹے رسالہ میں شائع کیا۔ اس رسالہ کا نام ''حجة مكة وكوليرا زم زم'' رکھا۔

اس مضمون پر خلیفۃ المسلمین آنذاک خلیفہ عثمانی سلطان عبدالحمید ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۲۶۳ھ۔۱۳۳۹ھ) مطلع ہوا۔ یہ ۱۲۹۷ھ میں خلیفہ بنا تھا۔ اس نے ایک خاص طبیب کو مکہ بھیجا اس نے کچھ پانی زم زم لیا اور لیبارٹری میں ریسرچ کی گئی تو اسے بہترین حالت پر پایا گیا۔ پھر انہوں نے انگریزی سفارتخانہ کے مضمون کا رد یہ کہتے ہوئے لکھا۔

کہ جو شخص تمہارے پاس وہ پانی لایا جس پر تم نے تحقیق و ریسرچ کی۔ وہ معروف یہودی ہے۔ اسلام کا دعویدار ہے۔ وہ تمہارے پاس عام پانی لے آیا جو زم زم نہیں لہٰذا

تمہاری تحقیق کا نتیجہ (رپورٹ) اس پانی کی نسبت جو وہ تمہارے پاس لایا درست ہے لیکن وہ آب زم زم نہیں ہے اور ہم نے آب زم زم کی لیبارٹری تحقیق کی ہے اور رپورٹ کو ان کے لئے ذکر کیا اور ان کا رد ایسے کیا جیسے کہ حق بنتا تھا اور ان کی بات دفع ہوتی تھی اور انہوں نے اسے لوگوں کے درمیان زم زم کے متعلق تحقیق کو نشر نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی بات' ان کے جھوٹ اور افتراء کو باطل کیا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر زمان و مکان میں ایسے افراد مہیا فرماتا ہے جو حق بیان کریں اور باطل کو دفع کریں۔

انگریزی سفارتخانہ کا مضمون اور اس کا رد ترکی زبان کا مخطوطہ ہے۔ اس کی فوٹو کاپی مہربان' کریم دوست ڈاکٹر سعد الدین اونال اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت سے رکھے کے پاس ہے جو حج کی تحقیقات کے مرکز میں بطور محقق کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہت جزاء و بدلہ عطا فرمائے۔ انہوں نے اس کا عربی ترجمہ کر لیا ہے اور مجھ شکر گزار کو اس ترجمہ سے مطلع کیا تو میں نے اس کا نچوڑ یہاں لکھ دیا ہے۔

اور مجلۃ ''لواء الاسلام'' نے (شمارہ نمبر ۴ دوسرا سال ۱۳۶۷ھ میں قاہرہ میں) ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان ''زم زم'' ہے اسے ڈاکٹر محمد محفوظ نے لکھا ص ۵۷- اس میں اس نے انگریزی سفارتخانہ کے مضمون کی بات کی لیکن افسوس یہ ہے کہ آپ کو ان کے ذریعہ دھوکہ دیا گیا اور آپ نے ان کی تصدیق کر دی اور آپ کی تحقیق کا رزلٹ ان کے لئے آب زم زم ستھرائی وصفائی بیان کرنے کے بجائے اور اس کے اسی طرح ہونے جس طرح زمانہ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھا کی ہجو و برائی کرتی ہے۔

سید محمد رشید رضا کی تحقیق

آب زم زم سے ان کی عداوت کی ملتی جلتی بات وہی ہے جیسے شیخ سید محمد رشید رضا نے امیر شکیب ارسلان کے سفرنامہ حجاز (الارتسامات اللطاف) کے مقدمہ ص ۱۰ میں ذکر کیا اور دشمنانِ اسلام کے لوگوں کو فریضہ حج سے روکنے کے حیلوں اور متعدد طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''اور ان اسلام دشمنوں نے حیلہ کیا تھا کہ وہ مصر میں منعقدہ طبی کانفرنس میں برطانیہ کے ابتدائی دور میں تقریریں کرتے کہ حجاز طبعی طور پر وبائی علاقہ ہے۔ اسے ہمیشہ ذاتی طور پر بین الاقوامی کنٹرول کے زیر تسلط کرنا واجب وضروری ہے۔

تو مصر کے کبیر اطباء میں سے مرحوم سالم باشا سالم اور طبیب خاص توفیق باشا اور اس کے خاندان نے شاہی رفعت و بلندی کے سبب جہاد کیا۔ اس وقت اس کے سوا کوئی بڑا جہاد نہ تھا۔ حتیٰ کہ ہر شبہ جو اس من گھڑت اور فضول جستجو کی تائید کرتا تھا مٹا کر رکھ دیا اور فنی طبی اور تاریخی دلائل سے ثابت کیا کہ حجاز کو لیرا (وبائی بیماری ہیضہ) کی وباء کی جگہ نہیں اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی معدوی وباء وغیرہ کا وہاں کچھ مقام ومحل ہے''۔

۱۷- مشروب ابرار آب زمزم

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت' فرمایا

صَلُّوْا فِیْ مُصَلَّی الْاَخْیَارِ، وَاشْرَبُوْا مِنْ شَرَابِ الْاَبْرَار

اخیار کے نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھو اور ابرار کے مشروب سے پیو۔

سیدنا ابن عباس سے عرض کیا گیا۔ اخیار کی نماز گاہ کیا ہے؟ فرمایا میزاب کے نیچے عرض کیا گیا مشروب ابرار کیا ہے فرمایا آب زم زم۔

(اخبار مکہ' ازرقی ۱/ ۳۱۸' ۲/ ۵۲-۵۳)

وھب ابن منبہ کی روایت ہے کہ انہوں نے آب زم زم کے بارے کہا۔

وَاِنَّهَا لَفِیْ كِتَابِ اللهِ سُبْحَانَهُ شَرَابُ الْاَبْرَار (مصنف عبدالرزاق ۵/ ۱۱۷' اخبار مکہ' ازرقی ۲/ ۴۹' فاکھی ۲/ ۴۴ اور یہ لفظ ازرقی کے ہیں)

اور کتاب اللہ سے مراد پہلی آسمانی اللہ کی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہے۔ واللہ اعلم

عکرمہ بن خالد مخزومی قرشی تابعی ثقہ سے روایت فرمایا اچانک ایک رات کے درمیان میں زم زم کے پاس بیٹھا تھا کہ اس وقت ایک جماعت طواف کر رہی تھی۔ ان پر ایسے سفید رنگ کے کپڑے تھے کہ میں نے ان کے کپڑوں جیسی سفیدی کسی شئی کی نہیں دیکھی۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے میرے قریب نماز ادا کی۔ ان میں سے ایک نے توجہ کی تو اپنے ساتھیوں سے کہا ہمیں لے چلو' ہم مشروب ابرار پیتے ہیں۔

ابن خالد نے کہا کہ وہ اٹھے اور زم زم کے پاس گئے۔

میں نے سوچا' اللہ کی قسم اگر میں اس قوم کے پاس جاؤں تو ان سے کچھ پوچھوں میں اٹھا' ان کی طرف گیا تو وہاں پر انسانیت کا نام بھی نہ تھا۔ (اخبار مکہ' ازرقی ۲/۵۱)

اگر آب زم زم کی ابتدائی حالت دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ کس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس مبارک پانی کو پیدا کیا؟ تو یقیناً ہم یہ ہی پائیں گے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس کے لئے اس پانی کو طیب و مبارک مشروب وفریادرس بنایا وہ اللہ کے نبی اسماعیل اور ان کی امی ہاجرہ علیہما الصلوۃ والسلام ہیں لہٰذا یہ نبوت کے گھر اور نبی کے گھر والوں کا مشروب ہے۔ ان کی عظمت وکرامت کا کیا کہنا۔

یہ پانی سیدنا ومولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ اور فضیلت والا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پیتے تھے اور اس کی فضیلت بیان کرکے پینے کی رغبت دلاتے تھے۔ اسے اٹھانے اور پینے کے لئے مدینہ منورہ لے جانے میں انتہائی حرص فرماتے تھے۔ کیا ہی کریم مشروب ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آب زم زم ابرار کا مشروب ہے۔ بعید نہیں کہ اس میں اشارہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرف ہو کہ وہ سید الابرار اور سید الاولین والآخرین ہیں۔

اور آب زم زم پینے کی حرص والی سنت پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ کرام اور ان کے تابعین علماء وصالحین بھی عمل پیرا تھے۔

نیز آب زم زم اللہ کے گھر اس کے مہمانوں اور حج اور عمرہ کرنے والوں کے وفود کے لئے مشروب ہے اور اسے پسند کرنے والے مومنوں کے لئے۔ یہ یقیناً ابرار کی شراب اور اخیار کا مشروب ہے۔

۱۸-آب زم زم دیکھنا عبادت ہے

اس فضیلت میں ضعیف احادیث اور بعض تابعین سے آثار مروی ہیں۔ زم زم کے فضائل میں جو کچھ وارد ہوا اس کے دور ہونے نے مجھے ان احادیث و آثار کے ذکر پر مجبور کیا۔ میں نے ان کے احوال کے بیان کا التزام بھی کیا ہے۔

یہ معلوم و واضح ہے کہ فضائل میں وہ نرمی برتی جاتی ہے جو فضائل کے علاوہ معاملات میں نہیں برتی جاتی' محدثین وفقہاء وغیرہ علمائے کرام نے کہا ہے۔

''فضائل' ترغیب' ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے۔ بشرطِ کہ موضوع نہ ہو'' (الاذکار' امام نووی ص ۷' ضعیف حدیث پر عمل اور اس کے لئے مذکورہ شرائط میں بحث ایک لمبی اور خاردار بحث ہے۔ یہ اس کے بیان کی جگہ نہیں اس مسئلہ میں کئی منفرد تحقیقات اور ابحاث لکھی گئی ہیں۔ اصطلاحات وغیرہ کی کتابوں سے ان کے مقامات معروف ہیں۔)

فاکھی نے (اخبار مکہ ۲/۴۱' اور وہ حدیث مرسل ہے۔ اس میں اسحاق ابن ابراہیم طبری بھی ہے۔ اس کے متعلق ذہبی نے مغنی ۱/۱۱۴ میں کہا منکر الحدیث ہے) مکحول تابعی سے روایت کی فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیز عبادت ہیں۔ قرآن پاک کو دیکھنا' کعبہ معظمہ کو دیکھنا' ماں باپ کو دیکھنا' زم زم میں دیکھنا۔ یہ گناہوں کو مٹاتی ہیں اور عالم دین کے چہرہ کو دیکھنا (سیوطی نے اسے جامع صغیر میں ۳/۴۶۰ دارقطنی اور نسائی کی طرف منسوب کیا اور میں نے اس حدیث کو ان دونوں کتابوں میں نہیں پایا۔

مناوی نے حدیث کی تخریج کے متعلق بات ہی نہیں کی اور اسے درمنثور میں ۴/ ۱۵۵ دارقطنی کی طرف منسوب کیا اور دونوں جگہوں پر کسی صحابی راوی کا ذکر نہیں کیا۔ پھر میں نے فیض القدیر کے مخطوط میں پایا کہ اس کی نسبت افراد میں دارقطنی کی طرف ہے اور سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یہ ہی درست ہے اور اللہ اعلم ہے۔

شیخ احمد صدیق نے مداوی ۳/ ۴۹۸ میں اس بات کو بعید سمجھتے ہوئے کہ حدیث نسائی یا سنن دارقطنی میں ہو کہا شاید افراد میں ہو پھر کہا اسی طرح کی حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے وارد ہے۔)

ابونعیم نے حلیہ میں (۴/ ۶۳ اور مناوی نے فیض القدیر ۵/ ۹۶ میں کہا عبدالرزاق اور ابن منصور نے منقطع سند کے ساتھ روایت کی ہے) وہب بن منبہ تابعی سے روایت کی فرمایا

اَلنَّظْرُ فِیْ زَمْ زَمٍ عِبَادَۃٌ وَالنَّظْرُ فِیْ زَمْ زَمٍ یَحُطُّ الْخَطَایَا حَطًّا

زم زم میں دیکھنا عبادت ہے اور زم زم میں دیکھنا خطاؤں کو بالکل مٹا دیتا ہے۔

آب زم زم کو دیکھنے سے جب قربت مقصود ہو تو دیکھنا عبادت ہے۔ عادۃً دیکھنا نہیں (مناسک ملا علی قاری ص ۳۰۰) اور یہ ایسی عبادت ہے جس پر ثواب عطا ہوگا کیونکہ دیکھنے والا اس نظر سے اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ جب آب زم زم کو دیکھے (فیض القدیر' مناوی ۶/ ۲۹۹) تو اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے اس نشانی پر غور وفکر کرے' اس پانی کو اللہ تعالیٰ نے جن فضائل سے خاص کر دیا انہیں یاد کرے' اس سے اس کے دل میں زم زم کی محبت پیدا ہوگی تو وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کے سبب سنت سمجھ کر پئے اور قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے پیتے وقت اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی خیر کا سوال کرے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسے یہ حدیث پہنچ چکی کہ آب زم زم جس نیت کے ساتھ پیا جائے اسی کے لئے ہے۔ لہٰذا یہ نظر اور جو کچھ اس کا نتیجہ ہوگا وہ عبادت ہے دیکھنے اور پینے والا عبادت کی قبولیت کی امید رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور گناہ کے مٹنے کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اعلم ہے۔

ایک حدیث کی تحقیق

آبِ زم زم کے اندر دیکھنے میں ضعیف احادیث وارد ہوئی ہیں' یہ دیکھنا عبادت ہے اور یہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اس مناسبت سے میں یہاں اس حدیث کا حال بیان کروں گا جس میں طواف کرنے والے' مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے والے اور آبِ زم زم پینے والے کے لئے مغفرت کی خوشخبری ہے۔ میں نے اس حدیث کو اپنی کتاب کے پہلے اڈیشنوں میں ضعیف کہا لیکن جن سندوں پر مجھے بعد میں واقفیت ہوئی۔ ان سندوں کے دوران میرے لئے یہ بات واضح ہوئی کہ یہ حدیث متروک ہے اور اللہ اعلم ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ' وَشَرِبَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمٍ' غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ بَالِغَةً مَا بَلَغَتْ

جس نے اس گھر کا ایک ہفتہ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں نماز پڑھی اور آبِ زم زم پیا اس کے لئے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جتنے بھی ہوں۔

مقاصد حسنہ ص ۴۱۴ میں حافظ سخاوی نے کہا اسے واحدی نے اپنی تفسیر' جندی نے فضائل مکہ میں' دیلمی نے اپنی مسند میں اسے روایت کیا اور یہ صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث کثیر عامۃ الناس کو بہت محبوب ہے خصوصاً مکہ میں کہ اسے زم زم کے قریب بعض دیواروں پر لکھا گیا ہے اور لوگ اس کے ثبوت میں خواب وغیرہ میں پھنسے ہوئے ہیں جس سے احادیث نبویہ کا ثبوت نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کی وسعت اور اس کی امید جو اعلیٰ و اولیٰ ہے کا علم ہوتے ہوئے۔ اھ

شیخ ملا علی قاری نے شرح شفا ۳/۵۳۹ میں نقل کیا۔ اس کی مثل اسرار مرفوعہ ص ۳۳۵ میں سخاوی کی متوفی' فقیہ' مالکی علی بن محمد متوفی ۹۳۹ کے متعلق کلام کا اپنی مختصر (الوسائل السنية من المقاصد السخاوية و الجامع والزوائد الاسيوطية) میں

ذکر کرنے کے بعد کہا۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور اللہ خوب جانتا ہے اھ اور سیوطی نے درمنثور ۱/ ۱۲۰ میں کہا۔ اسے جندی اور ابن النجار نے تخریج کیا۔ اھ'

پھر مجھے ابن شاہین کی کتاب الترغیب فی فضائل الاعمال ۲۹۸ میں اس تخریج پر واقفیت ہوئی۔ وہاں اس نے اس کی سند ذکر کی اور کہا (ہم سے احمد بن محمد بن یزید زعفرانی نے بیان کیا' ان سے محمد بن جعفر لقلوق نے بیان کیا۔ ان سے اسحاق بن بشر نے ان سے ابومعشر نے اور ابومعشر نے محمد بن منکدر سے اور محمد بن منکدر نے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے طواف کیا......) اس کی سند میں نظر کرنے والا اس میں اسحاق بن بشر کاہلی ابوحذیفہ البخاری کو دیکھتا ہے اور وہ متروک ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ کذاب ہے جیسا کہ لسان المیزان ۱/ ۳۵۳ میں ہے۔

اسی طرح مجھے واحد کی تفسیر الوسیط ۱/ ۲۰۶ میں اس کی تخریج پر واقفیت ہوئی جو جندی مفضل بن محمد شعبی کے طریق سے ہے۔ ان کی کتاب فضائل مکہ ہے اور سند ان کی یہ ہے۔

(ابوابراہیم نصرآبادی نے ہمیں خبر دی' انہیں مغیرۃ بن عمرو بن ولید مدنی نے مکہ میں انہیں مفضل بن محمد شعبی نے انہیں عبدالرحمٰن بن محمد نے انہیں عبدالرزاق نے ابی معشر مدنی سے اس نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ جابر بن عبداللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من طاف بالبیت ...... الحدیث) اس کی سند میں بھی نظر کرنے سے تو عبدالرحمٰن بن محمد شیخ الجندی کو پائے گا اور وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لسان المیزان ۱/ ۱۹۷ میں ہے۔ (احمد بن عبداللہ اور کہا گیا: ابن داؤد عبدالرزاق کی ماموں زاد بہن کا بیٹا ہے۔)

دارقطنی نے کہا کذاب ہے۔ ساجی نے کہا نہ ثقہ ہے۔ نہ مامون (جس سے امن و بے خوفی سمجھی جائے) اور اسی طرح ابن ابی داؤد نے کہا۔ ابن جوزی نے موضوعات میں کہا۔ مفضل بن محمد جندی نے اسے مدلس قرار دیا (اس محدث کو مدلس کہتے ہیں جو بیان حدیث کے وقت اپنے راوی یعنی استاذ کا نام نہ لے بلکہ ان کے استاذ کا نام لے اور لفظ ایسا استعمال

کرے جس سے احتمال ہو کہ اس نے خود سنا ہے مترجم محمد یاسین قادری شطاری ضیائی)

تو عبدالرحمٰن بن محمد نے کہا اور معروف یہ ہے کہ وہ احمد بن عبداللہ ہے کہ اسے اس کے دادا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور میں اسے احمد بن محمد بن داؤد صنعانی سمجھتا ہوں گویا ہوا ایسے کہ انہوں نے اس کے نام کو چھپایا کئی انداز میں اس کے شدید ضعف کی وجہ سے اھ من اللسان۔

اور لسان میں ایک دوسری جگہ ۱/۱۶۹ پر مذکور ہے۔ ابن سعید نے کہا وہ ثقہ نہیں' احمد نے کہا وہ سب سے زیادہ جھوٹا تھا۔ ابن عدی نے کہا اس کی اکثر احادیث منکر ہیں اور اس کی حدیث بھی قلیل ہے۔ در ذھبی نے اس بات کا اعادہ اس شخص کے بارے میں کیا جس کے باپ کا نام عبداللہ ہے اور ابن حبان سے نقل کیا۔ وہ عبدالرزاق پر حدیث داخل کر دیتا تھا جو بھی عبدالرزاق کی حدیث میں منکر احادیث واقع ہوئیں تو اس کی بلاء و آزمائش اسی سے ہے اھ لسان

اس سب کے بعد عنقریب تو پائے گا کہ جو امام سیوطی کا کلام اور امام علی قاری کا کلام حدیث کو ضعیف قرار دینے پر اقتصار کرتے ہوئے ہے اس میں واضح اعتراض ہے۔ سیوطی نے حاوی ۱/۳۵۴ میں کہا (اس حدیث میں ابو معشر مدنی ہے۔ وہ نجیح السندی ہے۔ اس کی روایات سنن اربعہ والے اماموں نے لی ہیں اور اس میں ضعف ہے) اھ یہ کلام صحیح ہے لیکن سند میں ابی معشر تک' اسحاق ابن بشر ہے جس کے متعلق گفتگو ہو چکی۔

امام علی قاری نے اسرار مرفوعہ ص ۳۳۵ میں سخاوی کا کلام وارد کر کے فرمایا (میں کہتا ہوں کہ جب واحدی نے اپنی تفسیر اور جندی نے فضائل مکہ اور دیلمی نے اپنی مسند میں اسے درج کر دیا تو یہ نہ کہا جائے گا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ چہ جائے کہ ضعیف ہو) اھ کیا ان کے اس حدیث کو لکھنے اور ان کی سند کے گزرے ہوئے حال پر ضعف کا قول کیا جا سکتا ہے؟ میں اس حاشیہ کا بیان فائدہ کے لئے کچھ طویل کر دیا اور ہم اللہ تعالیٰ سے درستی اور صحیح معاملہ کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

۱۹- آب زم زم بہترین تحفہ و مہمان نوازی

یہ خاصیت اس کے کثیر فضائل اور عام فوائد کی وجہ سے ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چاہتے کہ کسی شخص کو تحفہ عطا فرمائیں تو آپ اسے آب زم زم پلاتے۔

(ابونعیم نے اسے حلیہ ۳۰۴/۳ میں لکھا اور امام سیوطی نے جامع صغیر مع الفیض ۹۶/۵ میں اسے ضعف کی طرف منسوب کیا۔ مناوی نے حافظ ابن حجر سے نقل کیا ''کہ حدیث اس وجہ وطریق سے غریب ہے اور ہے مرفوع' اور محفوظ بات یہ ہے کہ موقوف ہے اور اس میں جرح محمد بن حمید رازی کے حوالہ سے ہے۔ فاکھی نے اس کی تخریج' تاریخ مکہ ۴۶/۲ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہونے کی حالت میں ایسی سند کے ساتھ جو شیخین کی شرط پر ہے'' اور صالحی نے سبل الھدی والرشاد ۲۱۱/۱ میں اور فاسی نے العقد الثمین ۹۲/۱ میں حافظ دمیاطی سے اس کی اسناد کی تصحیح نقل کی۔ حافظ ابن طولون نے التزام مالا یلزم (مخطوط) میں کہا یہ حدیث حسن ہے۔)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف روایت مروی ہے۔

فَكَانَ اِذَا نَزَلَ بِهٖ ضَيْفٌ اَتْحَفَهٗ مِنْ مَّاءِ زَمْ زَم

کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی مہمان حاضر ہوتا تو آپ اسے آب زم زم تحفۃً عطا کرتے۔ (اخبار مکہ' فاکھی ۴۶/۲' سابقہ حاشیہ میں یہ بات گزر گئی کہ یہ شیخین کی شرط پر ہے)

مجاہد سے روایت ہے فرمایا

مَا رَاَیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَطْعَمَ نَاسًا قَطُّ، اِلَّا سَقٰھُمْ مِنْ مَّاءِ زَمْ زَمْ

میں نے نہیں دیکھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو کبھی کھانا کھلایا ہو مگر انہیں آب زم زم (بھی) پلاتے تھے۔ (الفاکھی ۲/۴۶)

آب زم زم کیا ہی عظیم ہدیہ اور تحفہ ہے کہ اس کے ساتھ ہم اپنے دوست احباب اور مہمانوں کی عزت و اکرام کرتے ہیں اور ہمیں اسی طرح اس پر حریص ہونا چاہئے جیسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کرتے تھے اور تو شیطان کو اپنے دل کی طرف داخل نہ ہونے دے ورنہ وہ تجھے ایسا کر دے گا کہ تو مہمانوں کو آب زم زم پیش کرنے کو حقیر سمجھے گا اور کوئی شک نہیں کہ مہمان کی عزت و اکرام زم زم وغیرہ سے خیر پر خیر کی زیادتی ہے۔

۲۰- زم زم ختم نہیں ہوگا

زم زم کے کنویں کے ناموں میں گزر چکا کہ نہ اس کا پانی ختم ہوگا اور نہ ہی کثیر پیے جانے کی وجہ سے کبھی منقطع ہو اور نہ ہی اس میں کمی آئے گی۔

کہا جاتا ہے بئر ذمۃ یعنی کم پانی والا کنواں، مگر زم زم نہ منقطع ہوگا نہ اس میں کمی آئے گی۔

اور اللہ تعالیٰ نے زم زم کو ایسا چشمہ بنایا ہے جو کبھی خشک نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے مکرم مہمانوں کے پینے کے لئے اس کے معظم گھر کے پاس ہے۔ حج کرنے والوں کی بہت بڑی جماعت کو سیراب کرتا ہے۔

امام بخاری کے نزدیک صحیح بخاری میں سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زم زم کے پھوٹنے کے قصہ میں ہے۔ (کتاب الانبیاء، باب یزفون ۶/۳۹۶)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ''کہ سیدہ ہاجرہ علیہا الصلوٰۃ والسلام اچانک زم زم کے مقام پر فرشتے کے پاس تھیں۔ فرشتے نے اپنی ایڑھی سے اسے کریدا۔ یا فرمایا اپنے پر سے۔ حتیٰ کہ پانی ظاہر ہوگیا تو سیدہ نے حوض بنانا شروع کر دیا اور آپ اپنے ہاتھ سے کہتی تھیں اس طرح اور پانی کا چلو بھر بھر کر اپنے مشکیزہ میں ڈالتی جاتی تھیں اور ان کے چلو بھرنے کے بعد وہ اور نکل آتا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اسماعیل کی ماں علیہما الصلوٰۃ والسلام پر رحم فرمائے اگر زم زم کو چھوڑ دیتیں یا فرمایا اگر

پانی کے چلو نہ بھرتیں تو یقیناً زم زم ایک جاری چشمہ ہوتا۔

اور بخاری شریف (۶/ ۳۹۸) میں امام بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا

اگر اسے چھوڑ دیتیں تو پانی ظاہر ہوتا۔

حدیث میں لفظ آیا **تحوضہ** جس کا معنی ہے اسے حوض کی طرح بناتی تھیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک میں **عیناً معیناً** ہے اس کا معنی ہے زمین کے اوپر جاری ظاہر ہونے والا پانی۔

ابن جوزی نے کہا زم زم کا ظہور بغیر کسی عمل کے اللہ کی نعمتوں میں سے ایک خالص نعمت ہے۔ تو جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احاطہ کرنے کا تعلق اس کے ساتھ ہوا کسب بشر کا اس میں دخل ہو گیا اسی جگہ پر اسے محدود کر دیا گیا (فتح الباری ۶/۴۰۲)

تمام پانی ختم ہوں گے سوائے زم زم کے

زم زم کے ختم اور منقطع نہ ہونے پر فاکھی (اخبار مکہ ۲/ ۶' حافظ ابن حجر نے اس روایت کو فتح الباری ۶/ ۴۰۲ زیادات الباب میں ذکر کیا' ان کے اصول وقاعدہ پر یہ صحیح یا حسن ہے) کی روایت سے دلالت ہے جو سیدہ ہاجرہ کے زم زم پر حوض بنانے کے بیان میں ہے کہ آپ نے حوض بنایا تا کہ اس کا پانی آگے نہ جائے۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے کہا آپ اس وادی کے رہنے والوں پر پیاس کا ڈر نہ رکھیں کیونکہ یہ چشمہ ایسا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے مہمان پئیں گے۔

نیز اس چشمہ کے تا قیامت باقی رہنے اور منقطع نہ ہونے پر دلیل وہ روایت ہے کہ قیامت سے پہلے تمام پانی آب زم زم کے علاوہ گہرائی میں چلے جائیں گے یعنی خشک ہو جائیں گے۔

ضحاک بن مزاحم سے روایت ہے آپ نے کہا بے شک اللہ عزوجل قیامت سے

پہلے تمام میٹھے پانی اٹھا لے گا اور سب پانی گہرائی میں چلے جائیں گے مگر آب زم زم باقی رہے گا اور زمین کے اندر جو کچھ سونا چاندی ہے وہ اسے باہر ڈال دے گی اور آدمی برتن اس حال میں لائے گا کہ اس میں سونا اور چاندی ہوگا تو وہ کہے گا یہ مجھ سے کون لے گا؟ تو (کوئی جواباً) کہے گا اگر تو کل میرے پاس لاتا تو میں لے لیتا۔ (اخبار مکہ ازرقی ۲/ ۵۹' فاکھی ۲/ ۶۷' یہ حدیث ضحاک کی مرسل حدیثوں میں سے ہے۔)

عطاء سے روایت ہے کہ ایک حبشی زم زم میں گر گیا اور مر گیا تو ابن زبیر نے زم زم نکالنے کا حکم دیا' عطا کہتے ہیں کہ پانی ختم ہی نہ ہوتا تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ حجر اسود کی طرف سے چشمہ جاری تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اتنا ہی کافی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۱۶۲' شرح معانی الآثار' طحاوی ۱/ ۱۷' ابن ہمام نے فتح القدیر ۱/ ۶۱ میں کہا اس کی سند صحیح ہے۔)

حسی عظیم دلیل زم زم کے ختم نہ ہونے پر یہ ہے کہ جب سے وہ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے پھوٹا اس وقت سے لے کر آج تک کثیر پینے کی وجہ سے ختم نہیں ہوا۔ خصوصاً آج کے دور میں رمضان المبارک اور حج کے دنوں میں جب بہت بڑی مقدار میں لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف لے جاتے ہیں۔

کنواں میں پانی کی مقدار

اگر کوئی زم زم کے کنویں میں دیکھے تو دیکھے گا کہ پانی کی سطح برابر ایک حال پر رہتی ہے اس میں تغیر نہیں ہوتا۔ پانی جب سے اس سے لیا جا رہا ہے نہ کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ ہوتا ہے اتنا کثرت سے نہیں پھوٹتا کہ زمین پر اس طرح بہہ نکلے کہ اسے محفوظ نہ کیا جا سکے اور نہ اتنی مقدار میں کمی ہوتی ہے کہ اس سے کچھ باقی نہ رہے۔

اور جو تاریخ میں جرہم قبیلہ کے متعلق حرم کی تحقیر کرنے کی بابت مذکور ہے کہ آب زم زم خشک ہو گیا اور ان کے زمانہ میں ختم ہو گیا۔ اس کا ازالہ گزر چکا کہ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا کیونکہ کنویں کے اندر اسی طرح پانی پھوٹتا تھا جیسا کہ تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے

اس کے دوبارہ ظہور کا ولادت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے ہاتھوں میں اس کا ظہور ہوا۔

(ازرقی نے کہا ۲/۶۱ کہ یہ ۲۲۴ھ سال تھا جب زم زم کے کنویں کا پانی بہت کم ہو گیا حتیٰ کہ ختم ہونے کے قریب ہو گیا۔ پھر اس کی گہرائی زیادہ کی گئی تو پانی جیسے تھا ویسے ہی کثیر ہو گیا اور یہ نادر ہے اور زم زم کی تاریخ میں منقول ہے۔)

اور آب زم زم کی بالائی سطح کنویں کے اندر کنویں کے منہ سے تین میٹر گہرائی پر ہے۔ پانی تھوڑا ہو یا کچھ زیادہ ہو۔ (یحییٰ کوشک، زم زم ص ۹۶)

استاد انجینئر یحییٰ کوشک ۱۴۰۰ھ میں زم زم کے کنویں کو صاف کرنے کے لئے کنویں سے پانی نکالنے کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ چار عدد بہت طاقتور موٹر پمپ لگائے گئے جو چوبیس گھنٹے چلتے تھے اور ایک منٹ میں آٹھ ہزار لیٹر پانی نکلتا تھا (زم زم یحییٰ کوشک ص ۲۰۰)

کنویں کے منہ سے پانی کی بالائی سطح ۳،۲۳ میٹر تھی اور ہر نصف منٹ میں پوری ہوتی تھی حتیٰ کہ پانی کی سطح کنویں کے اندر ۱۲،۷۲ میٹر ہو گئی پھر ۱۳،۳۹ میٹر تک پہنچی اور اس گہرائی پر پانی کا کنویں میں نیچے جانا موقوف ہو گیا یہ وہ جگہ ہے جو پانی کے چشموں کا مکان ہے اور جب موٹر پمپس کے نصب کرنے کا عمل پورا ہوا پانی بلند ہونا شروع ہو گیا حتیٰ کہ کنویں کے اندر ۳،۹۰ میٹر تک گیارہ منٹ کے اندر اندر آ پہنچا (زم زم ص ۷۹)

وہ مزید لکھتے ہیں۔

میں ہرگز نہ بھولوں گا جب تک زندہ رہا اس خوفناک منظر کو۔ پانی اپنے چشموں سے اتنی مقدار میں گرتا تھا کہ کسی کا خیال و وہم نہیں ہو سکتا اور پانی کے زور سے گرنے کی آواز (اس قدر زبردست) تھی کہ کان بہرے ہوتے تھے (زم زم ص ۲۰۰)

پیدا کرنے والا، قدرت والا، علم والا، حکمت والا پاک ہے۔ اس کی عظمت اور حکمت بلند و بالا، رفعت والی ہے۔

۲۱-زم زم جسم کو قوی کرتا ہے

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا اہل مکہ اپنی سواریوں کی شکایت نہ کرتے تھے اور نہ وہ دوڑنے کا مقابلہ کرتے تھے مگر کامیاب ہوتے' وہ کشتی کا مقابلہ کسی سے کرتے تو اسے پچھاڑ دیتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے آب زم زم سے منہ پھیر لیا' تو ان سے بدلہ لیا گیا (اخبار مکہ' فاکھی ۲/۴۶' القری' محب طبری ص ۴۸۸' طبری اور سیوطی نے درمنثور میں ۴/۱۵۶ سے ابوذر ہروی کی طرف مناسک میں منسوب کیا ہے۔)

اہل مکہ کا عمل

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل مکہ اکثر جسمانی قوت میں مشہور تھے اور جس سے مقابلہ کشتی یا دوڑنے کا کرتے اس پر کامیاب ہوتے فوقیت حاصل کرتے۔ شاید اس قوت' تقدم' کامیابی کا ظاہر ترین سبب ان کا آب زم زم پینے پر جھکے رہنا اور خوب سیر ہو کر پینا ہے کہ انہیں زم زم کی برکتیں عام حاصل ہوئیں اور وہ قوت بدنی' مصارت فنی میں ممتاز ہوتے ان کے لئے حسی اور معنوی اسباب جمع ہو گئے' اس لئے کہ آب زم زم مبارک پانی' شفا' طعام اور غذا ہے (صلۃ الریاضۃ بالدین' ودورھا فی تنشئۃ الشباب المسلم ص ۱۲۸)

۲۲-علماء اہل کتاب کے نزدیک سونے سے زیادہ محبوب زم زم

ابی حصین، امام شیخ القرآء والمفسرین مجاہد بن جبر تابعی مکی متوفی ۱۰۴ھ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔

ہم روم کی زمین میں سیر کر رہے تھے۔ رات ایک راہب کے ہاں گزارنا ہوا تو راہب نے کہا کیا تم میں کوئی مکہ کا رہنے والا ہے؟

میں نے کہا: ہاں!

اس نے کہا: زم زم اور حجر (اسود) کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

میں نے کہا: میں نہیں جانتا، مگر یہ کہ میں اس کا اندازہ کروں۔

اس نے کہا: لیکن میں جانتا ہوں بے شک زم زم حجر اسود کے نیچے سے چلتا ہے اور یقیناً اس کا (زم زم کا) ایک برتن بھرا ہوا میرے پاس ہو تو یہ مجھے سونے سے بھرے ہوئے برتن سے زیادہ پیارا ہے۔ (اخبار مکہ، فاکہی ۲/۳۷-۳۸)

۲۳۔ اہل کتاب کی کتابوں میں ہے

کہ جو اپنے سر پر زم زم کا پانی ڈالے اسے کبھی ذلت نہ پہنچے گی۔

فاکھی (اخبار مکہ ۲/۳۹) نے محمد بن حرب سے اس نے اس سے جس نے اس سے بیان کیا روایت کی، کہا کہ بے شک اسے روم کے علاقہ میں قید کر دیا گیا اور بادشاہ کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے کہا تو کس شہر سے ہے؟

اس نے کہا: اہل مکہ سے

پھر پوچھا: کیا تو مکہ میں ھزمۃ جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو جانتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے پوچھا: کیا تو برۃ کو جانتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے پوچھا کیا اس کا کوئی اور نام ہے؟ جواب دیا کہ آج کل وہ زم زم نام سے معروف ہے۔

وہ (قیدی) کہتا ہے اس بادشاہ نے زم زم کی برکتیں ذکر کیں۔ پھر کہا خبردار ہو بے شک اگر تو یہ کہے کہ ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ جو بھی شخص زم زم کے پانی سے تین بار اپنے سر پر ڈالے اسے کبھی ذلت نہ پہنچے گی یعنی وہ ذلیل نہ ہوگا۔

چوتھا باب

آب زم زم سے متعلق فقہی احکام

تین فصلیں

۱- وہ فقہی مسائل جو زم زم پینے سے متعلق ہیں۔

۲- وہ فقہی مسائل جو زم زم سے پاکی حاصل کرنے سے متعلق ہیں۔

۳- مختلف فقہی مسائل جو زم زم سے متعلق ہیں۔

پہلی فصل

آب زم زم پینے سے متعلق فقہی مسائل

مسئلہ ا: آب زم زم پینا مستحب ہے

اس میں عموم ہے تمام احوال میں اور ہر ایک کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے آب زم زم پینا سنت بنا دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لئے آب زم زم کے فضائل وخیرات (بہتریاں) بیان کیں اور کثیر اور خوب پیٹ بھر کر پینے پر ابھارا اور اسے ایمان کامل کی علامت بنایا اور نفاق سے بری ہونے کی نشانی قرار دیا کیونکہ منافقین زم زم کو خوب پیٹ بھر کر نہیں پی سکتے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زم زم اٹھا کر پینے وغیرہ کے لئے مدینہ شریف کی طرف لے جانے پر سخت حریص تھے جیسا کہ آگے آ رہا ہے (فصل سوم میں)

یہ زم زم پینے کے مستحب ہونے تمام حالات میں اور ہر ایک کے لئے عام ہونے کی روایت واضح ہے۔ سائب مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اِشْرَبُوْا من سِقَایَۃِ الْعَبَّاسِ فَاِنَّہٗ مِنَ السُّنَّۃِ

عباس کے پلانے سے پیو اس لئے کہ یہ سنت ہے۔

(منذری نے ترغیب وترہیب ۲/۲۱ میں کہا طبرانی نے کبیر میں روایت کی اور اس میں ایک راوی ہے جس کا نام لیا گیا اور باقی اس کے رجال ثقہ ہیں اور اس حدیث کو ابن حجر نے الفتح میں ۳/۴۹۱ ذکر کیا اور خاموشی اختیار فرمائی)

اور سقایۃ العباس آب زم زم ہے (فتح الباری ۳/۴۹۱)

گزشتہ حدیث میں من السنۃ سے مراد سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ حکماً مرفوع ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

صَلُّوْا فِیْ مُصَلَّی الْاَخْیَارِ وَاشْرَبُوْا مِنْ شَرَابِ الْاَبْرَارِ

خیر والوں کی نماز گاہ میں نماز پڑھو اور ابرار کا مشروب پیو۔

ابن عباس سے کہا گیا مصلی الاخیار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میزاب کے نیچے' عرض کیا گیا شراب الابرار کیا ہے؟ فرمایا آب زم زم (اخبار مکہ' ازرقی ۱/ ۳۱۸' ۲/۵۲' ۵۳)

تمام اوقات میں ہر ایک کیلئے آب زم زم پینا عموماً مستحب ہونے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی "مَاءُ زَمْ زَمْ لِمَا شُرِبَ لَه" دلالت کرتا ہے۔اسی طرح کئی وہ احادیث جو آب زم زم پینے پر ابھارنے میں وارد ہوئیں اور وہ احادیث جو زم زم پینے کو کسی وقت یا شخصیت کے ساتھ معین نہیں کرتیں۔

یہ وہی بات ہے جسے حافظ دمیاطی نے سمجھا اور اپنی کتاب المتجر الرابح (ص ۳۱۷) میں ایک باب متعین فرمایا جس کا نام "باب ثواب الشرب من ماء زم زم" رکھا ہے۔(آب زم زم پینے کے ثواب کا باب) پھر اس باب میں حدیث "مَاءُ زَمْ زَمْ لِمَا شُرِبَ لَهٗ" وارد کی۔

شوافع نے اس کے سنت ہونے پر نص بیان کی (حاشیہ قلیوبی علی شرح الجلال المحلی علی منہاج النووی ۲/ ۱۲۵) اور مالکیہ نے (شرح الخرشی علی خلیل ۲/ ۳۳۰) جو مکہ میں ہو اس کے لئے آب زم زم پینے کے مستحب ہونے پر نص بیان کی اور یہ محرم و غیر محرم کو شامل ہے۔(حنفی فقہاء نے سنت' مستحب اور مندوب کے درمیان فرق کیا تو انہوں نے کہا۔

جس کے کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو بھی کسی وقت چھوڑا ہو اور عذر کوئی نہ ہو وہ سنت ہے۔

اور جس کے کرنے پر ہمیشگی نہ فرمائی اگر اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہو تو وہ مستحب ہے اور اگر چھوڑنا کرنے سے زائد ہو تو وہ مندوب ہے۔

مگر حنفی اہل اصول نے مستحب اور مندوب میں فرق نہیں کیا۔ ابن نجیم کی فتح الغفار ۲/۶۶' التحریر ابن ہمام کی جو شرح کے ساتھ ہے ۳/۲۰

البتہ شافعیہ' مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک مستحب' مندوب اور سنت الفاظ مترادف ہیں۔ یعنی ہم معنی ہیں شرح الجلال المحلی دیکھی جائے جو سبکی کی جمع الجوامع پر ہے۔ ۱/۸۹' اور حاشیہ بنانی مالکی نفس موضوع میں اور حنابلہ کے لئے قواعد الاصول اور معاقد الفصول ص ۲۶)

اور مجھے ان چاروں کے علاوہ کسی اور کی دلیل ونص پر اس مسئلہ میں واقفیت نہیں ہوئی۔ البتہ مذاہب اربعہ کے فقہاء نے مکہ سے آفاق کی طرف زم زم اٹھا کر لے جانے کو مستحب ثابت کیا ہے۔ (جیسا آئندہ صفحات میں فصل سوم میں آرہا ہے۔) زم زم اٹھا کر لے جانے سے سب سے پہلا مقصد اسے پینا اور اس سے برکت حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا ہر ایک کے لئے پینا مستحب ہوگا اور اٹھا کر لے جانے کے مستحب ہونے کی نص کے عموم میں داخل ہوگا۔ جیسا کہ احادیث صریح اور واضح ہیں جن میں اٹھا کر لے جانے پر ابھارنے کا ذکر ہے۔

تنبیہ: کہ زم زم پیتے وقت خوب پیٹ بھر کر پینا مستحب ہے

یہاں تنبیہ کی جاتی ہے کہ جیسے آب زم زم پینا مستحب ہے اسی طرح پینے میں تضلع' اکثار اور امتلاء بھوک ختم کرتے ہوئے پیاس بجھاتے ہوئے مستحب ہے حتیٰ کہ آب زم زم پینے والے کی کوکھوں تک پہنچ جائے۔

تضلع کا معنی ہے: وکھیاں یعنی کوکھیں بھر کر پینا' اکثار پینے میں کثرت کرنا۔ امتلاء کا معنی ہے بھرنا۔

چاروں مذاہب کے فقہاء نے آب زم زم کثرت سے اور خوب پیٹ بھر کر پینے کو مستحب قرار دیا ہے۔ (مناسک ملا علی قاری ص ۳۲۸' حاشیہ ابن عابدین ۲/۵۲۴' مواہب الجلیل ۳/۱۱۵' الشرح الکبیر' دردیر ۲/۴۳' مناسک نووی ص ۴۰۴' شرح منتہی الارادات ۲/۶۵)

اور اس مسئلہ پر دلیلیں خصوصاً آب زم زم خوب پیٹ بھر کر پینا ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے براءت وبیزاری ہے پر گزری چکی ہیں (تیسرے باب کے سولھویں عنوان کے تحت)

مسئلہ-۲

حج اور عمرہ کرنے والے کے لئے طواف سے فارغ ہو کر سعی سے پہلے آبِ زم زم پینا مستحب ہے

''سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف کے تین چکروں حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا (یعنی خوب اکڑ کر شانے کو حرکت دیتے ہوئے پہلے تین چکر پورے کئے) اور دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر حجر اسود کی طرف لوٹ آئے' پھر زم زم کے پاس گئے اور اس سے پیا اور اپنے سر مبارک پر ڈالا' پھر پلٹ کر آئے تو رکن کا استلام فرمایا پھر صفا کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا۔

''اِبْدَءُ وْ اِبِمَا بَدَأَ اللّٰہُ بِہٖ ......'' جس سے اللہ نے شروع کیا اس سے شروع کرو۔(المسند و امام احمد ۳/۳۹۴' امام عینی نے عمدۃ القاری ۹/۲۲۷ میں فرمایا اس کی اسناد جید ہے۔ اھ اور زرکشی نے اسے صحیح کہا جیسا کہ مناسک نووی پر ابن حجر ہیتمی کے حاشیہ ص ۲۶۳ میں ہے۔

یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت وہ اپنے باپ سے راوی' فرمایا جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا ہم نے ان کے ساتھ حج کیا تو جب آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں ادا کیں پھر زم زم کے پاس سے گزرے اور آپ صفا کی طرف نکل رہے تھے۔ تو فرمایا! اے لڑکے میرے لئے ایک ڈول

نکالو۔

آپ نے کہا کہ آپ نے ان کے لئے زم زم کا ڈول نکالا۔ آپ کے پاس لایا تو آپ نے اس سے پیا اور اپنے چہرے اور سر پر انڈیلا اور آپ فرمار ہے تھے۔ زم زم شفا ہے یہ جس نیت سے پیا جائے اسی کے لئے ہے۔ (اخبار مکہ' فاکھی ۲/۳۷' حافظ ابن حجر نے جزء ماء' زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ کے ص ۲۶۹ پر کہا اس کی اسناد حسن ہے اور یہ موقوف ہے۔ اھ)

طواف کے بعد سعی شروع کرنے سے پہلے آب زم زم پینا مستحب ہے۔ اس پر احناف (تبیین الحقائق ۲/۱۹' حاشیہ ابن عابدین ۲/۴۹۹) مالکی (متن خلیل پر دردیر کی شرح کبیر ۲/۴۱ توضیح المناسک ص ۹۴) اور شوافع (حاشیہ ابن حجر ہیتمی و مناسک نووی پر ص ۲۶۳) نے دلائل بیان کئے اور اس پر حنابلہ کے دلائل پر مجھے واقفیت نہیں ہوئی۔

مسألة - ۳

اداء مناسک سے فارغ ہو کر زم زم پینا مستحب ہے

صحیح مسلم میں امام مسلم کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کی صفت کے بیان میں سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔

(الحج' باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲/۸۹۲)

'...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ شریف کی طرف لوٹے' مکہ میں ظہر ادا فرمائی' پھر بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زم زم پر پانی پی رہے تھے تو فرمایا اے بنی عبدالمطلب نکالو اگر لوگوں کا تم پر غالب آنا تمہارے سقایہ (پانی کی سبیل) پر نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ ضرور نکالتا۔ انہوں نے ڈول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیا تو آپ نے اس سے پیا......''

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ''**فلولا ان یغلبکم الناس**......'' کا معنی یہ ہے کہ جب وہ مجھے یہ کام کرتے ہوئے دیکھتے تو میری اقتداء میں ان کی رغبت ہوتی تو وہ کثرت کی وجہ سے تم پر غالب آ جاتے اگر اس عمل پر لوگوں کے تم پر غالب آنے (کا مسئلہ) نہ ہوتا تو میں ضرور یہ کام کرتا'' (فتح الباری ۳/۴۹۲)

اور اس عمل کے مستحب ہونے پر احناف' شوافع اور حنابلہ نے دلائل بیان کئے (مناسک ملا علی قاری ص ۳۲۸' اسنی المطالب شرح روض الطالب ۱/۴۹۰' شرح منتھی الارادات ۲/۶۵) اور مجھے اس مسئلہ میں مالکیہ کی نصوص پر واقفیت نہ ہو سکی۔

مسئلہ - ۴

بیت اللہ شریف سے الوداع کے وقت زم زم پینا مستحب ہے

پہلے سلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیت اللہ شریف سے الوداع اور جدا ہوتے وقت آب زم زم پینے کو پسند کرتے تھے۔ آخر لحظہ ولمحہ تک برکت حاصل کرتے اور توشہ بنا کر لے جاتے تھے۔

لہٰذا مجاہد تابعی سے روایت ہے کہا پہلے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ سے الوداع ہوتے وقت زم زم کے پاس آنا اور اس سے پینا پسند فرماتے تھے (المصنف' ابن ابی شیبہ ص ۱۷۱' مصنف کی جزء مفقود اور جو مفرد طبع ہوئی' دُرالمنثو ر ۴/۱۵۶)

اس کے مستحب ہونے پر چاروں مذاہب کے فقہاء نے نص فرمائی ہے (الاختیار' موصلی ۱/۱۵۵ تبیین الحقائق ۲/۳۶' مواہب الجلیل ۲/۱۱۲' مناسک النووی ص ۴۱۰' شرح منتھی الارادات ۲/۶۹)

بیت اللہ سے جدا ہوتے وقت زم زم پینے والے کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس حاضری کو بیت اللہ کی آخری حاضری نہ بنائے اور بار بار لوٹ کر آنا آسان کردے تاکہ اس گھر کی خیر و برکات' اسرار و انوار زیادہ نصیب ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سے خبر دی ہے اس کی محرومی کی جسے اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا کر رکھی ہو۔ عافیت یعنی تندرستی دی ہو پھر وہ بیت اللہ شریف کی زیارت ہر پانچ سال کے عرصہ میں نہ کرے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ لَهُ جِسْمَهُ، وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْعِيْشَةِ، تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ اَعْوَامٍ لَايَفِدُ اِلَيَّ: لَمَحْرُوْمٌ" (صحیح ابن حبان' الاحسان ۹/۱۶ مسند ابی یعلی ۲/۶۳' سنن البیہقی ۵/۲۶۲' ہیثمی نے مجمع الزوائد ۳/۲۰۶ میں کہا۔ اسے ابو یعلی اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور تمام کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔)

ترجمہ: بے شک وہ بندہ جس کے جسم کو میں نے تندرست کیا اور معاشیات میں اسے کشادگی دی اس پر پانچ سال گزر گئے وہ میری طرف نہ آیا وہ یقیناً محروم ہے۔

ایک روایت میں فی کل اربعۃ اعوام ہے (یعنی چار سال) (مصنف عبدالرزاق ۵/۱۳(۸۸۲۶)

مسئلہ-۵

آبِ زم زم پینے کے آداب

آبِ زم زم پینے کے کئی آداب ہیں۔ فقہاء اور اصحاب مناسک نے اس پر نص فرمائی یہ آداب سات ہیں۔ ان کو میں ذیل میں ان کی دلیلوں کے ساتھ بیان کروں گا۔

۱- قبلہ شریف کی طرف متوجہ ہونا (یعنی منہ کا رخ اس طرف کرنا)

۲- تین سانسوں میں پینا' کہ پینے والا برتن کو منہ سے تین مرتبہ الگ کرے اور تین مرتبہ پیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پینے میں سانس لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ سانس لینا زیادہ سیراب کرنے والا' زیادہ صحت بخش اور زیادہ خوشگوار ہے۔ (صحیح مسلم' الاشربۃ' باب کراھۃ التنفس فی نفس الاناء ۳/۱۶۰۳)

ابن قیم نے زادالمعاد ۴/۲۳۰ میں اس جملہ "اِنَّـهُ اَرْوٰی وَاَبْـرَاُ وَاَمْـرَاُ" کی شرح کرتے وقت کہا اس پینے میں بہت ساری حکمتیں اور اہم فوائد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جمع ہونے پر اپنے اس ارشاد "اِنَّهُ اَرْوٰی وَاَبْرَاُ وَاَمْرَاُ" سے خبردار فرمایا۔ اَروٰی کا معنی ہے بہت زیادہ سیراب کرنے والا' زیادہ پہنچنے والا' زیادہ نفع والا اور ابرا' البرء سے اسم تفضیل ہے جس کا معنی ہے شفاء' مفہوم ہوا (کہ یہ پانی شدت پیاس اور بیماری پیاس سے شفا دیتا ہے کیونکہ کئی بار بھڑک اٹھنے والے معدہ پر تردد ہوتا ہے (اور اس سے تردد دور ہو جاتا ہے) امرأ یہ اسم تفضیل ہے۔ یہ لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کھانا اور پانی بدن میں سہولت سے داخل ہو' لذت دے اور نفع دے تو کہتے ہیں کھانا اور

مشروب بدن میں رچ بس گیا ہے اھ)

ابوداؤد کی روایت میں لفظ اَھْنَاٗ زائد ہے (سنن ابی داوٗد' الاشربۃ' باب فی الساقی متی یشرب؟ ۱۱۴/۴) (اھنا اور امرا کا معنی ایک جیسا ہے)

برتن میں پھونکنا مکروہ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم ۱۶۰۲/۳)

۳- ہر بار پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا

۴- ہر بار سانس لینے کے لئے پینے کی انتہا کے وقت الحمدللہ تعالیٰ کہنا۔

۵- دائیں ہاتھ سے پینا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا اور بائیں ہاتھ سے پینے سے روکا ہے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ کھاتا اور پیتا ہے (صحیح مسلم' الاشربۃ' باب آداب الطعام والشراب ۱۵۹۸/۳) اور اس ادب میں دوسرے آداب سے زیادہ تاکید ہے۔

۶- کثیر زم زم پینا اور کوکھیں بھر کر پینا

اور جو آداب گزر گئے ان کی دلیل وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے مروی ہے اور جس کی سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس شخص کو تعلیم دی جس نے زم زم پینے کا ارادہ کیا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل: سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ زم زم کے مقام میں تھے کہ آپ نے ڈول (لانے کا) حکم دیا تو کنؤیں سے آپ کے لئے ڈول نکالا گیا۔ تو آپ نے اسے کنویں کے کنارے پر رکھا پھر اپنا ہاتھ اس ڈول کے کنارے کے نیچے سے رکھا پھر فرمایا بسم اللہ پھر اس میں منہ لگا کر آپ نے پیا' پینے میں دیر کی پھر دیر فرمائی یعنی خوب پیا۔ پھر سر انور اٹھایا تو فرمایا الحمد للہ' پھر آپ نے دوبارہ (پینے کی طرف) توجہ فرمائی تو فرمایا بسم اللہ پھر اس میں منہ لگا کر پیا تو پہلے سے کم وقت لگایا۔ پھر سر اٹھایا تو فرمایا الحمد للہ پھر اس سے منہ لگا کر پیا تو بسم اللہ کہا پھر دیر تک پیتے رہے مگر دوسری مرتبہ

سے کم دیر لگی۔ پھر سر مبارک اٹھایا تو فرمایا الحمد للہ پھر فرمایا۔

عَلامَةُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ، لَمْ يَشْرَبُوْا مِنْهَا قَطُّ حَتّٰى يَتَضَلَّعُوْا

ہمارے اور منافقوں کے درمیان نشانی یہ ہے کہ انہوں نے کبھی بھی خوب سیر ہو کر کہ کوکھوں کی طرف پانی چلا جائے نہیں پیا (ازرقی ۲/ ۵۷، آگے آنے والی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث وتخریج دیکھیں)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک شخص کو تعلیم دینا۔

عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ سے روایت ہے فرمایا ایک آدمی ابن عباس کے پاس آیا۔

آپ نے اسے کہا: تو کہاں سے آیا ہے اس نے کہا: میں نے زم زم پیا ہے۔

تو آپ نے اسے کہا: کیا تو نے ایسے ہی پیا ہے جیسے کہ پینا چاہئے تھا؟

اس نے کہا: وہ کیسے اے ابن عباس؟

فرمایا جب تو زم زم پیئے تو منہ کعبہ شریف کی طرف کر۔ بسم اللہ پڑھ، تین بار سانس لے اور خوب سیر ہو کر پی تو جب فارغ ہو تو اللہ عزوجل کی حمد کر کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان نشانی یہ ہے کہ وہ زم زم خوب سیر ہو کر نہیں پی سکتے۔ (سنن دار قطنی ۲/ ۲۸۸، سنن ابن ماجۂ المناسک باب الشرب من زم زم ۲/ ۱۰۱۷، بوصیری نے اپنی زوائد میں کہا اس کی اسناد صحیح ہے۔ (المصنف، عبدالرزاق ۵/۱۱۲)

۷- زم زم پیتے وقت دعا مانگنا (آداب میں سے ہے)

چونکہ زم زم پیتے وقت دعا کرنا قبولیت کے اوقات میں قبولیت کی قوی امید والا وقت ہے لہٰذا زم زم پینے والے کو چاہئے کہ زم زم پیتے وقت دنیا و آخرت کی خیر اللہ تعالیٰ سے مانگے۔

زم زم پیتے وقت جامع ترین دعا وہی ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مانگی اور دوسروں کو سکھائی۔

جیسا کہ فاکھی نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت کی فرمایا کہ آپ نے ایک آدمی کو زم زم پیتے دیکھا تو فرمایا کیا تو جانتا ہے آب زم زم کیسے پیا جاتا ہے؟ ڈول زم زم سے نکال، پھر قبلہ کی طرف منہ کر اور کہہ بسم اللہ اور تین بار سانس لے حتیٰ کہ خوب پیٹ بھر جائے اور کہہ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ

اے اللہ بے شک میں تجھ سے نفع بخش علم، کشادہ رزق اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔

(سنن الدار قطنی ۲/ ۲۸۸، سنن ابن ماجۃ، المناسک، باب الشرب من ماء زم زم ۲/ ۱۰۱۷، بوصیری نے زوائد میں کہا اس کی سند صحیح ہے۔ المصنف، عبدالرزاق ۵/۱۱۲)

یہ ہی وہ دعا ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود مانگا کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ۵/۱۱۳، سنن الدار قطنی ۲/ ۲۸۸، مستدرک حاکم ۱/۴۷۳ اور مستدرک حاکم نے کہا اگر جارودی سے سلامت رہے تو صحیح سند والی ہے اھ اور یہ حدیث اس سے سلامت ہے جیسا کہ اس پر دمیاطی نے متجر الرابح ص ۳۱۸ میں تصریح کی اور منذری نے ترغیب وترہیب میں ۲/۲۱۰)

ان آداب کی مذاہب اربعہ کے فقہاء نے تصریح کی ہے۔

(البحر الرائق ۲/ ۳۷۸، حاشیہ ابن عابدین ۲/۵۲۴، ہدایۃ الناسک ص ۹۷، مناسک النووی ص ۴۰۴، شرح منتھی الارادات ۲/ ۶۵)

مسئلہ - ٦

کھڑے ہوکر زم زم پینا یا بیٹھ کر

آب زم زم کھڑے ہوکر پینا چاہئے یا بیٹھ کر اس میں علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔
اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ صحیح احادیث میں وارد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوکر آب زم زم پیا اور دوسری صحیح احادیث بھی ہیں جن میں مطلقا پانی کھڑے ہوکر پینے کی نص ہے۔ خواہ پانی زم زم کا ہو یا کوئی اور
فقہاء احناف کے ایک گروہ کا موقف ہے کہ زم زم کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے۔ (الدر المختار' حصکفی ۱/۱۲۹' عمدۃ الرعایۃ' امام لکھنوی ۱/۲۶۷ وغیرہ اور امام ملا علی قاری حنفی اپنی مناسک ص ۹۴ - ۹۵ میں کھڑے اور بیٹھے پینے میں اختیار کی طرف گئے ہیں اوجز المسالک ۴/۲۷۲)

اور اس مسئلہ میں جائے اعتماد ابن عابدین کا حاشیہ ہے۔ (رد المحتار ۱/۱۲۹' ۲/۵۲۴)
ان کی دلیل وہی حدیث ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیحین میں مروی ہے۔
آپ نے فرمایا۔

سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْ زَمٍ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زم زم پلایا تو آپ نے کھڑے ہوکر پیا۔
(صحیح بخاری' حج باب ماجاء فی زم زم ۳/۴۹۲' صحیح مسلم' الاشربۃ' باب فی الشرب من زم زم قائما ۳/۱۶۰۱)

لہٰذا کھڑے ہوکر پینا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل مبارک ہے۔

مالکی حضرات (المنتقی شرح الموطا ۷/۲۳۴، المقدمات الممہدات' ابن رشد ۳/۴۵۳، القوانین الفقھیہ' ابن جزی ص ۲۸۸، شرح الزرقانی علی الموطا ۴/۱۳۴) اور حنابلہ (الانصاف ۸/۳۳۰، شرح منتھی الارادات ۳/۹۱، غذاء الالباب ۲/۱۲۲) نے کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز پر تصریح فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آب زم زم کھڑے ہو کر پینے کو دلیل بناتے ہیں۔ تو یہ ہی حدیث زم زم یا دوسرے پانی کے پینے کو شامل ہے لیکن میں نے شیخ محمد عابد حسین مالکی (آپ متاخرین مالکیہ میں سے ہیں (ت ۱۳۴۱ھ) آپ ہی کی کتاب ہدایۃ الناسک (ص ۹۷) کو دیکھا آپ زم زم کے کھڑے ہو کر پینے کے مکروہ ہونے کی تصریح فرماتے تھے۔

احناف کا ایک اور گروہ (احناف کے حوالہ جات پچھلے صفحہ میں گزر چکے) اور اسی طرح شافعیہ (حاشیہ ابن حجر ہیتمی علی مناسک النووی ص ۴۰۴، شرح صحیح مسلم' نووی ۱۳/۱۹۵) کا مذہب ہے کہ آب زم زم بیٹھ کر پینا سنت ہے اور کھڑے ہو کر پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

ان کی دلیل امام مسلم کی روایت کردہ حدیث ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی کہ

اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا

آپ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر پیئے۔

(مسلم شریف' الاشربۃ' باب کراھیۃ الشرب قائما ۳/۱۶۰۰)

یہ نہی عام کھڑے ہو کر پینے کے متعلق ہے۔ چاہے آب زم زم پینا ہو یا کچھ اور البتہ جو کراہت کا قول ان کا کھڑے ہو کر پینے والے کے لئے ہے وہ کراہت تحریمی نہیں ہے۔ کیونکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھڑے ہو کر پینا ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینا جائز ہے کے بیان کے لئے پیا اور آپ کا بیان کرنا واجب ہے۔

اور یہ معاملہ ایسا کہ اس میں گنجائش ہے اور علماء کا اختلاف رحمت ہے۔

مسئلہ-۷

آبِ زم زم سے بچے کو گھٹی دینا مستحب ہے

حبیب بن ابی ثابت نے کہا میں نے عطاء سے کہا آبِ زم زم لے لوں؟ (عطاء سے پوچھ رہے ہیں کہ مکہ سے اٹھا دوسری جگہ لے جاؤں) عطا نے کہاں ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوتلوں میں اٹھا کر لے جایا کرتے تھے اور آپ نے زم زم سے حسن وحسین کو عجوہ کھجور کے ساتھ ملا کر گھٹی دی (اخبار مکہ فاکہی ۲/۵۱' یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وحسین کو گھٹی دینے کے بیان میں بہت سارے فقہاء نے ذکر کی مناسک ملا علی قاری ص ۳۳۰' ہدایۃ الناسک ص ۹۷ وغیرہ)

دونوں حضرات کتنے سعادت مند ہیں کہ انہوں نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن مبارک آبِ زم زم میں ملے ہوئے سے حصہ پایا۔ یہ پاکیزہ مبارک پانی مدینہ منورہ پاکیزہ مقدسہ کی عجوہ کھجور کے ساتھ!

اور تحنیک (گھٹی دینا) ماخوذ ہے **حَنَّكْتُ الصَّبِيَّ تَحْنِيكًا** سے یعنی میں نے کھجور وغیرہ چبائی اور اس کے تالو کے ساتھ لگا دی۔ (المصباح المنیر)

اور حضور سید عالم کا فعل احتمال رکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آبِ زم زم کو اپنے منہ مبارک میں رکھا اور اس کے ساتھ کھجور چبائی یا کھجور چبا کر پھر اسے آبِ زم زم سے تر کر دیا پھر اس کے بعد حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تالو کو لگا دی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام انتہائی چاہت' لگن' حرص کامل کے ساتھ نومولود بچوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر کرتے تھے تاکہ آپ

انہیں گھٹی دیں اور ان کا نام رکھیں اور ان کو برکت عطا کریں۔ اس سے متعلق کثیر مشہور احادیث ہیں۔

ایک حدیث امام مسلم نے مسلم شریف (الطھارۃ، باب حکم بول الطفل الرضیع ۱/۲۳۷) میں سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تو آپ ان کو برکت عطا فرماتے اور انہیں گھٹی دیتے۔

فقہاء اور کتب حدیث کے شرح کرنے والوں نے چھوٹے بچوں کو گھٹی دینے کے مستحب ہونے کی تصریح کی ہے۔ (صحیح البخاری، مع فتح الباری ۷/۲۴۸، ۹/۵۸۷، عمدۃ القاری ۱۷/۵۱، صحیح مسلم مع شرح النووی ۳/۱۹۴، مرقات المفاتیح ۸/۱۵۴، حاشیہ قلیوبی و عمیرہ ۴/۲۵۶، تحفۃ المحتاج ۹/۳۷۶، مواہب الجلیل ۳/۲۵۷، تحفۃ المودود ص ۴۱) لیکن مجھے آب زم زم کے ساتھ گھٹی کے مستحب ہونے میں ان کے نزدیک کسی نص پر واقفیت نہ ہوسکی ہے۔

عطاء کی پہلے مسئلہ میں گزشتہ حدیث سے استدلال ظاہر و واضح ہے اگرچہ وہ مرسل ہولیکن اس کی تائید آب زم زم کے پینے اس سے شفا حاصل کرنے، وضو کرنے، سر اور بدن پر تبرک کے لئے ڈالنے وغیرہ پر ابھارنے میں وارد ہونے والی احادیث کے عموم سے بھی ہوتی ہے۔ اس طرح یہ عموم بچوں کو اس مبارک پانی سے گھٹی دینے کے مستحب ہونے کو شامل ہے۔

اس لئے کہ آب زم زم سے گھٹی دینے میں حکمت یہ ہے کہ سب سے پہلی جس چیز سے بچہ غذا پائے اور اس کا جسم اس کے ساتھ بڑھے وہ یہ طیب و مبارک پانی ہو جو نبی اللہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیاث تھا جبکہ آپ دودھ پیتے بچے تھے نیز یہ کہ یہ پانی نیک آدمی کے لعاب دہن اور کھجور وغیرہ کی مٹھاس کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ یہ امید اور نیک فالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوتی ہے کہ یہ بچہ اللہ کے حکم سے اچھی طرح پلے بڑھے۔

گزشتہ بزرگوں کا زم زم سے تبرک حاصل کرنا

ہم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' آپ کے صحابہ کرام اور نیکی سے ان کی اتباع کرنے والے آب زم زم سے تبرک حاصل کرنے اور اسے اپنے پینے' وضو کرنے اور سروں اور جسموں پر ڈالنے وغیرہ میں استعمال کرنے پر کس قدر پوری پوری حرص رکھتے تھے۔ نیز ہر اس کام میں جس میں وہ خیر کی امید رکھتے تھے آب زم زم استعمال کرتے تھے۔ ذیل میں کچھ واقعات گزشتہ بزرگوں کے ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

وہب بن منبہ تابعی کا حرص

یہ امام وہب بن منبہ تابعی' ثقہ' علامہ' حافظ' اخباری' صنعاء کے قاضی تھے جن کے پاس اہل کتاب کے علم سے کثیر علم تھا۔ ۱۱۴ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ' آپ جب مکہ میں تشریف لائے آب زم زم کے سوا نہ پیتے نہ وضو کرتے تھے۔

روایت ہے کہ آپ بیمار ہو گئے' بیماری کی حالت میں بہت عیادت کرنے والے آپ کے پاس حاضر ہوئے تو کسی نے پانی مانگا تو آب زم زم پلایا گیا تو کسی نے کہا اے فلاں! کاش تو میٹھا پانی لاتا یعنی آب زم زم کے علاوہ کوئی اور میٹھا پانی ہوتا تو وہب ابن منبہ نے کہا۔

میں آب زم زم کے سوا نہ پیتا ہوں اور نہ ہی وضو و غسل کرتا ہوں مکہ میں داخل ہونے سے نکلنے تک اور بلاشک وشبہ آب زم زم اللہ عزوجل کی کتاب میں لکھا ہوا پاتا ہوں (یعنی اہل کتاب کی کسی کتاب میں) بَـرَّةٌ شَـرَابُ الْاَبْـرَارِ برہ یعنی زم زم نیکوں کا

مشروب ہے اور میں اللہ کی کتاب میں اسے مضمونہ پاتا ہوں' اسے تمہارے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی مسلمان بندہ آب زم زم کے پاس جا کر نہیں پیتا مگر اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا کرتا اور اس سے بیماری نکال دیتا ہے۔ (الفاکہی ۲/۴۴' الحیلۃ' ابی نعیم ۴/۶۳-۶۴)

شیخ عبداللہ حضرمی نے ۵۳ سال زم زم سے ہی وضو کیا

آب زم زم کے ساتھ وضو کرنے پر حرص شدید امام فقیہ عبداللہ بن احمد حضرمی مکی شافعی متوفی ۹۲۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مذکور ہے کیونکہ آپ مکہ میں ترپن سال رہے آپ نے زم زم کے سوا وضو نہیں کیا (الکواکب السائرہ الغزی ۱/۲۱۷)

مردہ کو پاک کر کے برکت کی امید سے زم زم کے ساتھ غسل دینا

مکہ والے صحابہ کرام اور ان کے بعد آب زم زم کے ساتھ تبرک پر بہت حریص تھے حتیٰ کہ موت کے بعد بھی کہ وہ زم زم سے اپنے مردوں کو پاک کر کے غسل دیتے تھے۔ ان کے لئے زم زم کی برکت سے ہر خیر کی امید رکھتے تھے اور وہ خود آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

یہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دفن کرنے سے پہلے آب زم زم سے غسل دیا۔

(اخبار مکہ' فاکہی ۲/۴۸)

یہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل ہے۔ یہ وہ ہی ہے جو کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے اور سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں اور ان حضرات سے آپ کا تعلق ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے ملازم تھے (یعنی اکثر گھر میں رہنے والے خدمت کرنے والے) (فتح الباری ۱۰/۱۷۶)

فاکہی رحمہ اللہ تعالیٰ' متوفی ۲۷۲ھ نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذکر کے بعد فرمایا ''اور اہل مکہ آج تک اسی عمل پر ہیں' اپنے مردوں کو آب زم زم سے غسل دیتے ہیں۔

جب میت کے غسل اور اسے صاف کرنے سے فارغ ہو جائیں تو اس کا آخری غسل آب زم زم سے تبرک کے طور پر کرتے ہیں۔ (الفاکہی ۲/ ۴۸)

آب زم زم کی برکت کے ساتھ ایمان و مبدأ پر حتیٰ کہ موت کے بعد عہد قدیم سے کثیر لوگ عمل پیرا ہیں اور یہ عمل آج تک جاری ہے کہ وہ کفن کے کپڑوں کو زم زم سے بھگو کر خشک کر لیتے ہیں پھر محفوظ رکھتے ہیں تا کہ اس سے کفن بنایا جائے اس عمل میں آب زم زم کی برکت اور حسن خاتمہ کے امیدوار ہوتے ہیں۔ (اس مسئلہ کو اپنے سے قبل علماء سے امام فقیہ مالکی محمد بن عبدالسلام متوفی ۷۴۹ھ نے ذکر کیا جیسا کہ حطاب کی مختصر خلیل کی شرح مواہب الجلیل ۱/ ۴۶ میں ہے نیز اسی طرح التزام مالا یلزم میں ابن طولون نے ذکر کیا (مخطوطہ) بلکہ یہ معاملہ دور کے زمانے سے ہے۔ ثعالبی متوفی ۴۲۹ھ نے ثمار القلوب ص ۵۵۹ میں کہا'' کتنے ہی لوگ آب زم زم سے اپنے کپڑے دھوتے ہیں اس لئے کہ وہ آب زم زم کی برکت اور حسن خاتمہ چاہتے ہیں'' اھ)

آب زم زم ملا کر روشنائی تیار کرنا' احادیث کی کتابت کے لئے

آب زم زم سے تبرک پر علماء کی شدید حرص ہر اس چیز میں ہے جس میں خیر کی امید کی جاتی ہو۔ اس پر امام ابی عبداللہ محمد بن خلف بن مسعود المعروف ابن النقاط' اہل قرطبہ سے متوفی ۴۸۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آپ نے مشرق کی طرف سفر کیا اور حج کیا تو مکہ میں رہتے ہوئے صحیح بخاری وغیرہ کی کتابت کی اور سیاہی آب زم زم سے تیار کی آپ کا خط بہت پیارا تھا (الصلۃ' ابن بشکوال ص ۵۵۹ رقم الترجمہ ۱۲۲۷)

مسئلہ-۸

زم زم پلانا مستحب اور عظیم ثواب کا باعث

عمومی طور پر پانی پلانے پر ابھارنے اور اس کا ثواب وفضیلت بیان کرنے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ خاص طور پر کئی احادیث زم زم پلانے کی فضیلت میں وارد ہوئیں۔ کچھ بیان کی جاتی ہیں۔

۱- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم شریف میں (الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲/۸۹۲) روایت کی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کی کیفیت کے بارے کرنے میں فرمایا

''...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ شریف کی طرف لوٹ آئے مکہ میں نماز ظہر ادا فرمائی۔ پھر حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی عبدالمطلب کے پاس تشریف لائے وہ آب زم زم پلاتے تھے۔ آپ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب زم زم نکالو۔ اگر لوگوں کے تم پر تمہارے پلانے پر غلبہ کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ نکالتا تو انہوں نے ڈول پیش کیا آپ نے اس سے نوش فرمایا......''

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے (الحج، باب سقایۃ الحاج ۳/۴۹۱) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا۔

''...... پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زم زم پر آئے اور وہ پلا رہے تھے اور زم زم میں کام کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کام کرو۔ بے شک تم نیک کام پر ہو پھر فرمایا اگر تمہارا

مغلوب ہونا نہ ہوتا تو میں اترتا اپنی گردن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا حتیٰ کہ میں رسی اس کے اوپر رکھتا ...."

حافظ ابن حجر نے کہا حدیث میں پانی پلانے خصوصاً آب زم زم پلانے پر ترغیب ہے (فتح الباری ۳/۴۹۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے تھے کہ یہ عمل نیک ہے (ابن خزیمہ کا کلام ان کی صحیح ۴/۳۰۶ سے ہے۔)

(نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں "اگر تمہارا مغلوب ہونا نہ ہوتا" کا معنیٰ ہے کہ اس عمل پر اگر لوگ تم پر غالب نہ آتے جب مجھے کرتے ہوئے دیکھتے کیونکہ میری اقتداء میں ان کی اس پر رغبت ہوتی تو کثیر ہونے کی وجہ سے تم پر غلبہ کرتے تو میں ضرور یہ عمل کرتا) (فتح الباری ۳/۴۹۲)

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گزشتہ حدیث میں زم زم پلانے والے کے ثواب کو کسی شرط سے مقید نہیں کیا فرمایا کہ یہ نیک عمل ہے اور اس کے کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی رغبت فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں زم زم کے علاوہ پانی پلانے کی فضیلت بیان فرمائی وہاں دیگر احادیث میں آپ نے اس نیک عمل کی اللہ کے ہاں قدر و عظمت کو بیان فرمایا۔

امام مسلم نے مسلم شریف (کتاب البر والصلۃ' باب فضل عیادۃ المریض ۴/۱۹۹۰) میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

(اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَارَبِّ وَکَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ اِسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِہٖ اَمَا اِنَّکَ لَوْ سَقَیْتَہٗ وَجَدْتَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ

بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی

مانگا تو تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے رب! میں کیسے تجھے پلاتا تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ پاک فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا اگر تو اسے پلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا۔

امام بخاری و مسلم (صحیح بخاری، المسقات، باب فضل سقی الماء ۵/۴۰-۴۱، صحیح مسلم، اسلام، باب فضل سقی البہائم غیر المحترمۃ واطعامھا ۴/۱۷۶۱، الفاظ مسلم کے ہیں) نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ اِشْتَدَّ عَلَیْهِ الْعَطْشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِیْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا کَلْبٌ یَلْهَثُ یَاکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطْشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْکَلْبَ مِنَ الْعَطْشِ مِثْلُ الَّذِیْ کَانَ بَلَغَ مِنِّیْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّهٗ مَاءً ثُمَّ اَمْسَکَهٗ بِفِیْهِ حَتّٰی رَقِیَ فَسَقَی الْکَلْبَ فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ لَاَجْرًا؟ فَقَالَ: فِیْ کُلِّ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ

ایک آدمی راستہ میں جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اسے ایک کنواں دکھائی دیا تو وہ اس کے اندر اترا اور پانی پیا پھر باہر نکلا تو ایک کتا ہانپ رہا تھا۔ پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا۔ اس آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو اسی طرح پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی۔ وہ پھر کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھر کر اپنے منہ کے ساتھ پکڑ کر اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔

(صحابہ کرام) نے عرض کیا! یا رسول اللہ! جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر و ثواب ہے؟

فرمایا ہر تر جگر والے میں اجر ہے۔

اور عبداللہ بن دینار کی روایت میں فغفر لہ کے بجائے فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ (اور اسے جنت میں داخل کر دیا) ہے ابن حبان کی روایت اسی طرح ہے۔ (فتح الباری ۵/۴۲)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں میں سے غیر محترم جانور کو پانی پلانے کی فضیلت بیان فرمائی کہ اس کام کے کرنے والے کو حسن خاتمہ نصیب ہوا اور اسی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوا تو بنی نوع انسان میں سے کسی فرد کو پانی پلانے کی فضیلت کیا ہوگی جنہیں اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا کی اور بہت زیادہ عزت و کرامت سے نوازا؟ تو جب کتے کو پانی پلانے سے مغفرت حاصل ہوگئی تو مسلم کو پلانے سے بہت زیادہ عظیم اجر نصیب ہوگا۔ (فتح الباری ۴۲/۵)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک فاسقہ فاجرہ عورت کو بخش دیا جو بنی اسرائیل کے زنا کاروں میں سے تھی کیونکہ اس نے ایک ہانپتے کتے کو پانی پلایا تھا جو پیاس کی وجہ سے قریب تھا کہ مرجائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب بخاری شریف (بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم ۳۵۹/۶) میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، فَنَزَعَتْ خُفَّهَا، فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا، فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ، فَغُفِرَ لَهَا بِذَالِكَ

ایک زانیہ عورت کی بخشش ہوگئی جو کنویں کے کنارے زبان نکالے ہانپتے ہوئے کتے کے پاس سے گزری۔ فرمایا قریب تھا کہ پیاس اسے قتل کردے تو اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اپنے دوپٹہ کے ساتھ باندھا پھر کتے کے لئے پانی کھینچا اس وجہ سے اس عورت کو بخش دیا گیا۔

(مومسۃ بغی کو کہتے ہیں اور وہ زانیہ فاجرہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور سارے مسلمانوں کے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں رکی کنواں ہے)

امام بخاری کی بخاری شریف میں (آخر کتاب الانبیاء ۵۱۱/۶) بالفاظ دیگر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بَيْنَمَا كَلْبٌ" يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ' كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ اِذْرَاَتْهُ بَغِيٌّ' مِنْ بُغَايَا بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ' فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا' فَسَقَتْهُ' فَغُفِرَلَهَا بِهٖ"

اسی دوران کہ کتا کنویں کے گرد گھوم رہا تھا کہ پیاس سے مرجاتا جب اسے ایک بنی اسرائیل کی زانیہ بدکار عورت نے دیکھا تو اس نے اپنا موزہ اتارا اور کتے کو پانی پلایا اس کے بدلہ میں اسے بخش دیا گیا۔

اس کے علاوہ کثیر احادیث ہیں جو پانی زم زم کے علاوہ پلانے کی عظیم فضیلت کو بیان کرتی ہیں تو آب زم زم پلانا کیسا ہوگا' جو برکت والا' عظیم خیر والا ہے۔

پانی پلانا شفا کا عظیم ترین سبب ہے

امام منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانی پلانے کی فضیلت میں ذکر کیا کہ یہ عمل بیماریوں سے شفا کا سبب ہے کیونکہ علی بن حسن بن شفیق سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ ابن مبارک سے سنا اور ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا اے ابوعبدالرحمٰن! ایک پھوڑا میرے گھٹنے میں سات سال سے نکلا ہوا ہے اور میں نے کئی طرح اس کا علاج کیا اور ڈاکٹروں' طبیبوں سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی مگر مجھے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

آپ نے فرمایا جا! ایسی جگہ دیکھ جہاں لوگوں کو پانی کی حاجت ہو۔ وہاں کنواں کھود دے کہ بے شک مجھے امید ہے وہاں چشمہ پھوٹے گا ادھر تیرا خون رک جائے گا۔ تو اس شخص نے یہ کام کیا اور تندرست ہوگیا۔ اسے بیہقی نے روایت کیا۔

حکایتِ دیگر

اس مفہوم کو ہمارے شیخ حاکم ابوعبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ محمد بن عبداللہ متوفی ۴۰۵ کی حکایت تقویت دیتی ہے کہ آپ کے چہرے پر پھنسیاں پھوڑے ہو گئے اور انہوں نے بہت علاج معالجہ کیا مگر یہ بیماری دور نہ ہوئی تقریباً ایک سال وہ اسی حالت میں رہے تو انہوں نے استاد امام ابوعثمانی صابونی' اسماعیل بن عبدالرحمن نیشاپوری' علامہ محدث مفسر واعظ' متوفی ۴۴۹ رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ وہ جمعہ کے دن اپنی مجلس میں ان کے لئے

دعا فرمائیں۔ آپ نے اس کے لئے دعا کر دی اور اکثر لوگوں نے آمین کہی۔

جب دوسرا دن ہوا۔ ایک عورت نے مجلس میں رقعہ بھیجا کہ وہ اپنے گھر لوٹ کر گئی اور حاکم ابوعبداللہ کے لئے اس رات دعا میں پوری قوت صرف کی۔ تو اس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے۔ ابوعبداللہ سے کہہ کہ مسلمانوں پر پانی میں توسیع وکشادگی کر دے۔

رقعہ حاکم کے پاس لایا گیا۔ اس نے اپنے گھر کے دروازے پر سبیل کی تعمیر کا حکم صادر فرمایا جب تعمیر سے فارغ ہوئے اس میں پانی اور برف ڈالنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے پینا شروع کر دیا۔ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ اسے شفا ظاہر ہوگئی اور وہ پھنسیاں پھوڑے زائل ہوگئے اور چہرہ پھر اسی طرح خوبصورت ہوگیا جیسا کہ تھا اور وہ اس کے بعد کئی سال زندہ رہا۔ (الترغیب والترہیب' المنذری ۲/۴۷)

یہ سب فضیلت زم زم کے علاوہ پانی پلانے کی ہے البتہ زم زم پلانا تو پھر فضل ہی فضل اور خیر ہی خیر ہے (دوگنا فضل دوگنا خیر)

اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد

اِعْمَلُوْا فَاِنَّ کُمْ عَلٰی عَمَلٍ صَالِحٍ کا معنی زم زم پلانے کی فضیلت میں ہمارے ذہنوں کے قریب ہو جاتا ہے واللہ اعلم۔

آب زم زم کی خدمت اہل مکہ کے اموال سے محبوب تر ہے

اور آب زم زم پلانے کی ڈیوٹی میں تو بہت عظیم شرف ہے جس کا اندازہ قیمت وثمن سے نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی پلانے کا کام اپنے چچا سیدنا عباس اور ان کے بیٹوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کر دیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عظیم شرف کو جو حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عطا کیا تھا اپنا شعار وعلامت بناتے ہوئے کہا۔

وَاَعْطَانِیْ زَمْ زَمْ 'وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِهَا جَمِیْعَ اَمْوَالِ اَهْلِ مَكَّةَ

(اسے ابن سعد نے طبقات کبری ۴/۱۵ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کلبی

کے طریق سے روایت کیا اور کلبی کے بارے کلام کیا گیا ہے۔ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر ۱۵/۲۰۴ میں ذکر کیا اور قرطبی نے الجامع لا حکام القرآن ۸/۵۳ میں ذکر فرمایا)

اور مجھے آپ نے زم زم عطا کیا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اہل مکہ کا تمام مال اس کے بدلہ میں مجھے ملے۔

آب زم زم خوشبو کی طرح ہے

اس بات کی نصیحت کی جاتی ہے اور خبردار کیا جاتا ہے کہ جو تیری عزت و اکرام زم زم پلا کر کرے اور تجھے تحفہ عطا کرے تو اسے قبول کر خوشی اور رشک سے اور اسے رد نہ کر (کیونکہ اگر تو نے رد کر دیا) تو (گویا) خیر کبیر کو رد کر دیا۔

امام حافظ حجت سفیان بن عیینہ علامہ شیخ الاسلام محدث الحرم متوفی ۱۹۸ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی گئی ہے کہ ان کے پاس آب زم زم لایا گیا تو آپ نے پیا اور اپنی دائیں جانب والے کو پلایا اور فرمایا۔ آب زمزم خوشبو کے قائم مقام ہے کہ اسے رد نہیں کیا جاتا (اخبار مکہ فاکھی ۲/۴۷ اور نص میں تحریف آئی ہے جیسا کہ التزام مالا یلزم ابن طولون کے مخطوطہ میں ہے کالطیب لا برد یہ لفظ یاء کے بجائے باء کے ساتھ ہے۔

تو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے کہ خوشبو کو رد نہیں کیا جاتا (صحیح بخاری اللباس باب من لم یرد الطیب ۱۰/۳۷۰ اور اس میں حدیث اس طرح ہے۔)

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ لَایَرُدُّ الطِّیْبَ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو رد نہ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آب زم زم ہے۔

مسئلہ - ۹

آب زم زم مسافر کو پہلے پلانا مستحب ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِبْنُ السَّبِيْلِ اَوَّلُ شَارِبٍ۔ يَعْنِىْ مِنْ زَمْزَمَ

مسافر پہلے پینے والا ہے یعنی آب زم زم سے (ہیثمی نے مجمع الزوائد ۳/۲۸۶ میں فرمایا: اسے طبرانی نے صغیر میں روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں سیوطی نے اسے جامع صغیر میں ۱/۸۸ حسن کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ مناوی نے ان کا تعاقب کیا اور ہیثمی کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا مؤلف سیوطی کا اسے حسن کی طرف منسوب کرنا کوتاہی ہے اور حق اس کا صحت کی طرف منسوب کرنا ہے اھ فیض القدیر ۱/۸۸) مسافر کو ابن السبیل اس لئے کہا جاتا ہے کہ راستہ اسے چمٹ جاتا ہے۔ لازم ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کو آب زم زم پینے میں مقدم کرنے پر ابھارا ہے۔ اس مقیم پر جو حرم کے پڑوس میں رہتا ہو اور یہ مسئلہ دشواریوں میں ایک دوسرے کو پانی پلانے' بھیڑ کے وقت اور سفر کے سبب مسافر کو ضعف کی وجہ سے ہے (فیض القدیر ۱/۸۸)

اور اس لئے بھی کہ بیت اللہ شریف کے پڑوسی اس مبارک پانی سے ہمیشہ کے توشہ پر ہیں اور ان کی نسبت سے معاملہ آسان ہے کہ جب مسافر غریب آتا ہے تو وہ ان پر آب زم زم پینے میں مقدم ہوتا ہے اور اگر نہیں تو پھر وہ اس پر مسافر کے لئے مزاحمت

کریں گے حالانکہ دن محدود ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ غریب اس خیر یعنی زم زم پینے اور خوب کثرت سے پیٹ بھر کر پینے سے محروم رہ جائے گا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سے متعلق وصیت آئی ہے۔

پھر راہ گیر مسافر زم زم کے پاس رہنے والوں کا مہمان ہے اور میزبانی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ مہمان کو دوسروں پر مقدم کیا جائے۔

یہ اسی طرح ہے جیسے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی کہ اہل مکہ کی نفلی نماز اور مکہ کے مجاوروں کی نفلی نماز نفلی طواف سے افضل ہے حج کے موسم میں تاکہ اس موسم کے اندر آنے والوں پر بھیڑ اور اژدحام نہ ہو۔

(مناسک ملا علی قاری ص ۱۱۴' ہدایۃ الناسک ص ۷۷ وغیرھما)

حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے لئے اور بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے والوں کے لئے نفلی طواف نفل نماز سے افضل ہے۔ اس لئے کہ نماز اگرچہ تمام عبادات کی اصل ہے مگر اس کی کثرت کا تصور تمام جہات میں ہوتا ہے اور طواف کا وجود برکتوں والے کعبہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (یعنی باہر سے آنے والا نفلی نماز کو گھر جا کر بھی پڑھ سکتا ہے مگر طواف نہیں کر سکتا ہے اس لئے اس کے لئے طواف نفل نماز سے افضل ہے۔)

دوسری فصل

آب زم زم سے پاک ہونے سے متعلق فقہی مسائل

مسئلہ :۱- سر اور بدن پر زم زم ڈالنا مستحب ہے

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کے ساتھ طواف کے تین چکر لگائے اور دو رکعتیں نماز ادا فرمائی پھر حجر اسود کی طرف لوٹ آئے پھر زم زم کی طرف گئے اور اس سے پیا اور اپنے سر انور پر ڈالا...... (زم زم پینے کے مسائل میں مسئلہ نمبر ۲ کے اندر اس حدیث کی تخریج گزر چکی۔)

اور یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا آپ کے ساتھ ہم نے بھی حج کیا تو جب آپ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی پھر آب زم زم کے پاس سے گزرے جبکہ آپ صفا کی طرف نکل رہے تھے فرمایا اے غلام! میرے لئے ڈول پانی زم زم نکالو تو انہوں نے ڈول نکالا پھر سیدنا امیر معاویہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اس سے پیا اور اپنے چہرے اور سر پر انڈیلا...... اور آپ فرما رہے تھے ......زم زم شفا ہے۔ یہ اسی مقصد و نیت کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے۔ (اوپر والی حدیث کے ساتھ اس کی تخریج بھی ہو چکی ہے۔)

سر اور بدن پر پانی زم زم ڈالنے کے مستحب ہونے پر چاروں مذاہب کے علماء کا اتفاق ہے۔ (حاشیہ ابن عابدین ۲/۵۲۴، ہدایۃ الناسک ص ۹۷، حاشیہ ابن حجر ہیتمی علی مناسک النووی ص ۴۰۴، شرح منتھی الارادات ۲/۶۵ اور ان کے علاوہ کئی کتب) دلیل اس پر وہی حدیث انہوں نے بنائی ہے جس میں حاجی اور عمرہ کرنے والے خاص ہیں اور پہلے

گزر چکے ہیں۔ البتہ حج اور عمرہ والوں کے علاوہ کے لئے علت وسبب کے پائے جانے سے مستحب ہے کیونکہ اس میں حکمت زم زم سے برکت حاصل کرنا ہے۔

مسئلہ:۲- آب زم زم سے وضو مستحب ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت کے بیان میں مروی ہے فرمایا ''...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پلٹ آئے اور آب زم زم کا ایک بڑا ڈول منگوایا' پھر اس سے پیا اور وضو فرمایا۔ پھر فرمایا اے بنی عبدالمطلب پانی نکالو' اگر اس کنواں پر تمہارا مغلوب ہونا نہ ہوتو میں ضرور نکالتا'' (عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند (۱/۷٦) میں روایت کی اور لفظ اسی کے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے جیسا کہ شیخ احمد شاکر کا شرح مسند ۲/۱۹ میں قول ہے اور شیخ احمد ساعاتی نے بلوغ الامانی ۱۱/۸٦ میں فرمایا اس کی سند جید ہے' اخبار مکہ' ازرقی ۲/۵۵' الفاکہی ۲/۵۱)

اور حدیث کی دلالت ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشوا اور بہترین نمونہ ہیں۔

حمیدی نے ثقہ رجال کے ساتھ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آب زم زم کا ڈول لایا گیا تو آپ نے پیا پھر وضو فرمایا پھر ڈول کے اندر منہ میں پانی لے کر پھونک مارتے ہوئے ڈال دیا۔ اس کی خوشبو مشک (کستوری) یا اس سے بھی اچھی تھی اور آپ نے ڈول سے باہر ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا۔ (سبل الہدی والرشاد ۱۰/۴۲' طبعہ بیروت)

نیز جب سر اور بدن پر زم زم سے برکت پانے کے لئے آب زم زم کو ڈالنا سنت ہے تو پھر وضو میں اس سے برکت لینا زیادہ درجہ رکھتا ہے۔

زم زم سے وضو کے مستحب ہونے کی مالکی حضرات نے تصریح کی (التاج والاکلیل' مواق ۳/۱۱۵' مواہب الجلیل ۳/۱۱۵) اور ابن زاغونی حنبلی نے اس کی تصریح کی ہے (الانصاف مرداوی ۱/۲۷' ابن زاغونی وہ علی بن عبید اللہ بن نصر ابوالحسن ابن زاغونی ہیں' حنابلہ کے عظیم علماء میں سے امام وفقیہ ہیں' ان کی کثیر تصانیف ہیں ان کی وفات ۵۲۷ھ

مسئلہ-۳

آب زم زم سے ناپاکی کو دھونا منع ہے
اسی طرح اس کی تحقیر منع ہے

بعض احناف (مناسک ملا علی قاری ص ۳۳۰، حاشیہ ابن عابدین ۱/۱۸۰، ۳۴۰، ۲/۶۲۵) کا مذہب یہ ہے کہ آب زم زم حقارت کی جگہوں پر استعمال نہ کیا جائے اسے صرف پاک چیز پر استعمال ہونا چاہئے۔ اس لئے ناپاک کپڑا اس کے ساتھ دھونا مناسب نہیں اور ناپاک جگہ اس کا استعمال جائز نہیں، لہٰذا اسے نجاسات پر ڈالنے سے محفوظ رکھنا چاہئے۔ اس سے استنجاء مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرح نجاست حقیقیہ کو کپڑے یا بدن سے زائل آب زم زم کے ساتھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ بعض کا قول مکروہ تحریمی کا ہے۔ بعض مالکی اسی کے قائل ہیں (شرح الحطاب علی خلیل (مواہب الجلیل) ۱/۳۷ وسعت واضافہ کے ساتھ، ۲/۲۰۸، شرح الخرشی علی خلیل ۳/۳۳۰، ہدایۃ الناسک ص ۹۷) اور بعض شافعی حضرات (اسنی المطالب ۱/۹، اعلام الساجد ص ۱۳۵، ۱۳۶)

مالکی، شافعی (حوالہ مذکور بالا اور حنابلہ (المغنی ابن قدامہ ۱/۱۸، کشاف القناع ۱/۲۸، الانصاف مرداوی ۱/۲۷، مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲/۶۰۰) گزشتہ مسائل میں کراہت کی طرف گئے اور ان کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے۔ خاص کر آب زم زم سے استنجا کرنے میں انہوں نے شدت سے منع کیا ہے۔

وہ فقہاء جو کراہت تحریمی یا تنزیہی کے قائل ہیں ان کی دلیل وہی کثیر احادیث

وآثار ہیں جو آب زم زم کے فضل عظیم، شرف کبیر اور اس کے بلند و بالا مقام و مرتبہ پر دلالت کرتی ہیں حتیٰ کہ پہلی آسمانی کتابوں میں (بھی اس پر شواہد موجود ہیں)

نیز انہوں نے جس میں آب زم زم کا استعمال وارد ہے اس کی طرف نظر کی تو پایا کہ یہ وہ پانی ہے جس کے ساتھ ملائکہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب منور کو دھویا اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آب زم زم سے پی کر اور وضو کر کے برکت لینے کے لئے استعمال فرماتے تھے۔ اس سے شفا حاصل کر کے اور بیماروں کے اوپر ڈال کر بھی اور اسی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گھٹی دی اس طرح کے کئی استعمال ہیں جن میں آب زم زم کی بزرگی، پورا پورا احترام وتکریم ہے۔

اسی عمل پر آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور احسان کے ساتھ ان کے تابعین (اتباع کرنے والے) جاری رہے اس طرح یہ عمل جاری رہا اور زمانے گزر گئے۔

اسی طرح انہوں نے دیکھا تو جانا کہ یہ پانی دیگر پانیوں کی طرح نہیں کیونکہ اس کی کرامت اور منفرد خصائص ہیں، فقہاء نے نجاست وغیرہ کے ازالہ میں اس کے استعمال سے منع فرمایا ہے جیسا گزشتہ صفحات میں ذکر ہو چکا۔ اس منع کے اندر کراہت تحریمی اور تنزیہی ہونے میں اختلاف ہے تاکہ یہ مبارک پانی حقیر و کمتر نہ سمجھا جائے کیونکہ اس طرح مومنوں کے دلوں سے اس کا احترام زائل ہو جائے گا۔ ایسا پانی جس کی یہ شان وفضیلت ہے تمام باقی پانیوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ نالائق و نا مناسب چیزوں میں استعمال سے اسے بچایا جائے۔ تاکہ محفوظ رہے اور احترام و بزرگی اس کی برقرار رہے۔

ممانعت کے قول کے باوجود فقہاء نے اس کے ساتھ طہارت کے حصول کی تصریح فرمائی ہے۔ (مواہب الجلیل ۱/۴۷، اعلام الساجد ص ۱۳۶ میں ماوردی سے منقول ہے، کشاف القناع ۱/۲۸، اس مسئلہ میں احناف کے نزدیک کیا تصریح ہے مجھے واقفیت نہ ہوئی لیکن ان کے اصول اس سے منع نہیں کرتے) نیز یہ منع کا حکم دوسرے پانی کی طہارت کے لئے موجودگی کی حالت میں ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی پانی موجود نہ ہو اور حاجت پیش آجائے کہ اسے پاکی اور نجاست کے زائل کرنے میں استعمال کیا جائے تو یہ ضروری ہے

مسئلہ-۴

آب زم زم سے غسل جنابت جائز ہے

چاروں آئمہ کرام کا مذہب (مسئلہ گزشتہ کے حوالہ جات دیکھے جائیں) یہ ہی ہے کہ حدث کے ازالہ کے لئے آب زم زم سے غسل کرنا جائز ہے مگر امام احمد سے کراہت کی ایک روایت ہے اور حنبلی حضرات کے نزدیک فتویٰ جواز پر ہے۔

شیخ ملا علی قاری حنفی نے مناسک میں کہا "جنبی کے لئے آب زم زم کے ساتھ غسل مناسب نہیں" اھ گویا آپ کی مراد مستحسن نہ ہونا ہے۔ واللہ اعلم

غسل کے جائز ہونے پر مطلق پاک کرنے والے پانیوں کے ساتھ پاکی حاصل کرنے کے جواز میں جو نصوص وارد ہوئی ہیں ان کا عام اور مطلق ہونے سے استدلال کیا جاتا ہے۔ بغیر اس کے کہ زم زم اور غیر زم زم میں فرق کیا جائے نیز آب زم زم سے غسل کرنے سے منع کا کوئی ثبوت نہ ہونا بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

جو سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور صاحب سقایہ سے جو زم زم کے بارے ارشاد مروی ہے:

لَاأُحِلُّهَا لِمُغْتَسِلٍ وَهِيَ لِشَارِبٍ وَمُتَوَضِّئٍ حِلٌّ وَبِلٌّ

میں اسے غسل کرنے والوں کے لئے حلال نہیں کرتا کیونکہ یہ پینے والے اور وضو کرنے والے کے لئے حلال اور مباح ہے۔

یہ حدیث سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول اور آپ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے مروی ہے جیسا کہ ابی عبید کی کتاب غریب الحدیث ۲/۲۸۰' ۴/۲۶' اخبار مکہ' ازرقی ۲/۵۸' فاکہی' ۲/۶۳' اور عبدالرزاق کی مصنف ۵/۱۱۴ میں ہے۔

اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جنہوں نے زم زم کا کنواں کھودا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے جیسا کہ ابی عبید کی کتاب غریب الحدیث ۴/۲۶' ازرقی' ۲/۴۳ میں ہے اور اسی میں ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھایا گیا کہ آپ یہ کہہ رہے تھے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجموع ۱/۹۲ میں فرمایا۔ جو سیدنا عباس سے مذکور ہے وہ صحیح نہیں بلکہ آپ کے والد عبدالمطلب سے حکایت کی گئی ہے۔ ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ' ۲/۲۴۷ میں کہا۔ صحیح یہ ہے کہ قائل عبدالمطلب ہیں کیونکہ آپ نے ہی نئے سرے سے زم زم کی کھودائی کی اور سیدنا عباس اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول سے روایت ہے گویا وہ دونوں اپنے زمانے میں تبلیغ اور اس کے اعلان کے طور پر کہہ رہے ہیں جس کو سیدنا عبدالمطلب نے کھودائی کے وقت بطور شرط کہا لہٰذا کوئی خرابی یا تضاد نہیں۔اھ)

بل کا معنیٰ ''مباح'' ہے اور شفا بھی ذکر کیا گیا ہے (غریب الحدیث' ابی عبید ۴/ ۲۷-۲۸ النھایۃ ۱/۱۵۴)

آپ کا یہ ارشاد اور زم زم سے غسل کرنے سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ آپ نے زم زم کے پاس غسل کرنے کے لئے کشف عورات (شرم گاہوں کا کھلا ہونا) ملاحظہ فرمایا تھا۔ اس وجہ سے محرمات کا ارتکاب دیکھا تو اس طرح کے کاموں پر پانی پلانے سے متعلق مسئول عنہ (جس سے پوچھا جائے) ہونے کی وجہ سے منع کی طرف توجہ فرمائی۔

سفیان بن عیینہ جو اس حدیث کو سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔''

"لِـمُغْتَسِلٍ فِيْهَا" وَذٰلِكَ اَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَجَدَ رَجُلاً مِنْ بَنِىْ مَخْزُوْمٍ وَقَدْ نَزَعَ ثِيَابَهُ وَقَامَ لِيَغْتَسِلَ مِنْ حَوْضِهَا عُرْيَانًا"

(اخبار مکۂ ازرقی ۲/ ۵۸)

یعنی آب زم زم میں غسل کرنے والے کے لئے اور یہ منع اس لئے ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے کپڑے اتارے اور کھڑا ہو گیا تا کہ ننگا آب زم زم کے حوض سے نہائے۔

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زم زم سے غسل کرنے سے منع کر دیا تا کہ مسجد حرام کو اس میں کسی حرام چیز کے واقع ہونے سے پاک رکھا جائے (یعنی شرم گاہ وغیرہ کھولنے سے) جیسا کہ عام جاہل لوگ زمزم سے غسل کے وقت کرتے تھے۔

یہ احتمال بھی ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روکنا زم زم کے ساتھ غسل کرنے سے اس لئے ہو کہ مسجد میں غسل جنابت کرنے سے پاک رکھی جائے۔ (جیسا کہ امام ابو عبید نے غریب الحدیث ۴/ ۲۷ میں کہا)

اس تمام گفتگو اور جو کچھ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے جوابات اور احتمالات ذکر کئے گئے خواہ قول ابن عباس کا ہو یا آپ کے والد کا برابر ہے کے بعد کہا جاتا ہے کہ آب زم زم آپ کی ملکیت نہ تھا کہ کہا جائے یہ واقف کی شرط ہے لہٰذا اس کا اعتبار ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ غسل کرنے سے روکا جائے یہ اس لئے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی اولاد کے لئے آپ کے بعد پانی پلانا اور پانی پلانے کے کام پر قائم ہونا مخصوص کر دیا تھا اور یہ بات ان کو آبِ زم زم کا مالک بنانے کو متضمن نہیں ہے حتیٰ کہ ان کی بات کا اعتبار ضروری ہو۔ یہ بحث آپ کی طرف سے جواب سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ - ۵

آب زم زم کے ہوتے تیمّم جائز نہیں

جن مسائل فقیہہ سے خبردار ہونا اچھا ہے ان میں سے ایک مسئلہ کبھی مسافروں کو درپیش آتا ہے جبکہ وہ آب زم زم ساتھ لئے ہوتے ہیں۔ اور واپس لوٹتے ہوئے اسے توشہ بنائے ہوتے ہیں تو ان سے عادۃً استعمال کے لئے جو پانی ہوتا ہے دوران سفر ختم ہو جاتا ہے اور وضو وغیرہ جیسی طہارتوں کے محتاج ہوتے ہیں مگر زم زم کے سوا ان کے پاس پانی نہیں ہوتا۔

اس صورت میں ان میں سے ایک کے پاس اگر آب زم زم اس کے سفر میں پینے کے لئے کافی ہو اور اسے فی الحال اور بعد الحال اپنے آپ پر پیاس کا ڈر خوف نہ ہو۔ اس سے اتنا زائد ہو جو اس کے وضو اور طہارت کے لئے کافی ہو تو اس حالت میں اس کے لئے تیمّم جائز نہیں اور نہ صحیح ہے کیونکہ وہ پانی پانے والا ہے۔

اور بعض بے علم حضرات آب زم زم کو محفوظ رکھنے کا جو کام کرتے ہیں اور آب زم زم کے ہوتے ہوئے مٹی سے تیمّم کرتے ہیں بلاشک وشبہ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ نمازوں کو ضائع کرتے ہیں کیونکہ تیمم کے پانی کے موجود ہونے کی وجہ سے صحیح نہ ہونے کے سبب نماز باطل ہو جاتی ہے اور اس کی نماز طہارت کے بغیر ہے اس پر اسے خبردار ہونا چاہئے (اس اہم مسئلہ کی طرف حافظ ابن طولون نے اپنے رسالہ التزام مالا یلزم (مخطوطہ) میں تنبیہ فرمائی ہے۔ اسی طرح صاحب جوہر منظّم ص ۵۹ نے)

امام حافظ فقیہ ولی الدین ابو زرعہ عراقی (احمد بن عبدالرحیم بن الحسن ابوزرعہ امام حافظ علامہ دیار مصریہ کا قاضی (ابن حافظ عراقی) متوفی ۸۲۶ھ رحمہ اللہ تعالیٰ' آپ کے حالات ابن فہد مکی کی کتاب لحظ الالحاظ ص ۲۸۴ اور الضوء اللامع ۱/ ۳۳۶-۳۴۴ میں ہیں۔)

سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جس نے کچھ آب زم زم ساتھ اٹھایا ہو کیا عام پانی کے ناموجود ہونے کی صورت میں اس آب زم زم سے وہ وضو کر سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا وہ تیمّم کرے گا؟

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔

بلا شک وشبہ آب زم زم اور غیر آب زم زم کے درمیان مطلق پاک کرنے والا پانی ہونے میں کوئی فرق نہیں جس کو نماز کا وقت آجائے اور اس کے پاس وضو کرنے کے لئے کافی پانی ہو اور اسے پیاس کی احتیاج نہ ہو نہ فی الحال اور نہ آئندہ' اس پر اس پانی کو استعمال کرنا واجب ہے۔ خواہ آب زم زم ہو یا کوئی عام پانی۔

اور اگر طہارت میں کافی نہ ہو تو پھر اس پانی کے وجوب استعمال میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح وجوب ہی ہے۔

جب کوئی پانی کے ہوتے ہوئے اور اس کے استعمال کے واجب ہوتے ہوئے تیمّم کرے اس کا تیمّم جائز نہیں ہے۔

پھر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر زم زم اٹھا کر لے جانے والا کہے کہ میں نے دوا کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ ہم کہیں گے اگر دوا کی حاجت اس وقت اسے ہے تو طہارت پر یہ مقدم ہے اور اگر فی الحال دوا کی حاجت نہیں بلکہ مستقبل میں آنے کا اندیشہ ہے تو طہارت جو فی الحال واجب ہے اسے موخر نہ کرے اس کام کے لئے جو مستقبل میں واقع ہونے والا ہے ہو سکتا ہے کہ واقع ہی نہ ہو۔

تو اگر کہے کہ تم نے پیاس کی حاجت کا اعتبار کیوں کیا ہے اگرچہ مستقبل میں متوقع ہو؟ ہم کہیں گے کسی شخص کی پینے کے لئے احتیاج محقق وثابت ہے اس کا نہ ہونا ممکن نہیں

جبکہ اس کا دوا کا محتاج ہونا کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا اور جب احتیاج دوا ہو ہی جائے تو ہم اس دوا کی جگہ کسی اور کو اس کا قائم مقام بنا دیں گے۔ بخلاف پانی کے کہ پیاس کے وقت کوئی شے اس کی قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اھ

آب زم زم سے متعلق یہ سوالات اور ان کے علاوہ دوسرے سوالات کو ابن فہد مکی نے ابوزرعہ رازی کی طرف متوجہ کیا۔ جیسا کہ اس کی لحظ الالحاظ ص ۲۸۷ میں تصریح ہے اور ابوزرعہ کے جوابات کا نام ''الاجوبة المرضية عن الاسئلة المكية اور السؤال عن زم زم ص ۷۹-۸۰)

اور قاہرہ میں مکتبہ التوعیۃ الاسلامیہ نے اس رسالہ کو محمد تامر کی تحقیق کے ساتھ نشر کیا ہے ط/۱ ۱۴۱۱ھ

تیسری فصل

آب زم زم سے متعلق فقہی مسائل

مسائلہ: ۱- مکہ سے آب زم زم اٹھا کر آفاق کی طرف لے جانا مستحب ہے

آب زم زم کا عظیم فضل، کبیر شرف، کثرت خصائص، عظیم برکات و خیرات کی وجہ سے دیگر پانیوں سے ممتاز اور افضل ترین تحفہ اور مہمان نوازی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اٹھا کر مدینہ منورہ لے گئے تا کہ پئیں، بیماروں کو بلائیں اور شفا کے لئے ان کے اوپر ڈالیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ زم زم اٹھا کر لے جایا کرتی تھیں اور خبر دیا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اٹھا کر لے جاتے تھے (سنن الترمذی، الحج ۳/ ۲۹۵ اور کہا حدیث حسن غریب ہے)

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آب زم زم چمڑے کے برتنوں اور مشکوں میں اٹھایا، آپ زم زم بیماروں کے اوپر ڈالتے اور انہیں پلاتے تھے (اخبار مکۃ، فاکھی ۲/ ۴۹، سنن البیہقی ۵/ ۲۰۲، سخاوی نے مقاصد حسنہ ص ۳۶۰ میں اسے حسن کہا ہے)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زم زم کو مکہ سے منگوانے میں جلدی فرمایا کرتے تھے تا کہ یہ مبارک پانی ختم نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا اگر تیرے پاس میرا یہ خط رات کو آئے تو تو صبح ہرگز نہ کر اور اگر دن کو

آئے تو شام ہرگز نہ ہونے دے حتیٰ کہ میرے پاس آب زم زم بھیج دے۔ انہوں نے آپ کے لئے دو برتن بھرے اور دونوں اونٹ پر لادھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیج دیئے (اخبار مکہ ازرقی ۲/۵۱، فاکہی ۲/۴۳، ۴۸، ۴۹، ۵۰، مصنف عبدالرزاق ۵/۱۱۹، سنن البیہقی ۲۰۲، فاسی نے شفاء الغرام ۱/۲۵۹ میں کہا۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور مقاصد حسنہ ص ۳۶۰ میں سخاوی نے اسے حسن کہا جو پہلے گزر گیا)

چاروں مذاہب کے فقہاء (مناسک ملا علی قاری ص ۳۳۰، حاشیہ ابن عابدین ۲/۶۲۵، مواہب الجلیل ۳/۱۱۵، حاشیہ قلیوبی علی شرح الجلال المحلی علی المنہاج ۲/۱۴۳، شرح منتہی الارادات ۲/۴۶، کشاف القناع ۲/۴۷۲) نے سوائے حنبلیوں کے چاروں مذاہب کے علماء نے اسے مکہ سے منتقل کرنے، اٹھانے اور زادراہ بنانے کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی جبکہ حنبلیوں نے اس کے نقل کرنے کے مکروہ نہ ہونے کی تصریح کی ہے مگر مستحب ہونے کی تصریح نہیں کی۔

صحابہ کرامؓ تابعین اور ان کے بعد والے بزرگوں کا نیک عمل آج تک اسی طریقہ پر جاری ہے کہ لوگ دور دراز سے آ کر مکہ سے آب زم زم اٹھا کر لے جاتے ہیں اور برکت وخیر کی طلب میں اسے زادراہ بھی بناتے ہیں۔

حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے عطا بن ابی رباح تابعی سے پوچھا میں آب زم زم اٹھا لوں؟ تو آپ نے فرمایا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے اٹھایا تھا (طبرانی نے اسے معجم کبیر ۳/۲۸ (۲۵۶۶) میں روایت کیا اور ہیثمی نے مجمع الزوائد ۳/۲۸۷ میں فرمایا: اس میں وہ شخص ہے جس کو میں نے نہیں پہچانا اور سخاوی نے اس کے شواہد کی وجہ سے مقاصد حسنہ ص ۳۶۰ میں سے حسن کہا ہے)

عطاء بن ابی رباح سے آب زم زم کو حرم سے نکالنے کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کعب احبار نے بارہ راویوں کے ساتھ شام کی طرف اسے نقل کیا وہ اس کو پیتے تھے (مصنف ابی شیبہ ۷/۴۵۳، اخبار مکہ فاکہی ۲/۵۰، ازرقی ۲/۵۲)

آب زم زم سے فائدہ اٹھانے پر ہمیشہ بزرگوں کی حرص

اوران کا اسے اٹھا کر لے جانا اپنے گھروں کی طرف جہاں کہیں بھی ہوں

۱- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ کے پاس مہمان تشریف لاتا آپ اسے آب زمزم کا تحفہ عطا کرتے اور آپ نے کسی انسان کو کبھی کھانا آب زم زم پلائے بغیر نہیں کھلایا (مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۵۳' اخبار مکہ فاکھی ۲/۵۰' ازرقی ۲/۵۲) (آب زم زم بہترین تحفہ ومہمان نوازی کے تحت حدیث گزر چکی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا گھر آب زم زم سے خالی نہیں ہوتا تھا۔

۲- امام تابعی جلیل ثقہ حافظ وہب بن منبہ متوفی ۱۱۴ھ رحمہ اللہ تعالیٰ جب مکہ میں داخل ہوئے آپ کے گھر سے پانی ختم نہ ہوتا تھا آپ کا پینا' نہانا' وضو کرنا آب زم زم سے ہی ہوتا۔ (اخبار مکہ' فاکھی ۲/۴۴' حلیہ ابی نعیم ۴/۶۳' ۶۴) کیونکہ آپ کو آب زم زم سے برکت پانے پر بہت زیادہ حرص تھی۔

۳- امام علامہ قاضی تقی الدین ابن فہد مکی محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ' متوفی ۸۷۱ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے مطالعہ' کتابت' بال بچوں کے کسی اہم کام میں مشغولیت' کثیر طواف اور روزوں کا اہتمام آپ کو آب زم زم پینے کی حرص سے جدا نہ کرسکتا تھا کیونکہ آپ مکہ سے نکلتے ہوئے اکثر پانی ساتھ لے لیتے تھے (الضوء

الّلامع' سخاوی ۹/۲۸۳ آپ کے حالات کے تحت)

اسی طرح پہلے بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ مکہ میں اپنے گھروں کے اندر آب زم زم کے موجود ہونے پر سخت حریص ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ ان سے یہ بات کافی ہے کہ وہ زم زم مکہ سے نکلتے وقت ساتھ رکھتے تھے تاکہ اس کی خیرات و برکات سے الگ نہ ہوں۔

آب زم زم اٹھانا اور غیر اہل مکہ کے لئے مکہ سے آفاق کی طرف لے جانا جب سنت ہے تو اسے اٹھا کر اہل حرم اور حرم کے پڑوسیوں کے حق میں گھروں کی طرف لے جانا زیادہ حق رکھتا ہے۔

اور آب زم زم کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے اذن سے حاصل ہے۔ خواہ وہ مکہ میں اپنی جگہ پر ہو یا کسی اور جگہ کی طرف نقل کر لیا گیا ہو۔ ''بے شک اس کی فضیلت اس کی ذات کے ساتھ متعلق ہے جس جگہ میں ہے اس کی وجہ سے نہیں'' (الاعلام الملتزم' غزی ص ۷' مقاصد حسنہ ص ۳۶۰) ورنہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد والے آج تک اسے ہرگز اٹھا کر نہ لے جاتے۔

نیز اگر آب زم زم کو کئی سال لمبی مدت تک محفوظ کر لیا جائے اس میں تغیر نہیں ہوتا نہ فاسد ہوتا ہے اور یہ واقعی اور تجربہ شدہ بات ہے کہ آب زم زم جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے ہر جگہ اگر اسے ایک لمبی مدت تک محفوظ کر کے رکھا جائے۔

مسائلہ-۲

آب زم زم بیچنا جائز ہے

جو کوئی بھی آب زم زم کی کچھ مقدار کا مالک لینے اور جمع کرنے کے ساتھ ہو جائے اسے اختیار ہے' بیچ دے یا ہدیہ وغیرہ دے' اس میں تصرف ایسے ہی ہے جیسے دیگر پانیوں' گھاس وغیرہ مباح اشیاء میں ہوتا ہے جبکہ انسان ان کا مالک ہو جائے۔

البتہ آب زم زم جو اس کی جگہ یعنی کنویں کے اندر بیچنا کہ مثلاً کوئی خریدار کو کہے میں جو پانی کنویں کے اندر ہے اس سے ایک ڈول تیرے پاس بیچتا ہوں تو یہ اس کے لئے جائز نہیں کیونکہ بعد میں وہ اس کی حفاظت میں نہیں رہا۔ (اس مسئلہ کو ابن طولون نے التزام مالا یلزم (مخطوطہ) میں بیان کیا)

مسائلۃ:۳

آب زمزم کو گرم کرنا اور اُبالنا جائز ہے

بعض حضرات آب زم زم کے استعمال کے وقت ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اسے گرم کرنا اور اُبالنا' چائے یا قہوہ وغیرہ بنانے کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اللہ اعلم اور اس کے گرم کرنے اور اُبالنے میں اس مبارک پانی کی تحقیر و تذلیل نہیں ہے کہ اس سے کوئی حرج واقع ہو بلکہ اس سے ظاہر یہ ہے کہ استعمال کرنے والے کی شدید حرص ہے آب زم زم سے برکت حاصل کرنے پر حتیٰ کہ اپنے کھانے اور پینے میں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نیک مقصد ہے۔ نیز اس مسئلہ میں فقہی عام قاعدہ جاری ہوگا کہ

اِنَّ الْاَصْلَ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃُ

اشیاء میں اصل ان کا مباح ہونا ہے۔

(اس قاعدہ عامہ کے لئے حاشیہ ابن عابدین ۱/۱۰۵' الاشباہ والنظائر' ابن نجیم ص ٦٦' الاشباہ والنظائر سیوطی ص ٦٠' جامع العلوم والحکم' ابن رجب حنبلی ص ۲۴۹' ۳۰ نمبر حدیث کی شرح کے تحت)

پانچواں باب

آبِ زم زم کی مدح میں
اشعار

پانچواں باب

آب زم زم کی مدح میں اشعار

زم زم کی محبت سچے مومنوں کے دلوں میں رہتی ہے اور ان کے شوق اور محبت کے ساتھ پروان چڑھتی ہے اور ان کی زبانیں اس کے ذکر سے شیفتہ ہوتی ہیں جب وہ اللہ تعالیٰ کے گھر اور حرم کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں تک وہ نغمہ سرائی کرتے ہیں اور خوش آوازی سے اس کی مدحت میں گاتے ہیں کہ ان کے شعراء کی طبیعتوں نے کثیر حسین وجمیل، دلکش اور خوشگوار اشعار کے ساتھ سخاوت کرتے ہوئے زم زم کے ذکر اور فضائل کے ساتھ ساتھ اپنے شوق کی تشریح فرمائی۔

اسی طرح آب زم زم کا پہلے اور معاصر حضرات کے شعروں میں ایک حصہ ہے اور ان حضرات کے لئے زم زم کی مدح سرائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہترین نمونہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعریف اپنے کلام کے ساتھ کی۔ آپ نے کیسی اس کی تعریف وخوبی بیان کی۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً (صحیح بخاری، الادب، باب مایجوز من الشعر ۱۰/ ۵۳۷ (۶۱۴۵)

بے شک بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔

اور کبھی شعر کی ایسی تاثیر ہوتی اور بعض دلوں میں گھر کر جاتی ہے کہ کسی اور کلام کی نہیں ہوتی۔ اے پیارے بھائی کچھ شعر تیری نذر کرتا ہوں۔

۱۔ سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

پھوپھی اپنے باپ عبدالمطلب ابن ہاشم کے زم زم کو کھودنے کی خصوصیت پر فخر کرتے ہوئے آپ کو اس کھدائی کی وجہ سے دوسروں پر ترجیح دیتے اور ساتھ ہی زم زم کے کچھ فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

نَحْنُ حَفَرْنَا لِلْحَجِيْجِ زَمْ زَمَا ۔ شِفَاءُ سُقْمٍ وَّ طَعَامُ مَطْعَمَا

رُكْضَةُ جِبْرِيْلَ وَلِمَا تَعْظُمَا ۔ سُقْيَا نَبِيِّ اللهِ فِيْمَا حَرُمَا

اِبْنِ خَلِيْلِ رَبِّنَا الْمُكْرَمَا (اخبار مکہ فاکھی ۱۱/۲)

ہم نے حاجیوں کے لئے زم زم کھودا جو بیماروں کی شفا اور کھائی جانے والی خوراک کی طرح بھوک مٹانے والا ہے۔

جبریل علیہ السلام کا رکضۃ (ٹھوکر) ہے اور آب زم زم عظمت والا کیوں نہ ہو جو اللہ کے مکرم نبی (اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہمارے رب کے خلیل (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے کے پینے کے لئے ہے اس جگہ جسے عزت و حرمت عطا کی گئی ہے۔

۲- اور اعشی نے ایک شخص کو جھڑکتے ہوئے اس بات کی خبر دیتے ہوئے کہا کہ باوجود یکہ اس کو نسب کے شرف کی رفعت و بلندی حاصل ہے وہ قریش کے مقام کو نہ پہنچ سکا۔ وہ قریش جو اللہ تعالیٰ کے حرم کے رہنے والے ہیں جن کے لئے آب زم زم پینے کو ہے۔

فَمَا اَنْتَ مِنْ اَهْلِ الْحَجُوْنِ وَلَا الصَّفَا

وَلَا لَكَ حَظُّ الشُّرْبِ مِنْ مَاءِ زَمْ زَمِ

کہ نہ تو تو وادی حجون کے رہنے والوں میں سے ہے اور نہ صفا (پہاڑی) والوں میں سے اور نہ تجھے پینے کے لئے آب زم زم نصیب ہے۔ (ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب ثعالبی ص ۵۵۹)

۳- میورقی نے آب زم زم کی مدح میں کہا

فَلَيْتَ لَنَا مِنْ مَاءِ زَمْ زَمَ شَرْبَةً ۔ تَكُوْنُ لَنَا اَمْنًا لَدَى مَوْقِفِ الْحَشْرِ

فَيَا حَبَّذَا مَاءٌ لِمَا قَدْ شُرِبَ لَهُ ۔ كَمَا صَحَّ فِيْ اَخْبَارِ صِدْقٍ بِلَا نُكْرِ

کاش ہمیں آب زم زم ایک بار پینا نصیب ہو تو حشر کے اندر کھڑے ہونے کے مقام پر ہمارے لئے امن ہو۔

کیا ہی اچھا پانی ہے ہر اس مقصد کے لئے جس کے لئے تو اسے پیئے جیسا بلا انکار سچی احادیث میں ثابت ہے۔

(درۃ الحجال فی اسماء الرجال ۱/۱۷۷' شاید میورقی علی بن احمد میورقی شاعر ہے جو ۴۷۵ھ میں فوت ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ' اسی طرح معجم المولفین ۷/۱۹ میں بروکلمان سے منقول ہے)

۴- ابن رشید بغدادی محمد بن ابی بکر متوفی ۶۶۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قصیدہ ہے جس میں حج کے اعمال کا ذکر ہے اس قصیدہ میں ہے:

وَصَلّٰی بِاَرْکَانِ الْمَقَامِ حَجِیْجُنَا وَفِیْ زَمْ زَمَ مَاءٌ طَھُوْر" وَرَدْنَاہُ

وَفِیْہِ الشِّفَا' فِیْہِ بَلُوْغُ مُرَادِنَا لِمَا نَحْنُ نَنْوِیْہِ اِذَا مَا شَرِبْنَاہُ

اور ہمارے حاجی حضرات نے مقام ابراہیم کے پاس ارکان حج ادا کرتے ہوئے نماز پڑھی اور زم زم کے کنویں میں پاک پانی ہے ہم وہاں گئے' اس پانی میں شفا ہے اور ہماری مراد کا پورا ہونا کیونکہ پیتے وقت ہم جس کی نیت کریں وہ اسی کے لئے ہے۔

(نشر الآس ۳۶ ب' قصیدہ ذہبیہ کا ص ۱۵' ابن رشید بغدادی' یہ قصیدہ علامہ شیخ حسن المشاط رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیق کے ساتھ ہے جو تعلیق کرنے والے کی فضیلت میں لکھی گئی کتاب ''اسعاف اہل الاسلام بوظائف الحج الی بیت اللہ الحرام'' کے ساتھ چھپ چکا ہے۔)

۵- شیخ شاعر برہان الدین قیراطی ابراہیم بن شرف الدین متوفی ۷۸۱ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نظم جو ہمزیہ کے نام سے مشہور ہے میں کہا۔ (نشر الآس لوحۃ ۳۴ ب)

وَاشْرَبَا مِنْ شَرَابِ زَمْ زَمَ کَاْسًا رَبَّ مِنْہُ السُّرُوْرُ فِی الْاَعْضَاءِ

فَھِیَ حَقًّا طَعَامُ طُعْمٍ لِجُوْعٍ وَبِھَا لِلسَّقِیْمِ اَیُّ شِفَا

آب زم زم کے جام پیؤ اعضاء میں اس سے خوشی اور سرور سرایت کر جائے گی۔

وہ یقیناً بھوکے کے پیٹ کو بھر کر بھوک مٹانے والا کھانا ہے۔ اسی سے بیمار کو شفا نصیب ہوتی ہے۔

۶- شاعر محمد بن عُلَیف متوفی ۸۱۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیوان میں مکہ مکرمہ کی زیارت کی امید و آرزو کرتے ہوئے کہا (نشر الآس لوحۃ ۳۴ ب)

اَلا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَةً
وَاُضْحِیْ وَیَهْنَانِیْ هُنَاکَ مَقِیْل
وَهَلْ اَرِدَنَّ مِنْ حَوْضِ زَمْ زَمْ شَرْبَةً
تُمِیْتُ سَقَامِیْ فَالْفُؤَادُ عَلِیْل

ہائے! کاش مجھے علم ہوتا' کیا میں ایک رات گزاروں گا اور صبح کروں گا اور وہاں دوپہر کا آرام میرے لئے خوشگوار ہوگا اور کیا میں وہاں جا کر حوض زم زم سے ایک بار پیوں گا کہ یہ ایک بار کا پینا میری بیماریوں کو ختم کر دے کیونکہ دل بیمار ہے۔

۷- شیخ امام علامہ عالم حافظ شمس الدین محمد بن عبداللہ' ابن ناصر الدین دمشقی کے نام سے مشہور متوفی ۸۴۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعار کہے ان سے چند درج ذیل ہیں۔

۱- خَیْرُ الْمِیَاهِ بِلَا نِزَاعٍ زَمْزَمُ — لَا السَّلْسَبِیْلُ وَ کَوْثَراً یَتَقَدَّمُ
۲- عَلِمَ النَّبِیُّ مِیَاهَ جَنَّةِ رَبِّهٖ — وَیَقُوْلُ زَمْ زَمْ خَیْرُ مَاءٍ فَافْهَمُوْا
۳- لَا یَلْتَقِیْ اَبَدًا وَنَارَ جَهَنَّم — فِیْ جَوْفِ مَنْ هُوَ فِی الْحَقِیْقَةِ مُسْلِمٌ
۴- یَنْفِی النِّفَاقَ تَضَلُّعٌ مِنْ شُرْبِهٖ — یَشْفِی السِّقَامَ ' طَعَامُ طُعْمٍ یُعْلَمُ
۵- بِیْرٌ مُبَارَکَةٌ وَ بِیْرٌ طَیِّبَةٌ — شَبَّاعَةُ اُمِّ الْعِیَالِ وَ زَمْزَمُ
۶- وَکَذَا الرَّوَاءُ وَهَمْزَةٌ مَضْنُوْنَةٌ — وَشَرَابُ اَبْرَارٍ بِذَاکَ تَتَرْجَمُ
۷- وَتَضَلُّعٌ مِنْهَا یَکُوْنُ عِبَادَةً — وَجِلَا الْعُیُوْنِ وَلِلْخَطَایَا یَهْدِمُ
۸- تَسْقِی الْحَجِیْجَ وَلَا تُذَمُّ بِخَلَّةٍ — تَفْنِی الْمِیَاهُ وَمَاؤُهَا لَا یُعْدَمُ
۹- وَمِنَ الْجِنَانِ اللّٰهُ اَخْرَجَ مَاءَهَا — سُقْیَا لِ (هاجر) حَیْثُ لَا هِیَ تَعْلَمُ
۱۰- وَبِمَائِهَا جِبْرِیْلُ قَلْبَ مُحَمَّدٍ — غَسَلًا اَجَادَ فُؤَادَ وَهُوَ مُکَرَّمُ

۱۱- مَلآنُ اِیْمَـانًـا یُـجَلُّ وَحِكْمَةً	یَـدْعُـوْ بِهَـا یَـا سَـعْـدَ مَـنْ یَـتَـقَدَّمُ
۱۲- لِاِجَابَةِ الـدَّاعِی الـنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ	خَیْـرِ الْـوَرٰی عِـنْـدَ الْـعَظِیْـمِ مُعَظَّمُ
۱۳- صَـلّٰی عَلَیْهِ رَبُّهُ الْاَعْلٰی الَّذِیْ	صَـلّٰـی عَـلٰـی عَـبْـدٍ یُعَـزُّ وَیُكْـرَمُ
۱۴- وَعَـلَـی الْاَكَارِمِ : آلِهٖ وَصَحَابِهٖ	أَزْكَـی الـسَّلَامِ یَعُـوْدُ اِذْ هُـوَ یُخْتَمُ

(۱) بہترین پانی بلااختلاف آبِ زم زم ہے سلسبیل نہیں اور آبِ کوثر سے متقدم ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی جنت کے پانیوں کو جانتے تھے اور فرماتے تھے "زم زم بہترین پانی ہے" تو تم سمجھو!

(۳) آبِ زم زم اور جہنم کی آگ ہمیشہ اس شخص کے پیٹ میں اکٹھے نہیں رہیں گے جو درحقیقت مسلمان ہے۔

(۴) آبِ زم زم سے خوب پیٹ بھر پینا نفاق کو دور کرتا ہے' بیماروں کو شفا دیتا ہے۔ کھانے کی طرح بھوک مٹانے والا معلوم ہے۔

(۵) برکتوں والا کنواں' پاکیزہ کنواں' بھوک مٹانے والا' ام العیال اور زم زم

(۶) اسی طرح سیراب کر کے پیاس مٹانے والا' ھمزہ' مضنونہ اور ابرار کا مشروب اس کے ساتھ ہی ترجمہ کیا جاتا ہے۔

(۷) خوب پیٹ بھر کر پینا عبادت ہے' آنکھوں کی جلا اور گناہوں کو ختم کرتا ہے۔

(۸) حاجی صاحبان کو سیراب کرتا ہے کسی بھی خصلت کے ساتھ اس کی برائی نہیں ہو سکتی' تمام پانی ختم ہو جائیں گے لیکن آبِ زم زم ختم نہ ہو گا۔

(۹) آبِ زم زم کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے نکالا حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سیراب کرنے کے لئے ایسی جگہ سے کہ آپ نہ جانتی تھیں (کہ یہاں سے پانی نکل آئے گا)

(۱۰) زم زم کے پانی سے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح دھو کر اس کی جگہ لوٹا دیا اور آپ مکرم و معظم ہیں۔

(۱۱) یہ دل ایمان و حکمت سے بھرا ہوا ہے اسے عظمت عطا کی گئی' وہ اس کنویں کے

پاس۔

(۱۲) دعا مانگتا ہے اے وہ سعادت مند جو دعوت دینے والے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ یہ نبی مخلوق میں سے بہترین اور عظیم مولا کی بارگاہ میں معظم ہیں۔

(۱۳) آپ پر آپ کا ربِ اعلیٰ درود بھیجے جو معزز و مکرم بندے پر درود بھیجتا ہے۔

(۱۴) اور آپ کی آل واصحاب جوامت میں سب سے زیادہ کریم حضرات پر پاکیزہ ترین سلام ہوں اس لئے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں۔

(اس قصیدہ کو معزوۃ نے تحفۃ الراکع و الساجد ص ۶۱ پر ذکر کیا یہ قصیدہ ابن ناصر الدین ابوبکر بن زید الجراعی حنبلی کا ہے۔

تیسرے شعر میں شاعر نے ایک حدیث "لَایَجْتَمِعُ مَاءُ زَمْ زَمٍ وَنَارُ جَهَنَّمَ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ اَبَدًا" (آب زم زم اور جہنم کی آگ کسی بندہ کے پیٹ میں ہمیشہ جمع نہ ہو گی) کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ حدیث موضوع ہے اس کی سند میں مقاتل بن سلیمان کذاب (بہت جھوٹ بولنے والا) ہے اسی طرح فتنی کے تذکرۃ الموضوعات ص ۷۴ میں ہے الفوائد المجموعۃ' شوکانی ص ۱۱۲ بھی دیکھی جا سکتی ہے۔)

۸- حافظ مورخ نجم الدین بن فورکی عمر بن محمد' متوفی ۸۸۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب سلطان الملک الظاہر نے زم زم کے کنویں کی تعمیر کی وہ ۸۴۹ھ تھا جیسا کہ ان کے تذکرہ میں ہے (نشر الآس لوحۃ ۱۳۶)

۱- أَيَا زَمْــزَمَ الْخَيْــرَاتِ وَالــرِّيِّ وَالشِّـفَـا
وَبِــرَءَ الَّــذِيْ أَمْسَــى سَقِيْـمًـا عَـلٰى شَـفَـا

۲- وَيَــا خَيْــرَ مَـــاءٍ قَـدْ جَـرٰى مُتَـدَفِّقًـا
مِنَ الْبَيْــتِ وَالْاَرْكَــانِ وَالْـحَـجَـرِ وَالصَّفَـا

۳- لِفَضْـلِكَ قَـلْـبُ الْمُصْطَفٰى بِكَ غَسْلُهُ
وَنُـوْرُكَ مِـنْ قَـلْـبِ صَـفِـيِّ وَمُـصْـطَفٰى

۴- وَفِی جُنْدُبٍ لَمَّا اسْتَقَی بِکَ آیَةٌ
بِتَعْکِیْنِ بَطْنٍ مِنْهُ فِی شِدَّةِ الْعَفَا

۵- بَنِیَّةِ صِدْقٍ مَا شُرِبَتْ لِحَاجَةٍ
اِلَّا أَتَتْ حَتْمًا وَجَاءَ بِهَا الْوَفَا

۶- وَیَا وَاصِفًا مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَضْلَهٗ
نَبِیُّ الْهُدٰی فِی وَصْفِهٖ مِنْکَ أَوْصَفَا

۷- شِفَاءٌ لِسُقْمٍ، بَلْ طَعَامٌ لِطَاعِمٍ
رَوَیْنَاهُ مَرْفُوْعًا لَنَا وَ مُعَرَّفًا

۸- شَرَابٌ لِأَبْرَارٍ، شَفَاءٌ لِمُدْنَفٍ
قِرَاءٌ لِنُسَّاکٍ، غَذَاءٌ لِمَنْ هَفَا

۹- وَیَا خَیْرَ بِیْرٍ أَنْتَ فِی الْأَرْضِ عِصْمَةٌ
لِمَنْ جَاءَ یَدْعُوْ أَوْ یُحَاوِلَ مَرْتِفَا

(۱) اے بھلائیوں، زیادہ نعمتوں، خوشحالی اور صحت وتندرستی کو جمع کرنے والے (زم زم) اور اے تندرستی اس شخص کی جو بیمار ہو اور شام کو (تیری برکت سے) شفایاب ہو جاتا ہے۔

(۲) اے خیر والے پانی، جو بیت اللہ، ارکان، حجر اور صفا پہاڑی کی جانب سے پھوٹ کر جاری ہوا ہے۔

(۳) یقیناً یہ تیری فضیلت ہے کہ قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے ساتھ دھویا گیا اور اس برگزیدہ اور صفا دل سے برکت عطا کر دی گئی۔

(۴) جندب کی ذات میں نشانی ہے جب وہ تجھ سے پیاس بجھاتے رہے کہ انتہائی شدت کی ہلاکت میں ان کے پیٹ کے بل ظاہر ہوئے (جیسے موٹاپے کی وجہ سے ہو) (جندب بن جنادہ ایک مشہور صحابی ابوذر غفاری کا نام ہے جن کا قصہ گزر چکا ہے کہ وہ آب زم زم تیس دن تک پیتے رہے نہ کھانا کھایا اور نہ کوئی اور مشروب میسر ہوا تو

وہ موٹے ہو گئے حتیٰ کہ ان کے پیٹ کے بل ظاہر ہو گئے اور العفا کا معنی ہے شدت ہلاکت' کیونکہ ان کے پاس کھانا پینا کچھ نہ تھا القاموس المحیط)

(۵) سچی نیت سے کسی حاجت کے لئے زم زم نہیں پیا گیا مگر وہ حاجت یقیناً پوری ہوئی اور وفا اسے لے آئی۔

(۶) اور اے آب زم زم کی فضیلت بیان کرنے والے اس کی تعریف و وصف بیان کرنے میں ہدایت والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر ہیں۔

(۷) بیمار کی تندرستی بلکہ کھانے کی طلب والے کے لئے کھانا ہے۔ اس حدیث کو ہم نے مرضوع اور معرف ومعروف روایت کیا ہے۔

(۸) ابرار کا مشروب' مدنف کی شفا' عبادت گزاروں اور حاجی حضرات کی میزبانی اور بھوکے کی غذا۔

(۹) اے خیر والے کنویں! زمین کے اندر تو اس شخص کے لئے حفاظت وعصمت کی جگہ ہے جو آئے دعا مانگے یا کسی پناہ اور امن کی جگہ کا متلاشی ہو۔

۹- شیخ خلیفہ بن ابی الفرج زمزمی نے نشر الآس (لوحۃ ۳۴ ب) میں کہا۔

ہمارے دادا علامہ برہان زمزمی' ابراہیم بن علی' متوفی ۸۶۴ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث شریف کی تضمین کرتے ہوئے کہا:

مَــاءُ زَمْ زَمَ فِيــــهِ لِلْاَ نَــامِ غَـذَا كَذَا دَوَاءٌ مِنَ الْاَمْـرَاضِ وَالْـعِلَلِ

فَهُـوَا لِشِّـفَاءُ لِاَسْقَامِیْ وَاِنْ كَثُرَتْ وَهُــوَا لُــقُــوْلُ سَيِّـدِ الـرُّسُــلِ

۱- آب زم زم میں مخلوق کے لئے غذائیت ہے اسی طرح بیماریوں اور تکلیفوں کے لئے دوا ہے۔

کہ یہ بیماروں کی شفا اگرچہ کثیر ہوں اور کھانا ہے کیونکہ سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

۱۰- شیخ احمد بن محمد مصری (ولادت ۸۳۷ھ) نے فرمایا۔

۱ - شَـفَيْـتَ يَـا زَمْـزَمَ دَاءَ السَّقِيـمْ فَـأَنْـتَ أُصْـفـٰی مَـا تَعَاطِی الْحَكِيمْ

۲- وَكَمْ رَضِيعٍ لَكَ أَشْوَاقُهُ إِلَيْكَ بَعْدَ الشَّيْبِ مِثْلُ الْفَطِيمِ

(۱) اے زم زم تو نے بیمار کی بیماری کو دور کر دیا کہ تو حکیم کی عطا سے زیادہ صفائی والا ہے۔

(۲) اور کتنے ہی تیرے دودھ پیتے بچے ہیں جن کے شوق تیری طرف متوجہ ہیں۔ بڑھاپے کے بعد وہ دودھ چھڑائے ہوئے بچے کی طرح ہیں۔

(پہلے شعر کے آخر میں اصل کے اندر حکیم کی جگہ ندیم ہے۔ اس کا معنی مجھے اچھا نہیں لگا اس لئے میں نے اسے بدل دیا۔ نشر الآس لوحۃ ۳۴ب۔ ۳۵أ)

(۳) اور انہی کا ایک شعر ہے (نشر الآس لو ۳۴ ب۔ ۳۵أ)

وَزَمْ زَمُ فَاقَتْ كُلُّ مَاءٍ بِطِيبِهَا

وَلَوْ أَنَّ مَاءَ النِّيلِ يَجْرِىْ عَلَى الْمِسْكِ

اپنی ذاتی خوبی کی بنا پر آبِ زم زم ہر پانی پر فوقیت رکھتا ہے۔ جیسے کہ نیل دریا کا پانی کستوری کے اوپر بہہ رہا ہو۔

۱۱- امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''ساجعۃ الحرمین'' (مخطوطہ) میں شعر لکھے۔

۱- غَنِمْنَا عِنْدَ بَيْتِ اللهِ عَيْشًا وَطِبْنَا فِىْ مَقَامٍ هُنَا أَمِيْن

۲- وَدَارَ بِمَاءِ زَمْ زَمَ لِىْ تَذَكُّر'' فَطَافَ لَنَا بِكَاسٍ مِّنْ مَّعِيْن

(۱) ہم نے بیت اللہ شریف کے پاس عیش زندگی مفت پایا اور خوشگوار، امن والی جگہ میں ہم خوش ہوئے۔

(۲) آبِ زم زم کے ساتھ میری یاد نے چکر لگایا اور پانی کے پیالے نے ہمارا طواف کیا۔

۱۲- امام حافظ مفسر ابن علان صدیقی مکی متوفی ۱۰۵۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے آبِ زم زم کے ذائقہ کے بارے اشعار ہیں۔ (خلاصۃ الاثر، محبی ۴/ ۱۸۸)

۱- وَ زَمْزَمُ قَالُوْا فِيْهِ بَعْضُ مُلُوْحَةٍ وَمِنْهُ مِيَاهُ الْعَيْنِ أَحْلَى وَأَمْلَحُ

۲- فَقُلْتُ لَهُمْ : قَلْبِیْ یَرَاهَا مَلاَحَةً فَلاَ بَرِحَتْ تَحْلُوْ لِقَلْبِیْ وَتَمْلَحُ

(۱) لوگ کہتے ہیں کہ زم زم میں نمکیات ہیں اور اس سے چشمے کا پانی زیادہ میٹھا اور پسندیدہ ہے۔

(۲) تو میں انہیں کہتا ہوں میرے دل نے اسے پسندیدہ پایا تو وہ ہمیشہ میرے دل کے لئے میٹھا اور پسندیدہ ہے۔

۱۳- محمد بن عبداللہ حسینی مولوی المعروف کبریت متوفی ۱۰۷۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار ہیں۔ (رحلۃ الشتاء والصیف ص ۲۴۵)

۱- أُکْرِمْ بِزَمْزَمَ اِذْ غَدَا مُتَفَجِّرًا بِمَعِیْنِ مَاءٍ لِلْمَفَاسِدِ یُصْلِحُ

۲- حَاوِیُ الْمَلاَحَةِ وَالْعُذُوْبَةِ وَالشِّفَا فَلِذَاکَ یَحْلُوْ لِلْقُلُوْبِ وَیَمْلَحُ

(۱) آبِ زم زم کی عزت کر اس لئے کہ جب سے وہ پانی کے چشمہ سے پھوٹا ہے مفاسد (بیماریوں) کی اصلاح کر رہا ہے۔

(۲) ملاحت، مٹھاس اور شفا اس کے اندر موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دلوں کے لئے میٹھا اور پسندیدہ ہے۔

۱۴- شیخ احمد بن یوسف قرشی زبیری مصری کے اشعار العقد الثمین میں ہیں۔

۱- أَلاَ لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ أَعُوْدُ لِمَکَّةَ أَطُوْفُ بَیْتَ اللهِ وَالرُّکْنِ وَالْحَجَرِ

۲- وَأَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ الشِّفَاءِ بِزَمْزَمَ لِیُطْفِیْ لَهِیْبًا فِیْ فُؤَادِیْ کَالْجَمَرِ

(۱) ہاں خبردار! کاش مجھے علم ہوتا کیا میں مکہ کی طرف لوٹ کر جاؤں گا۔ بیت اللہ، رکن اور حجر کا طواف کروں گا۔

(۲) اور میں آبِ شفا زم زم سے پیوں گا تاکہ میرے دل کے اندر چنگاروں کی طرح شعلوں کو بجھا دے۔

۱۵- قاضی جمال الدین مالکی کے اشعار جو العقد الثمین میں منقول ہیں (نشر الآس ص ۳۵ ب اور میں نے فاسی کی العقد الثمین میں راہ نہ پائی کہ وہ اسے چاہتا ہو)

۱- لاَزِمْ طَوَافَ الْبَیْتِ یَا هٰذَا وَکُنْ مُسْتَکْثِرًا مِنْهُ وَمِنْ لَثْمِ الْحَجَرِ

۲- وَاشْرَبْ شَرَاباً صَافِيًا مِنْ زَمْزَمَ تَشْفِیْ بِهٖ مِنْ كُلِّ دَاءٍ أَوْ كَدَرٍ

۳- وَارْكَعْ إِذَا خَلْفَ الْمَقَامِ تَحِيَّةً فَعَنِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى هٰذَا الْخَبَرِ

(۱) اے بندہ خدا! بیت اللہ شریف کا طواف لازمی اور کثرت سے کر اور حجر اسود کا بوسہ بھی کثرت سے لے (اگر کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر ممکن ہو ورنہ بوسہ لینے کے ثواب سے لوگوں کو تکلیف دینے کا گناہ زیادہ بڑا ہے۔ محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی)

(۲) اور صاف ستھرا آب زم زم کا مشروب پی کہ اس سے تجھے ہر بیماری اور تکلیف سے شفا عطا کر دی جائے گی۔

(۳) پھر (طواف کے بعد) مقام ابراہیم کے پاس تحیۃ (شکرانہ کے طور پر) نماز ادا کر کہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے۔

۱۶- شیخ عیسیٰ بن عبدالعزیز کے اشعار (ساجعۃ الحرمین' امام سیوطی (مخطوطہ) اور نشر الآس (مخطوطہ ۱۳۳) میں ہیں۔

۱- وَ زَمْزَمُ وَالْحَجَرُ فِيْنَا فَهَلْ لَكُمْ مَكْرُمَاتٌ كَمَا قَدْ لَنَا؟

۲- وَ زَمْزَمُ طَعْمٌ وَشُرْبٌ لِمَنْ أَرَادَ الطَّعَامَ وَفِيْهِ الشِّفَا

۳- وَزَمْزَمَ تَنْفِي هُمُوْمَ الصُّدُوْرِ وَزَمْزَمُ مِنْ كُلِّ سُقْمٍ دَوَا

۴- وَمَنْ جَاءَ زَمْزَمَ مِنْ جَائِعٍ إِذَا مَا تَضَلَّعَ مِنْهَا اكْتَفٰى

۵- وَفِيْنَا سَقَايَةُ عَمِّ الرَّسُوْلِ وَمِنْهَا النَّبِيُّ امْتَلَا وَارْتَوٰى

(۱) ہمارے درمیان آب زمزم اور حجر (کعبہ) ہیں تو کیا یہ تمہارے لئے اسی طرح کرم و تعظیم کا سبب ہیں جس طرح ہمارے لئے ہیں۔

(۲) زم زم کھانا اور مشروب ہے اس شخص کے لئے جو اسے پیتے وقت کھانے کا ارادہ فرما لے اور اس میں شفا ہے۔

(۳) اور زم زم دلوں کے غموں کو دور کرتا ہے۔ زم زم ہی بیماری کی دوا ہے۔

(۴) اور جب کوئی بھوکا زم زم کے پاس آ کر خوب سیر ہو کر پی لے تو یہ اس کے لئے کافی ہے۔

(۵) اور ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا (سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پانی پلانے کی ڈیوٹی اور ذمہ داری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پیٹ بھر کر پیا اور پیاس بجھائی۔

۱۷- کسی ایک شاعر نے کہا (نشر الآس ۳۴ب' قائل کا ذکر نہیں کیا گیا)

۱- طُوْبیٰ وَفَوْزٌ لِمَنْ فِيْ بَابِ سَيِّدِهٖ   يُمَرِّغُ الْخَدَّ لَا يَأْوِىْ اِلٰى أَحَدِ

۲- يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ مَشْغُوْلاً وَمُلْتَزِمًا   وَيَلْثِمُ الْحَجَرَ الْمَكْرُوْمَ بِالرَّصَدِ

۳- لَا الْجُوْعُ يَشْغَلُهٗ كَلَّا وَلَا ظَمَأٌ   فَاِنَّ زَمْزَمَ فِيْهَا الرِّيُّ لِلْكَبِدِ

(۱) خوشخبری اور کامیابی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے مالک کے دروازے پر اپنے رخسار ملتا ہے کسی اور سے پناہ نہیں لیتا۔

(۲) بیت اللہ شریف کے طواف کو لازم کر کے اس میں مشغول رہتا ہے اور عزت و احترام والے حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے جس کا بوسہ دینے والوں کی طرف سے انتظار ہوتا ہے۔

(۳) نہ بھوک اسے اس سے دور کرتی ہے اور نہ ہی پیاس اس لئے کہ آب زم زم میں معدہ کے لئے سیرابی ہے۔

۱۸- یہ خوشگوار اشعار آب زمزم کی تعریف میں استاذ شاعر محمد ضیاء الدین صابونی حلبی (شاعر طیبہ) کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ آپ زم زم کے عنوان سے فرماتے ہیں۔

زم زم

۱- وَزَمْزَمُ مَاؤُهَا عَذْبٌ فُرَاتٌ   تَرٰى فِيْهَا الشِّفَاءَ وَخَيْرَ طِبِّ

۲- وَكَمْ نَهِلَتْ عَلٰى ظَمَأٍ قُلُوْبٌ   وَكَمْ هَنِئَتْ بِهَا مِنْ دُوْنِ رَيْبٍ !

۳- فَهَلْ لِيْ رَشْفَةٌ مِنْهَا قَرِيْبًا   أُدَاوِىْ مُهْجَتِيْ وَأُبِلُّ قَلْبِيْ

۴- فَلَا تَحْرِمْ اِلٰهِيْ مَنْ تَمَنّٰى   وَلَا تَمْنَعْ اِلٰهِيْ أَيَّ صَبِّ

۵- اِذَا مَا قُلْتُ : ذَا مَاءٌ قَرَاحٌ ... يَقُوْلُ السَّائِغُوْنَ : بَلٰى وَرَبِّىْ

۶- فَحَسْبِىْ جُرْعَةٌ اُطْفِىْ اُوَارِىْ ... وَاُنْقَعُ غُلَّتِىْ وَاُزِيْلُ كَرْبِىْ

(۱) زم زم کا پانی میٹھا اور شیریں ہے اس میں تو شفا اور بہترین علاج معالجہ دیکھے گا۔

(۲) کتنے ہی پیاسے دلوں نے (آب زم زم) پیا اور بلاشک کتنے ہی دل اس کے ذریعے خوشگوار ہوئے۔

(۳) کیا عنقریب مجھے ایک گھونٹ اس سے نصیب ہوگا کہ میں اپنے دل کی دوا کروں اور اسے تر کروں۔

(۴) اے اللہ! جو تمنا کرے اسے محروم نہ رکھ۔ اے اللہ! اپنی کسی بھی عطا کو (ہم سے) روک نہ رکھ۔

(۵) جب میں یہ کہتا ہوں وہ پانی آب زلال (خالص پانی) ہے تو خوشگوار (پینے والے) کہتے ہیں رب کی قسم کیوں نہیں (ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہا)

(۶) تو مجھے ایک گھونٹ ہی کافی جو میری پیاس کی شدت وحرارت کو بجھا کر میری سخت پیاس ختم کردے اور میں اپنی کرب ومصیبت کو زائل کرلوں۔

آپ ہی نے فرمایا

کیسا میٹھا پانی!

۱- مَا اَعْذَبَ الْمَاءَ مَا اَصْفٰى مَنَاهِلَهٗ ... فَمَاءُ (زَمْزَمَ) يَشْفِىْ كُلَّ ذِىْ سَقَمْ!

۲- وَقَدْ اَتَانَا حَدِيْثٌ فِىْ فَضَائِلِهَا ... وَعَنْ فَوَائِدِهَا مِنْ سَيِّدِ الْاُمَمِ

۳- اَطْعَامُ طُعْمٍ وَهٰذَا لَامِرَاءَ بِهٖ ... شِفَاءُ سُقْمٍ لِمَنْ يَشْكُوْ مِنَ الْاَلَمِ

۴- فَاشْرَبْ عَلَى الرِّيْقِ وَادْعُ اللهَ مُبْتَهِلًا ... يَشْفِيْكَ ، فَهُوَ جَوَّادٌ وَاسِعُ الْكَرَمِ

(۱) کیسا ہی میٹھا پانی ہے اس کے گھاٹ وچشمے کتنے صاف ستھرے ہیں۔ یہ آب زم زم ہر بیمار کو شفا دیتا ہے۔

(۲) اس کے فضائل میں اور اس کے فوائد کے متعلق سید الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ہمارے پاس حدیث آئی ہے۔

(۳) بلا اختلاف یہ آب زم زم طعام طعم ہے اور تکالیف کی شکایت کرنے والے کے لئے شفا سقم ہے۔

(۴) نہار منہ پی اور گڑگڑا کر زاری سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ وہ تجھے شفا دے گا کیونکہ وہ جواد (سخی) وسیع کرم والا ہے۔

آپ ہی کا کلام ہے اللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ آپ کی حفاظت فرمائے۔

۱- وزمزم ماؤها يطفي غليلي ويشفي كل ذي سقم عليل

۲-فان رمت الشفاء فاحرص عليها فما لك غير زمزم من سبيل

(۱) آب زم زم میری سخت پیاس کو بجھاتا ہے اور ہر بیماری والے مریض کو شفا دیتا ہے۔

(۲) اگر تجھے شفا کی ضرورت ہو تو اس پر تو حریص ہو جا کہ زم زم کے سوا تیرے لئے کوئی راستہ نہیں۔

۱۹- آب زم زم کی مدح میں اس اشعار کے سلسلہ کو میں فضیلۃ الشیخ شاعر کبیر محمد بدرالدین ادارہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے استاذ کے بہترین خوشگوار اشعار کے ساتھ ختم کر رہا ہوں۔

قصیدہ زم زم

۱- يَـا لَهَـا هَـاجَـرُ فِيْ اِيْمَانِهَا يَـا لَهَـا عَيْنٌ اَبَـتْ اَنْ تَـدْمَعَـا

۲- وحدها وَالطِّفْلُ فِيْ اَحْضَانِهَا وَصَدْى مِنْ زَوْجِهَا حِيْنَ دَعَا

۳- أُنْسُهَا بِاللهِ فِيْ ظَلْمَانِهَا وَحَوَالَيْهَا خُطَا لَنْ تَهْجَعَا

۴- يا خطا جبريل يسرى مُعْجَبَا يَحْمِلُ الْاَمْنَ اِلَيْهَا مُسْرِعَا

۵- وجنود الله ياتو حولها يتداعون اليها خشعا

۶- فامض يا جبريل واحفر زمزما وَارْوِ اِسْمَاعِيْلَ حَتّٰى يَشْبَعَا

۷- وَارْوِ أَجْيَالاً عِطَاشًا بَعْدَهُ مِنْ حَجِيجِ الْبَيْتِ كَأْسًا مُتْرَعَا

۸- إِنْ يَكُنْ مَاءً فَفِيهِ نَفْحَةٌ كَمْ أَثَارَتْ شَوْقَهُمْ وَالْأَدْمُعَا

۹- هَاهُنَا وِرْدٌ لِأَرْوَاحٍ غَدَتْ مِنْ حُمَيَّاهُ تَعَافُ الْمَضْجَعَا

۱۰- تَسْعَدُ الْأَرْوَاحُ مِنْ تَشْرَابِهِ وَتَرى الرَّيْحَانَ وَالرُّوحَ مَعًا

۱۱- آيَةُ الْإِيمَانِ رِيٌّ كَامِلٌ مِنْهُ حَتّٰى لَا تُلَاقِيْ مَوْضِعًا

۱- تعجب ہے کہ سیدہ ہاجرہ اپنے ایمان میں کس قدر مضبوط تھیں اور تعجب ہے اس آنکھ پر جس نے آنسو بہانے سے انکار کر دیا۔

۲- آپ تنہا تھیں اور بچہ آپ کی گود میں تھا آپ کے خاوند کی صدائے بازگشت تھی جب وہ دعا کر رہے تھے۔

۳- اللہ تعالیٰ سے آپ کی محبت دراں حالیکہ آپ مصیبتوں میں ہیں اور آپ کے قدم آپ کے اردگرد (بے چین) آرام نہ پاتے تھے۔

۴- کیا مبارک ہیں جبریل کے قدم جو آپ کی طرف تیزی سے امن اٹھائے ہوئے خوشی کے ساتھ چلے آتے ہیں۔

۵- اور اللہ تعالیٰ کے لشکر آپ کے گرد رات گزارتے ہیں آپ کی طرف پست آوازی سے متوجہ ہوتے ہیں۔

۶- اے جبریل! جا اور زم زم کھود اور اسماعیل کو سیراب کر حتیٰ کہ ان کی بھوک مٹ جائے۔

۷- اور بیت اللہ شریف کا حج کرنے والوں میں سے اسماعیل کے بعد پیاسے جیالوں کو پیالے بھر کر سیراب کر۔

۸- اگرچہ یہ پانی ہی ہے مگر اس میں ایک قسم کی خوشبو ہے جس نے کتنے ہی جیالوں کے شوقوں اور آنسوؤں کو بھڑکا دیا ہے۔

۹- یہاں پر کئی روحوں کا ورود ہے جو اس کی تیزی اور شدت خوشبو کی وجہ سے خوابگاہوں سے دور ہوگئی ہیں۔

۱۰- آب زم زم پینے سے روحیں سعادت مند ہو جاتی ہیں اور آرام و راحت، خوشبو و جان کو اکٹھا دیکھتی ہیں۔

۱۱- ایمان کی علامت آب زم زم کامل (پیاس بجھا کر) سیراب ہونا ہے حتیٰ کہ کسی اور جگہ جانے کی حاجت نہ رہے۔

مذکورہ بالا شاعر حفظہ اللہ ونفع بہ کے درج ذیل اشعار بھی ہیں۔

۱- یَا زَمْزَمَ الْخَیْرَ، وَالرُّوْحُ الْاَمِیْنُ أتٰی
یَشُقُّهَا عِنْدَ اِسْمَاعِیْلَ مُرْتَضَعًا

۲- کَأْسٌ مِنَ الْحُبِّ اَهْدَاهُ الْکَرِیْمُ اِلٰی
طِفْلِ الْخَلِیْلِ فَکَانَ الرِّیَّ وَالشِّبَعَا

۳- بُرْءُ السَّقَامِ بِهَا بِرُّ الطَّعَامِ بِهَا
رِیُّ الشَّرَابِ بِهَا فِیْ مَائِهَا اجْتَمَعَا

۴- اَغْنَتْ أبَا الذَّرِّ عَنْ رِیِّ لَیَالِیَهُ
وَاَسْمَنَتْهُ بِلاَ زَادٍ فَمَا جَزِعَا

۵- وَکَمْ سَقِیْمٍ رَأی فِیْ مَائِهَا فَرَجًا
لَمَّا تَنَاوَلَ مِنْ سَلْسَالِهَا جُرُعًا

۶- سُوْرٌ مِنَ الْخُلْدِ أبْقَاهُ الْکَرِیْمُ عَلٰی
مَرِّ الزَّمَانِ لِمَنْ لَبّٰی وَمَنْ خَشَعَا

۷- ضِیَافَةٌ مِنْهُ لِلرَّاجِیْنَ رَحْمَتَهُ
وَلاَ یُذَادُ الَّذِیْ فِیْ بِرِّهَا طَمِعَا

۸- کَذَاکَ یَرْوِی ابْنُ عَبَّاسٍ : لِمَا شُرِبَتْ
فَانْهَلْ بِهَا ثُمَّ سَلْ مَا شِئْتَ مُقْتَنِعَا

۱- خیر و برکت والا زم زم کیسا عظمت والا ہے کہ روح امین آئے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام دودھ پیتے بچے کے پاس اسے انہوں نے شق فرمایا۔

۲- محبت کا جام کریم نے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچے کو عطا فرمایا جو پیاس بجھانے اور بھوک مٹانے والا ہے۔

۳- بیماروں کی تندرستی اس کے ساتھ' طعام کی اچھائی اس کے ساتھ' مشروب کی سیرابی اس کے ساتھ ہے اس کے پانی میں جمع ہے۔

۴- ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی راتوں کی سیراب سے آب زم زم نے بے نیاز کر دیا اور آپ کو موٹا کر دیا جبکہ آپ کے پاس کوئی کھانا وغیرہ نہ تھا اور آپ گھبرائے نہیں۔

۵- کتنے ہی بیماروں نے آب زم زم میں راحت و کشادگی پائی جب اس کی سبیل سے انہوں نے چلو بھر بھر کر پیئے۔

۶- جنت کا عمدہ پانی ہے باوجودیکہ کئی زمانے گزر گئے اللہ کریم نے اسے **لبیک اللھم لبیک** کہنے والوں اور زاری کرنے والوں کے لئے باقی رکھا۔

۷- اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھنے والوں کی مہمان نوازی اس سے ہوتی ہے اور جو کوئی اس کی بھلائی میں طمع کرتا ہے اسے دفع نہیں کیا جاتا۔

۸- اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لِمَا شُرِبَتْ روایت کی ہے لہٰذا تو اس کے خوشگوار گھونٹ پی اور قناعت کرتے ہوئے جو چاہے مانگ۔

الخاتمہ

اور آب زم زم کی فضیلت سے متعلق کتاب لکھنے کی اللہ تعالیٰ نے جو مجھے آسانی عطا فرمائی اسے میں یہاں پورا کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر اس پر جس کے ساتھ اس نے فضل فرمایا اور انعام عطا کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد و ثنا ہے اس کی عطا کردہ آسانی پر اور اس پر میری جو اس نے مدد و معاونت فرمائی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے میری یہ دعا ہے کہ وہ اپنی نعمتیں اپنے فضل سے ہم پر پوری طرح عطا فرمائے۔ ہم پر احسان فرمائے اور دنیا و آخرت میں قبولیت کے ساتھ فضل فرمائے اور اسے خالص اپنی ذات کریم کے لئے بنائے' اس کے صدقہ آنے والے دن مجھے نفع عطا کرے۔

وصلى الله تعالىٰ علىٰ سيدنا محمد و علىٰ آلهٖ وصحبهٖ وسلم تسليماً كثيراً والحمد لله رب العالمين.

ترجمہ
محمد یلیین قادری شطاری ضیائی
مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری
کامونکی

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۴ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق جس میں حدیث مشہور "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" کے حال سے متعلق ایک سوال کا جواب ہے ہم اس کا نام رکھتے ہیں۔

ضمیمہ

فضل ماءِ زم زم

تحقیق

سائد بن محمد یحییٰ بکداش

ترجمہ

محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی

۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء بروز جمعرات شروع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ' وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْمِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طٰہٰ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّا بَعْدُ!

میری پرلطف گفتگو کا ایک حصہ یہ ہے جس میں مشہور حدیث (مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ) کے حال سے متعلق جواب ہے۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ رحمہ اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہوئے اس حدیث کے طرق سے متعلق بحث کرتے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس حدیث کے طرق کو جمع کرنے سے حفاظ کے نزدیک اس حدیث کا مقام یہ ہے کہ اس سے استدلال کرنا اور اسے دلیل و حجت بنانا درست ہے۔

اس جزء کا مخطوطہ مصری دارالکتب میں ایک مجموعہ کے ضمن میں ہے جس کا نمبر ۱۴۴ ہے۔ اس مخطوطہ کے سات ورق ہیں۔ ٹائٹل صفحہ سمیت ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں۔ ہر سطر میں تقریباً دس کلمات ہیں جبکہ صفحہ کا حجم چھوٹا ہے۔ اس کا خط پڑھا جاتا ہے۔ اس کے آخر میں تاریخ تحریر درج نہیں ہے لیکن اس کے خط سے قدم (پرانا ہونا) ظاہر ہو رہا ہے۔ اس جزء کے آخر میں کچھ ایسی تحریر و معلومات ہیں جن سے نتیجتاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل سے مقابلہ ہو چکا ہے اور آخر میں ہی بعض تختیوں پر تصحیحات ہیں۔

اس مخطوطہ کی فوٹو کاپی جناب محترم ڈاکٹر شیخ عبدالقیوم عبدرب النبی حفظہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیۃ نے عطا کی۔ آپ مرکز احیاء التراث الاسلامی جامعہ ام القری میں محقق (ریسرچ

سکالر) ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں میری طرف سے ہر طرح کی خیر کی جزا عطا فرمائے۔

میں آب زم زم سے متعلق لکھ رہا تھا تو میرا ارادہ تھا کہ میں اس جزء کو اپنی کتاب کے ساتھ نشر کروں گا کیونکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی بہت اہمیت ہے اور اس لئے بھی کہ اس کا نفع عام ہو جائے۔

پھر مجھے اس جزء کا چھپا ہوا نسخہ موصول ہوا جس کے چھوٹی تختی کے ۲۳ صفحات تھے۔ (اس جگہ کتاب میں ۲۳ لکھا ہے مگر جدول وغیرہ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳ نہیں بلکہ ۴۲ ہے جو سہواً ۲۳ لکھ دیا گیا ہے۔ محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی)

اسے موسسہ قرطبہ نے نشر کیا، تحقیق و تعلیق محمد خلیفہ گیلانی کی تھی۔ اس نے اس جزء کی تخریج میں مصری دارالکتب کے اسی نسخہ کو بنیاد بنایا جس کا پہلے ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ اس مطبوعہ نسخہ کا میں نے اصل مخطوطہ سے مقابلہ کیا تو اسے عبارت کے چھوڑنے اور عجیب و غریب تحریفات (کی غلطیوں) سے بھرا ہوا پایا۔ تحریف اور چھوڑی ہوئی عبارات کو جمع کریں تو ۳۱ غلطیاں ہیں جبکہ رسالہ انتہائی چھوٹا سا ہے۔

انتہائی عجیب اور لطیف اور نادر ترین بات وہ ہے جو اس نے مطبوعہ کتاب کے صفحہ ۳۰ پر لکھی۔ یعنی (لان ذلک لیس عندالائمة الحدیث' علی و سفیان و احمد بل المدار ......) جبکہ درست اور صحیح عبارت جیسا کہ اصل مخطوطہ سے واضح ہے یہ درج ذیل ہے (...... ائمة الحدیث علی سنن واحد' بل المدار ......)

اس عبارت میں اس نے (علی سنن واحد) میں لفظ (علی) کی یا کے نیچے دو نقطے لگا دیئے ہیں اسی طرح اسے (علي) بنا دیا اور (سنن) کو (سفیان) بنا دیا اور علی اور سفیان کے درمیان اپنی طرف سے واو عطف ٹھوک دی' اسی طرح (واحد) میں واوَ کو واوَ عطف بنا دیا اور واحد کے الف کو ہمزہ بنا کر حا کے بعد میم زیادہ کر دی اس طرح وہ اس کے نزدیک (واحمد) ہو گیا۔

ذیل میں ایک جدول ہے جس میں اس کی چھوڑی ہوئی اور بدلی ہوئی عبارات کی تفصیل ہے تا کہ معاملہ واضح ہو اور یہ چھوڑی ہوئی اور بدلی ہوئی عبارتیں اصل مخطوطہ

میں اسی طرح درست موجود ہیں جس اصل سے محقق نے اس جزء کونشر کیا ہے۔

غلطی نمبر	صفحہ	سطر	غلط عبارت	درست عبارت
۱-	۱۹	نیچے سے پانچویں	یلزم	یلازم
۲-	۲۰	پہلا حاشیہ	محقق نے پہلے حاشیہ میں لکھا کہ اصل میں ابن السبکی ہے اور یہ غلط ہے' درست وہ ہے جو ہم نے ثابت کیا کیونکہ وہ والد ہے	اس حاشیہ کی ضرورت نہیں کیونکہ اصل مخطوطہ میں السبکی ہے اور محقق نے سمجھا کہ تقی الدین کا ین جو ہے یہ بن ہے کہ لہٰذا اس نے جو لکھنا تھا لکھ دیا۔
۳-	۲۱	۲	جابر بن عبداللہ یقول	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما یقول
۴-	۲۱	۵	احداھا	احداھما
۵-	۲۱	۷	بذلک	بذاک
۶-	۲۱	آخر دو سطروں کا	انہ ذکرہ فی الثقات الاثبات علی انہ آخر	انہ ذکرہ فی الثقات' وقال یخطئ' ولم یذکرہ ابن حبان فی الثقات الا بناء علی انہ آخر یہاں عبارت حذف بھی ہے اور الا بناء کو الاثبات بنا دیا ہے۔
۷-	۲۳	۹	فی مسندہ	فی مسند جابر من مسندہ
۸-	۲۵	نیچے سے دوسری	إطلاق	با طلاق
۹-	۲۶	۴	رضی اللہ عنہ	رضی اللہ عنہما
۱۰-	۲۷	نیچے سے دوسری	لیشبعک	لشبعک
۱۱-	۲۷	نیچے سے چوتھی	الکلام الذہبی	الکلام ھوالذھبی
۱۲-	۲۹	۵	بالرأیٔ فیکون	بالرأیٔ ای فیکون
۱۳-	۲۹	نیچے سے دوسری	رواہ	اخرجہ
۱۴-	۳۰	۱	ھذا ھو	وھذا ھو
۱۵-	۳۰	۱	ولاعبرۃ بمن	ولاعبرۃ بقول من
۱۶-	۳۰	۲	علی وسفیان واحمد	علی سنن واحد

۱۷-	۳۰	۹' حاشیہ ۱	لمن یروبھا اور اس نے حاشیہ میں لکھا ہے (۱) میں سمجھتا ہوں کہ لم زائدہ ہے کیونکہ وہ معنیٰ کو فاسد کرتا ہے جیسا کہ میری رائے ہے۔	لمن لم یروبھا اور یہ ہی درست ہے واللہ اعلم
۱۸-	۳۱	نیچے سے تیسری	القیسي	الفاسی
۱۹-	۳۲	نیچے سے پانچویں	صاحبنا مع	صاحبنا تقی الدین مع
۲۰-	۳۳	۲	ذکرہ ابن الجوزی	ذکر فی کذا ابن الجوزی۔ محقق نے فی ساقط کر دیا اسی طرح بیاض جس کے اوپر کذا لکھا ہے کو بھی ساقط کر کے کلام ملا دیا گویا یہاں کوئی عبارت نہ تھی۔ بیاض کی صورت اس کتاب کے صفحہ ۲۷۰ پر دیکھی جا سکتی ہے جس کا ترجمہ ہو رہا ہے۔
۲۱-	۳۴	۵	فی تصحیصہ اور اس لفظ پر اس نے حاشیہ لکھا (۱) کہ وہ لفظ غیر واضح ہے جو اصل میں ہے جو ہم نے ثابت کیا شاید درست ہو	فی کتاب حالانکہ یہ لفظ اصل میں واضح ہے
۲۲-	۳۸	۱	یقضي حاجتہ	یقضي فیہ حاجتہ
۲۳-	۳۸	نیچے سے ۴	الموال	الموالی
۲۴-	۳۹	۵	ولا یعرف ان احدا	ولا نعرف احدا
۲۵-	۳۹	۹' ۱۲	الموال	الموالی
۲۶-	۳۹	آخری سے پہلے	بعبد اللہ	بعبد الرحمن
۲۷-	۴۱	۸	الموال	الموالی
۲۸-	۴۱	۱۰	ابن الموال	ابن ابی الموالی
۲۹-	۴۱	آخری سطر	الحدیث من	الحدیث المذکور من
۳۰-	۴۲	آخر سے پہلے	وھو حسبنا	وحسبنا اللہ

۳۱- محقق نے اس جزء کے آخری تین کلمات کو ساقط کر دیا ہے جہاں اس نے کتاب کو ونعم

النصیر پر ختم کیا حالانکہ اصل میں (ونعم النصیر' والحمد للہ وحدہ) ہے۔

جب میں نے یہ ساقط شدہ اور تحریف شدہ عبارات دیکھیں تو مجھ پر واجب ہو گیا کہ میں اسے بیان کروں تا کہ خیر خواہی اور علم کا حق ادا ہو۔اس وقت میرے نزدیک اس جزء کو نئے انداز سے نشر کرنا زیادہ ضروری ہو گیا تا کہ درستگی کے زیادہ قریب جو صورت ہے وہ واضح ہو۔

میں نے اس جزء کی صحیح صورتحال کو واضح و ثابت کرنے کی جستجو کی' حافظ ابن حجر کی نصوص کی تخریج یا تعلیق کے بغیر اسی رسالہ پر اقتصار کیا تا کہ اس کا حجم نہ بڑھ جائے اور جو شخص نصوص کی طرف رجوع کا ارادہ فرمائے اسے ان کی واقفیت پر آسانی ہو۔

اور میں نے حافظ ابن حجر کی فیض رسانی اور شہرت کی وجہ سے ان کے حالات بیان نہیں کئے۔

جزء کی نسبت

البتہ حافظ ابن حجر کی اس جزء کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے خود فتح الباری ۳/۴۹۳ میں اس کا ذکر فرمایا جہاں آپ نے "مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" کے متعلق گفتگو کی فرمایا اس مسئلہ میں میں نے ایک جزء لکھی ہے۔

نیز اپنی کتاب ''النکت علی ابن الصلاح ۱/۴۷'' میں اس کا ذکر اسی حدیث کے تحت کیا اور فرمایا کہ اسے میں نے اس کے طرق کے ساتھ اور اس پر کلام کے ساتھ ایک جزء مفرد میں بیان کر دیا اور اس کی تلخیص (خلاصہ) کتاب المدرج میں کر دیا ہے۔

اور اس کے اکثر حصہ کی تلخیص آپ کے شاگرد علامہ فقیہ اصولی محدث کمال ابن ہمام محمد بن عبدالاحد سیواسی متوفی ۸۶۱ء رحمہ اللہ تعالی نے ''فتح القدیر للعاجز الفقیر'' میں بیان کر دی آپ نے اس کتاب میں امام مرغینانی کی کتاب ہدایہ کی شرح فرمائی۔ یہ کتاب احناف کی مشہور ترین کتب میں سے ہے۔

فتح القدیر ۲/۴۰۰ میں آپ نے ''ہمارے شیخ قاضی القضاۃ شہاب الدین عسقلانی شافعی نے ''کہا'' کہہ کر فرمایا (اور اس بات کا شمار نہیں ہو سکتا کہ کتنے آئمہ نے پانی

پیا......) یہ فصل جس مضمون پر مشتمل ہے وہ سب اکثر حصہ آپ کے کلام سے ہے) اھ

اس جزء کا ذکر ابن حجر کی طرف منسوب کرتے ہوئے ایک سے زیادہ ائمہ نے کیا ہے۔ ان میں سے ایک ابن حجر کے شاگرد حافظ سخاوی نے مقاصد حسنہ ص ۳۵۹ میں ذکر کیا اسی طرح الجواہر والدرر ۲/۶۷۴ میں ذکر کیا اور اس کا نام (طرق حدیث ماءُ زَمْ زَمْ لِمَا شُرِبَ لَهٗ) رکھا اور امام سیوطی نے حاوی ۱/۳۵۳ میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر کی اس جزء کے ساتھ مجھ پر ادباً واجب تھا اور اس کا حق یہ تھا کہ اس کو میں ترتیب میں اس پر مقدم رکھتا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے زم زم سے متعلق لکھنا میرے لئے آسان فرمایا لیکن چونکہ یہ ایک چھوٹی سی کتاب تھی اس حدیث کے مرتبہ سے متعلق کلام پر ہی مشتمل تھی تو میں نے اسے اپنی کتاب کا خوبصورت خاتمہ اور مسک ختام (کستوری) بنایا جس کے ساتھ زم زم سے متعلق حدیث کو میں معطر کر رہا ہوں۔

اور آخر میں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اس شرعی علم شریف اور اپنے دین حنیف کی خدمت کی توفیق اس طرح اخلاص اور قبول کے ساتھ دے جسے وہ پسند فرمائے اور ہمیں روکے اور اپنی توفیق سے خطا ولغزش سے محفوظ رکھے بے شک وہ اکرم الاکرمین ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

سائد بکداش، مکہ مکرمہ

۲۰ رمضان ۱۴۱۳ھ

ترجمہ: محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی

جامع مسجد حیدری کاموںکی

۳۰-۱۲-۲۰۰۱ء اتوار ۱۴/ ۱۴ شوال ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم

ملک العلماء الاعلام' خاتمۃ الحفاظ و المجتہدین' قاضی القضاۃ' شیخ الاسلام' امام حافظ علامہ شیخ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن حجر کنانی' عسقلانی مصری شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حدیث "مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ" کے متعلق اور پکے حفاظ حدیث کے نزدیک اس کے مرتبہ کو بیان کرنے کا سوال کیا گیا۔

السوال:

سائل نے کہا کہ ایک طالبعلم جو شیخ کمال الدین دمیری کے ساتھ رہنے والوں میں سے ہے نے ذکر کیا کہ اس نے شیخ کمال الدین دمیری سے پڑھاتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا حدیث "مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ" کو چار حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے۔

۱- شیخ حافظ ابوالفرج ابن جوزی

۲- شیخ حافظ شرف الدین دمیاطی

۳- شیخ حافظ تقی الدین ابن دقیق العید

۴- شیخ حافظ تقی الدین سُبکی' اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت سے سایہ فرمائے۔

کیا آپ ان علماء یا ان کے علاوہ کسی کی اس مسئلہ پر کلام سے واقف ہیں۔ اس پر کلام سے ہمیں سیر فرمایئے اور ہمیں فائدہ دیجئے' اللہ تعالیٰ آپ کو فائدہ دے آمین

الجواب:

آپ نے جواب دیا

الحمد للہ! اے اللہ اپنے اذن سے جس حق میں اختلاف کیا گیا ہے میری رہنمائی فرما!

حدیث مذکور اسی لفظ سے حدیث جابر سے اور ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے وارد ہوئی ہے اور حدیث جابر زیادہ مشہور ہے اور اپنے معنی کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن عمر بن خطاب اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے وارد ہوئی ہے۔

البتہ حدیث جابر اپنی سنن کے اندر حج کے بیان میں ابن ماجہ نے بیان فرمائی ہے اور آپ کے سوا صحاح ستہ والوں میں سے کسی نے اس حدیث کی تخریج نہیں فرمائی۔

(اصل میں یہی ہی عبارت ہے اور مطبوعہ میں اسی طرح جو درج ذیل ہے (کہ حدیث جابر کو اصحاب صحاح ستہ سے سوائے اس (ابن ماجہ) کے کسی نے تخریج نہیں کیا تو ابن ماجہ نے اپنی سنن کے حج میں ذکر کیا فرمایا حدثنا ......) تو میں نے اس (عبارت) میں کچھ تقدیم و تاخیر کر دی تاکہ کلام درست ہو۔)

(ابن ماجہ) نے کہا۔

ہم سے ہشام بن عمار نے بیان کیا انہوں نے فرمایا۔

ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا عبداللہ بن مول نے کہا کہ اس نے ابوزبیر کو سنا وہ فرما رہے تھے میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ

آب زم زم جس ارادہ سے پیا جائے اسی کے لئے ہے۔

اس سند میں دو علتیں (خرابیاں) ہیں۔

پہلی علت

ایک: تو عبداللہ بن مول کا ضعف ہے۔

انہیں نسائی اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے اور ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا کہ وہ قوی نہیں۔

احمد نے کہا یہ نہیں ہے اور ایک مرتبہ فرمایا اس کی احادیث منکر ہیں اور علی بن حسین

بن جنید نے کہا کہ وہ متروک کے مشابہ ہے۔ اس کے بارے ابن معین کا قول مختلف ہے۔ ایک بار کہا ضعیف ہے اور ایک بار کہا اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں اس کی (احادیث) منکر ہیں اور ایک بار کہا وہ صالح الحدیث ہے۔

اور ابن عدی نے فرمایا اس کی احادیث پر ضعف واضح ہے۔

ابن سعد نے کہا ثقہ ہے اسی طرح ابن نمیر نے کہا (اصل میں یہ عبارت ہے اور مطبوع میں اسی طرح ہے اس نے نقل کیا اور درست وہ ہے جو ہم نے ثابت کیا' جیسا کہ تہذیب التہذیب ۴۶/۶ میں ہے)

عقیلی نے کہا اس کی اکثر احادیث کی اتباع نہیں کی جاتی۔

مزی نے ابن حبان سے نقل کیا کہ اس نے اسے) عبداللہ بن مول) کو ثقہ لوگوں میں ذکر کیا ہے اور کہا وہ خطا کرتا ہے حالانکہ ابن حبان نے اسے ثقہ لوگوں میں ذکر نہیں کیا مگر بناء اس بات پر ہے کہ وہ کوئی اور ہے ورنہ اس کا ذکر ضعیف حضرات میں مفقود ہو گیا تو فرمایا جب یہ روایت میں منفرد (اکیلا) ہو تو اس کی حدیث سے دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے۔

اور جسے ثقہ لوگوں میں ذکر کیا گیا ہے وہ عبداللہ بن مول عطا سے راوی ہے اور اس سے منصور بن سقیر ہے اور یہ ابوزبیر مکی کا ساتھی جس سے ابن مبارک نے روایت کی ہے وہ ضعیف ہے بات ختم ہوئی۔

اور ابن حبان کی رائے عبداللہ بن مول کو دو بنانے میں درست نہیں بلکہ وہ ایک ہے مکی ہے۔ اس نے عطاء' ابوزبیر' ابن ابی ملیکہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔

اہل حجاز میں سے اس سے امام شافعی اور ابن جریج نے روایت کی اور وہ اس کے ہم عصر ہیں اور ان سے معن بن عیسیٰ بھی راوی ہیں۔ اہل شام میں سے ولید بن مسلم ہے۔ اہل کوفہ میں سے زید بن حباب' عقدی' فھد بن عبدالرحیم اور ابونعیم راوی ہیں۔ اہل خراسان میں سے عبداللہ بن مبارک حسین بن ولید اور مذکورین کے علاوہ دیگر حضرات' تو وہ مشہور شخص ہے اس پر جھوٹ کی تہمت نہیں ہے۔

ابن عبداللہ نے فرمایا وہ کمزور (خراب) حافظے والا تھا۔ ہم اس میں ایسی کوئی بات

نہیں جانتے جس سے اس کی عدالت ساقط ہو۔

اس لئے وہ اسی حیثیت کے ساتھ ان حضرات میں سے ہے جن کی حدیث معتبر ہے اور جب وہ حدیث جسے یہ روایت کرے کسی اور طریق سے آئے اس کی روایت کو پکا کر دیتی ہے اور یہ حدیث ترمذی اور ان کے اتباع کرنے والوں کے نزدیک حسن ہو جاتی ہے۔

دوسری علت

ولید بن مسلم کا عبداللہ بن موئل سے روایت کرنا جس میں حدیث کے بیان کرنے کی صراحت نہیں ہے اور ولید تدلیس وتسویہ کرتا ہے (محدثین کے نزدیک تدلیس یہ ہے کہ روایت حدیث بیان کرنے والا اپنے اس شیخ کا ذکر نہ کرے جس سے اس نے حدیث سنی ہو بلکہ اس سے اوپر والے شیخ کا ذکر کرے اور ایسے لفظوں سے کرے کہ سماع کا وہم پڑے اور تسویہ کا معنی ہے برابر کرنا، ہم مثل بنانا محدثین کی اصطلاح میں مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ اس نے خود کو اپنے شیخ کے برابر کر دیا۔اللہ جانتا ہے۔ ازمترجم محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی) اس لئے ولید کی حدیث کو اس وقت قبول نہیں کیا جاتا جب تک وہ اس میں اپنے اور اپنے شیخ کے لئے بیان حدیث کی صراحت نہ کرے لیکن یہ علت منتفی ہے یعنی اس علت کی نفی ہو جاتی ہے کیونکہ حدیث عبداللہ بن موئل سے ولید کی روایت کے بغیر معروف ہے۔امام احمد نے اپنی مسند سے مسند جابر میں اس کو ذکر فرمایا۔

فرمایا: عبداللہ بن ولید نے ہم سے بیان کیا۔ ان سے عبداللہ بن موئل نے ابی زبیر سے اور انہوں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَاءُ'' زَمْ زَمُ لِمَا شُرِبَ مِنْهُ (اصل میں (لہ) ہے اور وہ اصل مسند ۳/۲۷۲ اسی طریق سے لفظ (منہ) کے ساتھ ہے اور حافظ کی کلام اس کے بعد دلالت کرتی ہے کہ حدیث لفظ (منہ) کے ساتھ ہے۔)

فاکھی کے نزدیک اخبار مکہ میں دونوں لفظ مذکور ہیں۔ انہوں نے کہا محمد بن سلیمان

نے ہم سے بیان کیا اور کہا ہم سے زید بن حباب نے بیان فرمایا کہا ابن ابی بزہ نے ہم سے بیان کیا ان سے محمد بن حبیب آل باذان (اصل میں بالزباذان ہے اور میں نے وہ ثابت رکھا جو فاکھی کی تاریخ مکہ ۲/ ۲۷ میں ہے) کے مولٰی سے اکٹھے بیان کیا۔ عبداللہ بن موٴمل سے انہوں نے ابی الزبیر سے انہوں نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ"

ابن ابی بزہ نے اپنی روایت میں "اومنہ" کہا ہے۔

عمر بن شبہ نے کتاب مکہ میں معافی بن عمران اور ابی احمد زبیری کے طریقوں سے روایت کی۔ یہ دونوں عبداللہ بن موٴمل سے روایت کرتے ہیں۔

ابن عدی نے کامل میں عبداللہ بن موٴمل کے حالات میں اسے ذکر کیا اور یہ ذکر کیا کہ معن بن عیسٰی نے یہ حدیث اس سے روایت کی اور ان کی سند کو آگے بیان کر دیا۔

اسی طرح حکیم ترمذی نے معن کے طریق سے اس حدیث کو ذکر کیا۔

ابن عدی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ عبداللہ بن موٴمل اس حدیث میں منفرد نہیں۔ اسے عبدالرحمٰن بن مغیرہ نے حمزۃ زیات سے اور انہوں نے ابی زبیر سے انہوں نے جابر سے۔

اس حمزہ کے طریق کو ہم نے اوسط طبرانی میں روایت کیا۔ اس میں اس کے راوی نے خطا کی۔ بے شک وہ عبداللہ بن موٴمل ہے تو وہ اس کے ساتھ تنہا ہے اور سنن کبرٰی بیہقی کے نزدیک اس کا میں نے ایک اور طریق پایا۔ انہوں نے اسے ابراہیم بن طھمان کے طریق سے روایت کیا اور ابراہیم بن طھمان نے ابی زبیر سے۔

کہا گیا کہ اس کا ایک راوی ہے جس پر عبداللہ بن موٴمل بھی مطلع ہے اسی وجہ سے بیہقی نے کہا کہ ابن موٴمل اس میں یکتا ہے۔

اکثر حافظوں کی تفرد (تنہا ہونے) کو مطلق رکھنے کی عادت جاری ہے۔ باوجودیکہ ان کی مراد اس میں ثقہ کا تفرد ہے اور عنقریب باقی کلام حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ پر ذکر کروں گا۔ صحیح اور کمزور ہونے میں اس حدیث کے مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے انشاء اللہ

تعالیٰ۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو دار قطنی نے سنن میں روایت کیا فرمایا۔ عمر بن حسن بن علی نے ہم سے بیان کیا ان سے محمد بن ہشام بن علی نے' ان سے محمد بن حبیب جارودی نے' ان سے سفیان بن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ' اِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِیْ بِهٖ شَفَاکَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهُ لِشَبْعِکَ اَشْبَعَکَ اللّٰهُ' وَاِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمْئِکَ قَطَعَهُ اللّٰهُ' هِیَ هَزَمَةُ جِبْرِیْلَ' وَسُقْیَا اللّٰهِ اِسْمَاعِیْلَ

آب زم زم جس نیت سے پیا جائے اسی کے لئے ہے اگر تو اسے شفا وصحت یابی کے لئے پیئے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کے ذریعہ شفا دے گا اگر تو اسے بھوک مٹانے کے لئے پیئے تو اللہ پاک تجھے سیر کر دے گا۔ اور اگر تو پیاس مٹانے کے لئے پیئے تو اللہ تعالیٰ اسے مٹا دے گا۔ یہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر قدم سے ظاہر ہونے والا اور سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاس مٹانے کے لئے اللہ پاک کی طرف سے مددگار ہے۔

اور ذہبی نے اس حدیث کو میزان میں دار قطنی کے شیخ عمر بن حسن کے حالات اسی حدیث کے تحت بیان کرتے ہوئے کہا عمر بن حسن اشنانی قاضی ابوحسن کو دار قطنی نے ضعیف کہا۔ یہ بھی روایت ان سے ہے کہ آپ نے انہیں کاذب کہا۔ اس کے لئے اس سے کئی آزمائشیں ہیں۔ دار قطنی نے کہا...... پھر اس حدیث کو بیان کر دیا۔

ذہبی نے کہا دار قطنی نے اس کی طرف سے خاموش رہ کر گناہ کیا ہے۔ اس لئے کہ اس سند سے وہ حدیث باطل ہے اسے ابن عیینہ نے کبھی بھی روایت نہیں کیا بلکہ جابر کی حدیث' عبداللہ بن مومل کی روایت سے معروف ومشہور ہے۔

قلت: (میں نے کہا) بلکہ مجھے ڈر ہے کہ اس کلام میں جس نے گناہ کیا وہ ذہبی ہی ہو کیونکہ اس نے ان کے بارے کلام کیا مگر درست راہ نہ چلے' اور دار قطنی اس سے بلند و بالا ہیں کہ ان کے بارے یہ کلام کیا جائے۔ عمر بن حسن اس حدیث کے ساتھ تنہا نہیں کہ

دارقطنی پر اس کے حال کو واضح کرنا لازم ہو اور ذہبی نے عمر بن حسن اور ابن عیینہ کے درمیان جو ہے اس کی پختگی اور ثقہ ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک عیب عمر میں منحصر ہے حالانکہ اس حدیث کی آفت عمر سے نہیں جیسا کہ عنقریب ہم بیان کر رہے ہیں۔

حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا ہے فرمایا ہم سے علی بن حمشاذ العدل نے (اصل میں یہ ہے' مطبوعہ میں اسی طرح معدل ہے اور درست عدل ہے اللہ خوب جانتا ہے جیسا کہ مستدرک ۱/۴۷۳ میں ہے۔ اسی طرح مستدرک ازہری مخطوطہ ج ۱ لوحہ ۲۱۸ میں ہے اور سیر اعلام النبلاء ۱۵/۳۹۸ وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے۔)

ان سے محمد بن ہشام نے اس حدیث کو بیان کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اگر جارودی سے سلامت ہو۔

تو یہ کلام اس شخص کا ہے جو ان لوگوں کے حالات سے متعارف ہے اور علی بن حمشاذ پکے لوگوں میں سے ہے اور حمشاذ کا تلفظ یوں ہے کہ حاء پر زبر ہے۔ اس کے بعد میم پر جزم ہے۔ علی بن حمشاذ کے شیخ محمد بن ہشام ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔ اگرچہ ابن قطان اور اس کی اتباع منذری نے کی دونوں نے کہا کہ یہ شخص معروف نہیں جبکہ حاکم صاحب اسے پہچانتے ہیں اس کے باوجود اس حدیث کے متصل اور مرفوع ہونے کی تصریح میں وہ اکیلے ہیں۔

البتہ جارودی کو خطیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ سچا ہے۔ میں کہتا ہوں وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا مگر ابن عیینہ سے وہ منفرد ہے۔ اس حدیث کے اتصال میں۔ اس جیسا جب تنہا ہو تو اسے حجت نہیں بنایا جاتا تو جب مخالفت کرے اس وقت اس کا حال کیا ہوگا؟ اسے حمیدی (اصل میں جھندی اس طرح ہے اور درست حمیدی ہے۔ واللہ اعلم۔ جہاں وہ ابن عیینہ سے راوی ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے اور تلخیص حبیر ۲/۶۸ میں حمیدی ہے)۔ نے' ابن عمر وغیرہ حفاظ نے ابن عیینہ سے اس نے ابن ابی نجیح سے اس نے مجاہد سے روایت کیا ہے اور وہ شخص اگرچہ اس کی مثل ہے رائے کے ساتھ اسے نہیں کہا جاتا یعنی تقدیراً یوں ہے کہ اگر مجاہد نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم تو وہ مرسل حدیث ہو گی۔

یہ ہی حدیث سعید بن منصور نے سنن میں سفیان بن عیینہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں عبدالجبار بن علاء سے' اس نے سفیان سے اس طرح اور اسی طرح عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں' فاکھی نے بھی عبدالرزاق کے طریق سے سفیان سے اسی طرح روایت کی ہے۔

اسی طرح ازرقی نے اپنی کتاب مکہ میں اپنے دادا سے انہوں نے ابن عیینہ سے اسی طرح بیان کی۔

یہ بات معتمد (یعنی اعتماد والی) ہے۔ اس شخص کی بات کا کوئی اعتبار نہیں جو کہے۔ حکم واصل کے لئے ہے کیونکہ یہ ائمہ حدیث کے نزدیک ایک ہی طریقہ پر نہیں ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک دارومدار مرد کے امین' حافظ' مشہور ومعروف ہونے پر ہے' معروف اس سے جس سے روایت کرے اور اس کے غیر سے۔

یہ سب کچھ یہاں پر جارودی سے پسندیدہ ہے کیونکہ وہ بصری ہیں ابن عیینہ سے انہیں بہت زیادہ سماعت ہے تو اس شخص کی حدیث جس نے ابن عیینہ کی ملازمت کی ان کے شہر والوں میں سے بشرطیکہ وہ حفظ واتقان میں قوی ہو مقدم ہوتی ہے اس کی روایت پر جو ان کے شہر والوں میں سے نہیں اور نہ ان سے معمولی روایت سے زائد روایت کی اور حدیث میں زیادتی کے قبول کی شرط یہ ہے کہ بھول وخطا اس شخص کے قریب نہ پہنچے جو اسے روایت نہیں کرتا۔ (سمجھ میں یہ آتا ہے کہ ہو جو روایت کرتا ہے مگر الفاظ کا ترجمہ یوں ہی ہو رہا ہے۔ از مترجم محمد یسین قادری شطاری ضیائی)

ایک حدیث جسے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا اس کے بارے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی چھ یا سات نے مخالفت کی جو اس پر متفق ہوئے اور انہوں نے اس کلمہ کو زیادہ نہیں کیا اور حفظ میں کثیر تعداد کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔

جب یہ جائز ہے کہ یہ بات امام مالک کے حق میں کہی جائے تو جو ان سے حفظ و اتقان میں کئی درجے کم ہے اس کا کیا حال ہو گا؟ ابن عباس کی حدیث میں یہ ہی علت و

خرابی ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں منکر حدیث کا ضابطہ ذکر کرتے ہوئے کہا اور منکر کی علامت محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ وہ اپنی اکثر حدیثوں اور ان سے روایت کرنے میں زہری جیسے پر اعتماد کرے کہ وہ ان سے وہ بیان کرے جو ان میں سے کسی ایک کے پاس نہ ہو۔

ہم نے ابی بکر احمد بن مروان دینوری کی مجلس میں اس بارے ایک قصہ روایت کیا کہ ابن عیینہ نے اس حدیث کے صحیح ہونے کا فیصلہ کیا ہے لیکن اس کی سند کو بیان نہیں کیا وہ سند مہدی کی ابن عیینہ سے روایت کی ہے تو شاید انہوں نے اس روایت مرسلہ کی طرف اشارہ کیا ہو اور حدیث کے رجال کے ثقہ ہونے کی وجہ سے متن حدیث کے صحیح ہونے کا فیصلہ کیا ہو اور اس لئے بھی کہ حدیث ایک دوسرے طریق سے مروی ہے جیسا کہ محدثین کے درمیان مشہور ہے کہ جس حدیث کا راستہ سبیل یہ ہو وہ صحیح ہوتی ہے۔

حدیث عبداللہ بن عمر

البتہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن عاصی کی حدیث کا حال یہ ہے کہ ان دونوں کو ہمارے صاحب تقی الدین فاسی مالکی نے اپنی کتاب کبیر میں اخبار مکہ کے اندر ذکر کیا اور اپنی مختصر میں ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان دونوں کی سند کمزور ہے کہ ان دونوں کا اعتبار نہیں۔

حدیث معاویہ

اور معاویہ کی حدیث کو فاکھی نے ابن اسحاق کی روایت سے ذکر کیا۔ مجھے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ فرمایا

جب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا تو ہم نے ان کے ساتھ حج کیا تو جب بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں نماز ادا کی پھر زم زم کے پاس سے صفا کی طرف نکلتے ہوئے گزرے تو کہا۔ اے لڑکے! میرے لئے

اس (کنویں) سے ڈول نکال۔

تو اس نے کنویں سے ڈول اس کے لئے نکالا۔ ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے پیا اور سر اور چہرے پر انڈیلا اور آپ کہہ رہے تھے۔ زم زم شفا ہے اور یہ جس مقصد کے لئے پیا جائے اسی کے لئے ہے۔

یہ سند حسن ہے باوجودیکہ موقوف ہے اور اس حدیث کی جن اسناد پر مجھے واقفیت ہوئی ان سب سے احسن ہے اور اسے ہمارے صاحب تقی الدین نے باوجود اس کی سخت ضرورت و حاجت کے اسے ذکر نہیں کیا۔

جب یہ بات پکی ہوگئی۔ (اب یہ واضح ہوا) کہ اس حدیث کا مرتبہ و مقام حفاظ کے نزدیک ان تمام طرق کو جمع کر کے اس لائق ہے کہ اس سے استدلال اور حدیث کو دلیل بنایا جائے۔ جیسے ائمہ حدیث کے قواعد و ضوابط سے معروف و معلوم ہے۔

شیخ کمال الدین دمیری سے منقول

ناقل نے جو کچھ ان سے نقل کیا اسے ضبط نہیں کیا کیونکہ اس نے اسے اسی میں ذکر کیا (اسی انداز میں ابن الجوزی نے ذکر کیا) اصل میں ہے اور یہ بیاض میں نے جس کی تقدیر میں کوشش کی اسے ثابت رکھا اللہ پاک درست جانتا ہے۔) جس کو ابن جوزی سے صحیح کہا اور ہمارے صاحب تقی الدین نے اپنی کتاب مذکور میں ذکر کیا کہ ابن جوزی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ البتہ مجھے اس پر واقفیت نہیں ہوسکی۔ میں نے ابن جوزی کی کتاب کی طرف ''موضوعات'' اور ''علل'' میں رجوع کیا تو میں نے اس حدیث کو ان میں نہ پایا۔ ان کی ایک کتاب ہے جس کا نام انہوں نے ''تحریک القلب الساکن الی اشرف الاماکن'' (ساکن دل کو شریف ترین جگہ کی طرف حرکت دینا) ہے وہ اب میرے پاس نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ اسے انہوں نے ذکر کیا ہے یا نہیں۔ پھر میں نے رجوع کیا تو اس کا ذکر بغیر سند کے پایا اور انہوں نے صحابی کا ذکر کیا مگر اس کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کو بیان نہیں کیا۔

اور ان میں دمیاطی کا ذکر کیا اور حدیث جابر کے صحیح کرنے میں ان سے کلام واضح

نہیں ہے۔

ان میں ابن دقیق العید کو ذکر کیا اور اس کا کلام ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں واقع ہوا ہے۔ اس کے خلاف اس کا کلام ہے جس میں وہ ابوالحسن ابن القطان فاسی کا تابع ہے اور میلان اس کا حدیث مذکور کی ترجیح کی طرف ہے۔

ان میں سبکی کو ذکر کیا۔ کسی کتاب میں اس کے کلام پر مجھے معلومات نہیں ہوئیں۔ بلکہ شرح منہاج میں انہوں نے حدیث جابر کو ذکر کیا اور کہا کہ ابن مومل اس میں تنہا ہے اور ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

مذکور افراد کے علاوہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ہم نے ابی بکر دینوری کی مجالسہ میں ذکر کیا ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن نے ہم سے ان سے حمیدی نے حدیث بیان کی کہا۔ ہم سفیان بن عیینہ کے پاس تھے کہ انہوں نے ہم سے حدیث "مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" بیان کی تو ایک آدمی مجلس سے کھڑا ہوا۔ پھر لوٹ کر آیا تو اس نے کہا اے ابومحمد! کیا وہ حدیث جو تو نے ہم سے بیان کی زم زم کے بارے وہ صحیح نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں! (صحیح ہے) اس آدمی نے کہا تو بے شک میں آب زم زم سے پانی کا ڈول پیا اس نیت پر کہ آپ مجھے سو حدیث بیان کریں۔ تو سفیان نے اسے کہا بیٹھ تو وہ بیٹھ گیا پھر آپ نے اسے سو احادیث بیان فرمائیں۔ دینوری نے اس حکایت کو مجالسہ کی چوتھی جزء میں ذکر کیا۔

امام شافعی سے مشہور ہے کہ آپ نے آب زم زم (تیراندازی) کے لئے پیا پھر میں آپ دس میں سے نو تیروں میں درست نشانہ لگاتے

حاکم ابوعبداللہ نے حسن تصنیف وغیرہ کے لئے پیا تو اپنے زمانے کے سب سے بہترین مصنف ہوئے۔

ائمہ کرام نے جن امور کے لئے آب زم زم پیا اور ان کو پا لیا ان کا احاطہ وشمار نہیں ہو سکتا۔ حافظ زین الدین عراقی نے ذکر کیا کہ آپ نے کسی چیز کے لئے پانی زم زم پیا تو وہ آپ کو حاصل ہوگئی۔

اور میں نے ایک مرتبہ آب زم زم پیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جبکہ میں طلب حدیث کی ابتداء میں تھا کہ مجھے حفظ حدیث میں ذہبی جیسا مقام و حال عطا فرمائے' پھر میں نے تقریباً بیس سال کی مدت کے بعد حج کیا (اس وقت) میں اپنے دل میں اس مرتبہ سے زائد پاتا تھا' تو میں نے اس سے اعلیٰ رتبہ کا سوال کیا۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اس مرتبہ کو پاؤں گا۔

حکیم محمد بن علی ترمذی نے نوادر الاصول میں ذکر کیا کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی کہ وہ رات میں طواف کر رہے تھے۔ انہیں پیشاب کی سخت حاجت ہوئی' ڈرے اس بات سے کہ مسجد سے حاجت گاہ کی طرف نکلے تو کہیں ان کے قدم لوگوں کی گندگی سے بھر نہ جائیں جبکہ زمانہ حج تھا لہٰذا وہ زم زم کی طرف متوجہ ہوئے اس کے لئے زم زم پیا پھر طواف کی طرف لوٹ آئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے صبح تک پیشاب کا احساس نہ ہوا۔

شیخ زین الدین عراقی ابن صلاح کی علوم الحدیث کتاب پر نکات بیان کرتے ہوئے ذکر کیا کہ وہ مختار جس پر محدثین نے عمل کیا حدیث کے صحیح ہونے کا جواز ہے۔

اگرچہ متقدمین کی تصحیح اس کے بارے موجود نہ ہو۔ اس پر انہوں نے کئی طرح استدلال فرمایا۔

اس پر محدثین کے عمل کا استمرار' یہاں تک کہ فرمایا پھر اس طبقہ نے صحیح کہا جو اس کے قریب ہے اور حافظ شرف الدین دمیاطی نے حدیث جابر "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" کو مرفوعاً مجمع کردہ رسالہ میں صحیح قرار دیا۔ انہوں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی الموالی کی روایت محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وارد کی۔

اسی طریق سے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی' عبداللہ بن مومل کی روایت ابن المنکدر سے معروف ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کی اور نووی وغیرہ نے اسے اس وجہ سے ضعیف قرار دیا ہمارے شیخ نے فرمایا۔

ابن عباس کا طریق جابر کے طریق سے زیادہ صحیح ہے۔ ہمارے شیخ کی کلام مکمل ہوئی۔

اس کا کہنا: کہ ابن ماجہ نے یہ حدیث ابن مومل کے طریق سے، ابن مومل نے ابن منکدر سے روایت کی یہ وہم ہے اور ابن ماجہ نے ابن مومل اس نے ابی زبیر اس نے جابر کے طریق سے روایت کی اور ہم ابن مومل کے اصحاب سے کسی ایک کو نہیں پہچانتے جس کے بارے اس نے عنہ عن ابن المنکدر رکھا ہو۔

اس کا کہنا: دمیاطی نے حدیث مذکور کو صحیح کہا، اس میں اعتراض ہے۔ اس لئے کہ دمیاطی نے اس حدیث کو سوید بن سعید عن عبداللہ بن المبارک عن عبدالرحمٰن بن ابی الموالی عن محمد بن المنکدر عن جابر کے طریق سے وارد کی پھر اسے ذکر فرمایا۔ دمیاطی نے کہا یہ سند صحیح رسم پر ہے کہ بخاری نے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی کے ساتھ اور مسلم نے سوید بن سعید کے ساتھ اور دونوں نے اس حدیث کے باقی راویوں کے ساتھ دلیل دی ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث کے امام بخاری اور مسلم کی رسم پر ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ دونوں نے حدیث کو حدیث کے رجال سے تخریج فرمایا ہے۔

ابن صلاح نے صحیح مسلم کی شرح کے مقدمہ میں اس پر تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ جس نے صحیح مسلم میں صرف مسلم کی روایت کے ایک شخص کے لئے فیصلہ کر دیا کہ وہ مسلم کے نزدیک صحیح کی شرط سے ہے اس نے غفلت اور خطا کی، بلکہ وہ اس کی روایت کی کیفیت میں غور و فکر کرنے پر توقف فرمائے اور دیکھے کہ اس نے اپنی حدیث کو کس وجہ سے بیان کیا ہے۔

میں کہتا ہوں! حال یہاں اسی طرح ہی ہے جیسے ابن الصلاح نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ سوید بن سعید کے لئے مسلم نے اخراج کیا لیکن اسے دلیل نہیں بنایا اس کے لئے اس کو نکالا جس پر موافقت کی گئی۔ مسلم نے اس کی وضاحت اس وقت کی جب ابوزرعہ نے اس کی تخریج سوید سے کرنے پر اظہار عتاب فرمایا۔ سوید اس کے باوجود متماسک الحال (جسے دلیل بنایا جائے) تھا جب مسلم اس کے ساتھ متفق تھا۔ پھر وہ اس کے بعد اندھا ہو گیا اور لوگ اس کی حدیث سے جو اس سے نہ ہوتا اسے اس کی طرف خفیہ منسوب کر دیتے تھے تو وہ متلقن ہو گیا (وہ سمجھنے لگا)

یہ سند وہ ہے جس پر انقلاب آیا کہ ان کے تندرست ہونے کی حالت میں امام مسلم

ان سے حدیث بیان کرتے تھے۔

ہم نے ابوبکر بن مقری کے فوائد میں مذکور سوید بن سعید کے طریق سے روایت کی کہ سوید نے کہا میں نے ابن مبارک کو دیکھا وہ زم زم کے پاس آئے تو کہا اے اللہ! ابن مومل نے مجھ سے ابی زبیر عن جابر حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" اے اللہ بے شک میں اسے قیامت کے دن کی پیاس کے لئے پیتا ہوں۔

اسی طرح ہمارے شیخ الشیوخ ذہبی نے اپنی تاریخ الاسلام میں اور سیر النبلاء میں عبداللہ بن مبارک کے حالات میں جزم فرمایا کہ حسن بن عیسٰی نے ابن مبارک سے اسی طرح روایت کی اور سوید کی روایت ان سے ابن ابی الموالی سے منکرہ ہے۔

یہ سند درست ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی سند سوید پر منقلب ہو چکی ہے کہ ابن مومل کی جگہ ابن ابی الموالی کر دیا گیا اور ابی الزبیر کی جگہ محمد بن منکدر کر دیا ہے۔

تو یہ اس سند کی تحریر ہے جس کی صحت کو حافظ شرف الدین دمیاطی کی طرف منسوب کیا گیا اور حدیث مذکور پر جو حکم ہے اس میں گفتگو گزر چکی کہ اس میں کفایت ہے۔

حدیث جابر جس میں لما شرب منہ یا لہ واقع ہے اس سے جو مراد ہے اس کی تفسیر حدیث ابن عباس سے ظاہر ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ اگر تو اسے پیئے کہ اس کے ساتھ شفا پائے تو اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے گا...... آخر حدیث تک۔ بے شک اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لام یا من اس حدیث میں من اجلہ (اس کے لئے) کے معنی میں ہے۔ کیا ہی خوب صورت تشریح ہے۔ وہ جو حدیث کی حدیث سے ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ درست بات کو خوب جانتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ جو حدیث مشہور "مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" کے حال کے بارے سوال کئے جانے کے بعد جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔ مکمل ہوا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْخِتَامِ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْبَدْرِ التَّمَامِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْغُرِّ الْکِرَامِ، وَالتَّابِعِیْنَ وَتَابِعِیْھِمْ وَمَنْ اسْتَنَّ بِسُنَّۃِ خَیْرِ الْاَنَامِ

طالبِ خیر

محمد یٰسین قادری شطاری ضیائی

مدرس جامعہ اسلامیہ حیدری مسجد کامونکی

نے ترجمہ مکمل کیا

۲۲ جنوری ۲۰۰۲ء بروز منگل ۷ ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ

بوقت ۴:۰۷ پر عندالعصر

جزء فيه الجواب
عن حال الحديث المشهور ماء زمزم
لما شرب له من تحرير الحافظ
العلامة طبيب العلل إمام
الحديث شيخ المحدثين
في زمنه أبي الفضل
أحمد بن علي بن محمد
بن محمد بن حجر
[illegible]

[illegible]

[illegible]

حدث عن أبي الفضل بن خيرون أو غيره أن الخطيب
البغدادي ذكر أنه لما حج شرب من ماء زمزم ثلاث
مرات وسأل الله تعالى ثلاث حاجات أخذاً
بالحديث ماء زمزم لما شرب له فالحاجة
الأولى أن يحدث بتاريخ بغداد بها الثانية أن
يملي الحديث بجامع المنصور الثالثة أن يدفن عند
بشر الحافي فقضى الله تعالى له ذلك ذكره الذهبي
في طبقات الحفاظ وفي ترجمة الخطيب رحمهما الله

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم
سئل الشيخ الإمام العلامة الحافظ شيخ الإسلام ملك العلماء
الأعلام خاتمة الحفاظ والمجتهدين قاضي القضاة شهاب الدين
أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن حجر الكناني العسقلاني المصري
الشافعي رحمه الله تعالى عن حديث ماء زمزم لما شرب له وبيان
مرتبته عند الحفاظ المتقنين فقال السائل إن شخصًا من
طلبة العلم ممن كان يلازم الشيخ كمال الدين الدميري ذكر أنه
سمع [illegible] حديث ماء زمزم لما شرب له
صححه [illegible] من الحفاظ الشيخ الحافظ أبو الفرج ابن الجوزي وأن شيخ
الحافظ شرف الدين الدمياطي وأن شيخ الحافظ تقي الدين ابن دقيق العيد
وأن شيخ الحافظ تقي الدين السبكي [illegible] رحمهم الله تعالى برحمته فهل
[illegible] ذكرته من [illegible] الحفاظ أو غيرهم أشبعوا الكلام على ذلك [illegible]
أفتونا مأجورين [illegible] أجاب [illegible] الحمد لله اللهم اهدني
[illegible] الحديث المذكور ورد بلفظه
من حديث جابر ومن حديث ابن عباس وحديث جابر أشهرهما
[illegible] ومن حديث عبد الله بن عمرو بن العاص ومن حديث
[illegible] عمر بن الخطاب ومن حديث معاوية رضي الله عنهم
فأما حديث جابر فلم يخرجه أحد من أصحاب الكتب الستة غير
ابن ماجه في الحج من السنن له قال حدثنا هشام بن عمار

محمد بن المنكدر وبذا آخر هذا الاسناد الذي نسب تصحيحه الى الحافظ
شرف الدين الدمياطي وقد تقدم القول في الحكم على الحديث المذكور
من حيث هو بما فيه كفاية وتفسير المراد من حديث جابر حيث
وقع فيه لما شرب منه اولم يظهر من حديث ابن عباس حيث
زاد فيه ان شربته ليستشفي به شفاك الله الى آخره بل لا
يظهر ان اللام او من في الحديث المذكور بمعنى من اجله واحسن
ما فسر الحديث بالحديث والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب وصلى الله
على سيدنا محمد [illegible]
ونعم النصير ولا حول ولا

مآخذ ومراجع

فهرس المصادر

١ ـ أبو عبيد القاسم بن سلام، سائد بكداش، رقم ٣٥ ضمن سلسلة أعلام المسلمين، دار القلم، دمشق، ط١/١٤١١.

٢ ـ إتحاف السادة المتقين بشرح أسرار إحياء علوم الدين، للزَّبيدي محمد بن محمد، ت١٢٠٥ هـ، دار الفكر.

٣ ـ الأجوبة المرضية عن الأسئلة المكية، لأبي زرعة العراقي أحمدَ بن عبد الرحيم، ت٨٢٦، تحقيق محمد تامر، مكتبة التوعية الإسلامية، القاهرة، ط١/١٤١١.

٤ ـ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، تأليف محمد بن حبان البُستي، ت٣٥٤، ترتيب علي بن بَلْبان الفارسي، ت٧٣٩، تحقيق شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط١/١٤٠٨.

٥ ـ أحكام القرآن، لابن العربي محمد بن عبد الله، ت٥٤٣، تحقيق علي بن محمد البجاوي، مطبعة عيسى البابي الحلبي، القاهرة.

٦ ـ أخبار الأذكياء، لابن الجوزي عبد الرحمن بن علي، ت٥٩٧، تحقيق محمد مرسي الخولي.

٧ ـ أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه، للفاكهي محمد بن إسحاق، ت٢٧٢، تحقيق عبد الملك بن دهيش، مكتبة ومطبعة النهضة الحديثة، مكة المكرمة، ط١/١٤٠٧.

٨ ـ أخبار مكة وما جاء فيها من الآثار، للأزرقي محمد بن عبد الله، ت٢٤٤، تحقيق رشدي صالح ملحس، مطابع دار الثقافة، مكة المكرمة ط٤/١٤٠٣.

٩ - الاختيار لتعليل المختار، للموصلي عبد الله بن محمود، ت٦٨٣، علق عليه: محمود أبو دقيقة، دار المعرفة، بيروت.

١٠ - الأذكار المنتخبة من كلام سيد الأبرار ﷺ، للنووي يحيى بن شرف الدين، ت٦٧٦، دار الكتاب العربي، بيروت ١٣٩٩.

١١ - الأربعون النووية (مع شرحه فتح المبين لابن حجر الهيتمي)، للنووي يحيى بن شرف، ت٦٧٦، دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٩٨.

١٢ - الارتسامات اللطاف في خاطر الحاج إلى أقدس مطاف، الأمير شكيب ابن حمود أرسلان، ت١٣٦٦، تصحيح وتعليق وتقديم محمد رشيد رضا، مطبعة المنار، القاهرة، ط١/ ١٣٥٠.

١٣ - إزالة الدهش والوَلَه عن المتحيّر في صحة حديث ماء زمزم لما شُرِبَ له، محمد بن إدريس القادري الحسني، ت١٣٥٠، المطبعة الجمالية بمصر ١٣٣٠.

١٤ - أساس البلاغة، للزمخشري جار الله محمود بن عمر، ت٥٣٨، مطبعة دار الكتب، القاهرة، ط٢/ ١٩٧٢م.

١٥ - الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة (الموضوعات الكبرى)، ملا علي القاري بن محمد سلطان، ت١٠١٤، تحقيق محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي، بيروت، ط٢/ ١٤٠٦.

١٦ - إسعاف أهل الإسلام بوظائف الحج إلى بيت الله الحرام، حسن المشاط، ت١٣٩٩، مطابع البنوي، جدة، ط٣/ ١٣٩٧.

١٧ - أسنى المطالب شرح روض الطالب، زكريا بن محمد الأنصاري، ت٩٢٦، المكتبة الإسلامية، صورة عن الطبعة الميمنية بمصر.

١٨ - الأشباه والنظائر في قواعد وفروع فقه الشافعية، للسيوطي عبد الرحمن ابن أبي بكر، ت٩١١، دار الكتب العلمية، بيروت، ط١/ ١٣٩٩.

١٩ - إعلاء السنن، ظفر أحمد العثماني التهانوي، ت١٣٩٤، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة.

٢٠ ـ الأعلام، خير الدين الزِّرِكْلي، ت١٣٩٦، دار العلم للملايين، بيروت، ط٦/١٩٨٤.

٢١ ـ إعلام الساجد بأحكام المساجد، للزركشي محمد بن بهادُر عبد الله، ت٧٩٤، تحقيق أبو الوفا مصطفى المراغي، طبع وزارة الأوقاف المصرية، المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية، القاهرة، ط٢/١٤٠٣.

٢٢ ـ الإعلام الملتزم بفضيلة زمزم، أحمد بن علي الغزي الأزهري الشافعي، ت١١٧٩، مطبعة الترقي الماجدية العثمانية بمكة المكرمة، عام ١٣٣١.

٢٣ ـ التزام ما لا يلزم فيما ورد في ماء زمزم، لابن طولون الدمشقي محمد ابن علي، ت٩٥٣، (مخطوط).

٢٤ ـ الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف، للمرداوي علي بن سليمان، ت٨٨٥، تحقيق محمد حامد الفقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ط٢/١٤٠٠.

٢٥ ـ أوجز المسالك إلى موطأ مالك، محمد زكريا الكاندهلوي، ت١٤٠٣، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، ط٣/١٤٠٠.

٢٦ ـ البحر الرائق شرح كنز الدقائق، لابن نجيم زين الدين بن إبراهيم، ت٩٧٠، دار المعرفة، بيروت، ط٣/١٤١٣.

٢٧ ـ البحر العميق في مناسك المعتمر والحاج إلى البيت العتيق، لابن الضياء القرشي محمد بن أحمد، ت٨٥٤ (مخطوط).

٢٨ ـ البداية والنهاية، لابن كثير إسماعيل بن عمر، ت٧٧٤، مكتبة المعارف، بيروت.

٢٩ ـ البدر الطالع بمحاسن مَن بعد القرن السابع، للشوكاني محمد بن علي، ت١٢٥٠، دار المعرفة، بيروت.

٣٠ ـ بركة ماء زمزم ودعاء الحفَّاظ عندها، محمد أحمد عباس، دار الفنون، جدة، ط١/ ١٤١٢.

٣١ ـ بصائر ذوي التمييز في لطائف الكتاب العزيز، الفيروز آبادي مجد الدين محمد بن يعقوب، ت٨١٧، تحقيق محمد علي النجار، المكتبة العلمية، بيروت.

٣٢ ـ بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني، أحمد البنا الساعاتي، ت بعد ١٣٧١ = الفتح الرباني.

٣٣ ـ بهجة النفوس وتحليتها بمعرفة ما لها وما عليها (شرح مختصر البخاري)، لابن أبي جمرة محمد بن عبد الله، ت٦٩٩، دار الجيل، بيروت، ط٣/ ١٩٧٩م.

٣٤ ـ تاج العروس من جواهر القاموس، للزَّبيدي محمد بن محمد، ت١٢٠٥. المطبعة الخيرية، القاهرة، ط١/ ١٣٠٦ + طبعة الكويت.

٣٥ ـ التاج والإكليل لمختصر خليل، للمواق محمد بن يوسف، ت٨٩٧= مطبوع بحاشية مواهب الجليل.

٣٦ ـ تاريخ بغداد، للخطيب البغدادي أحمد بن علي، ت٤٦٣، دار الكتاب العربي، بيروت.

٣٧ ـ تاريخ دمشق، لابن عساكر علي بن الحسن، ت٥٧١، طبع المجمع العلمي العربي بدمشق.

٣٨ ـ التاريخ القويم لمكة وبيت الله الكريم، محمد طاهر بن عبد القادر الكردي، ت١٤٠٠، مكتبة النهضة الحديثة، مكة المكرمة، ط١/ ١٣٨٥.

٣٩ ـ تبصرة الحضرة الأحمدية الشاهية بسيرة الحضرة الأحمدية النبوية، محمد ابن عمر، الشهير بـ (بَحْرق)، ت٩٣٠، تحقيق محمد غسان عزقول، دار الحاوي، بيروت، ط١/ ١٤١٩.

٤٠ ـ تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، للزيلعي عثمان بن علي، ت٧٤٣، دار المعرفة، بيروت.

٤١ ـ تحفة الراكع والساجد في أحكام المساجد، لأبي بكر بن زيد الجراعي الحنبلي، ت٨٨٣، تحقيق طه الولي، المكتب الإسلامي، بيروت ط١/١٤٠١.

٤٢ ـ تحفة المحتاج بشرح المنهاج، لابن حجر الهيتمي أحمد بن محمد، ت٩٧٤، دار صادر، بيروت.

٤٣ ـ تحفة المودود بأحكام المولود، لابن قيم الجوزية محمد بن أبي بكر، ت٧٥١، بعناية بسام الجابي، دار البشائر الإسلامية، بيروت، ط١/١٤٠٩.

٤٤ ـ تذكرة الحفاظ، للذهبي محمد بن أحمد، ت٧٤٨، تصحيح عبد الرحمن المعلمي، دار الفكر، بيروت.

٤٥ ـ التذكرة في الأحاديث المشتهرة، للزركشي محمد بن بهادُر عبد الله، ت٧٩٤، أعده للطبع مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، ط١/١٤٠٦.

٤٦ ـ تذكرة الموضوعات، للفتّني محمد بن طاهر بن علي الصديقي الهندي، ت٩٨٦، الناشر: أمين دمج، بيروت.

٤٧ ـ الترغيب في فضائل الأعمال وثواب ذلك، لابن شاهين عمر بن أحمد، ت٣٨٥، تحقيق صالح أحمد الوعل، دار ابن الجوزي، الدمام، السعودية، ط١/١٤١٥.

٤٨ ـ الترغيب والترهيب، للمنذري عبد العظيم بنُ عبدِ القوي، ت٦٥٦، ضَبَط أحاديثه وعلّق عليه مصطفى محمد عمارة، دار الفكر ١٤٠١.

٤٩ ـ التشويق إلى حج البيت العتيق، لجمال الدين محمد بن محب الدين الطبري، ت٦٩٥، تحقيق عبد الستار أبو غدة.

٥٠ ـ تطهير الجَنَان واللسان عن الخوض والتفوّه بثلب سيدنا معاوية بن أبي سفيان، لابن حجر الهيتمي أحمد بن محمد، ت٩٧٤، مطبوع مع الصواعق المحرقة في الرد على أهل البدع والزندقة، للمؤلف نفسه، تحقيق عبد الوهاب عبد اللطيف، القاهرة، مكتبة القاهرة.

٥١ ـ تفسير القرآن العظيم، لابن كثير إسماعيل بن عمر، ت٧٧٤، دار المعرفة، بيروت ١٣٨٨.

٥٢ ـ التفسير الكبير (مفاتيح الغيب)، فخر الدين الرازي محمد بن عمر، ت٦٠٦، المطبعة المصرية ١٩٣٨م.

٥٣ ـ التنقيح في صلاة التسبيح، لابن ناصر الدين الدمشقي محمد بن عبد الله، ت٨٤٢، تحقيق محمد بن ناصر العجمي، بيروت، دار البشائر الإسلامية، ط١/١٤١٣.

٥٤ ـ تهذيب الأسماء واللغات، للنووي يحيى بن شرف، ت٦٧٦، صورة عن الطبعة المنيرية، دار الكتب العلمية، بيروت.

٥٥ ـ توضيح المناسك، حسين بن إبراهيم المالكي، ١٢٩٢ = هداية السالك.

٥٦ ـ تيسير التحرير (شرح التحرير في أصول الفقه للكمال ابن الهمام)، محمد أمين بن محمود البخاري، المعروف بأمير بادشاه، ت٩٧٢ أو ٩٨٧، مطبعة مصطفى البابي الحلبي القاهرة ١٣٥٠.

٥٧ ـ ثمار القلوب في المضاف والمنسوب، للثعالبي عبد الملك بن محمد النيسابوري، ت٤٢٩، تحقيق محمد أبو الفضل إبراهيم، دار نهضة مصر للطبع والنشر ١٣٨٤.

٥٨ ـ الجامع لأحكام القرآن، للقرطبي محمد بن أحمد، ت٦٧١، تصحيح أحمد عبد العليم البردوني، مطبعة دار الكتب المصرية، ط١/١٩٥٤م.

٥٩ ـ الجامع الصغير (مع فيض القدير) للسيوطي عبد الرحمن بن أبي بكر، ت٩١١، دار المعرفة، بيروت ط٢/١٣٩١.

٦٠ ـ جامع العلوم والحكم، لابن رجب الحنبلي عبد الرحمن بن أحمد، ت٧٩٥، دار الفكر، بيروت.

٦١ ـ الجامع اللطيف في فضل مكة وأهلها وبناء البيت الشريف، محمد جار الله بن محمد ظهيرة، ت٩٨٦، توزيع مكتبة الثقافة، مكة المكرمة، ط٣/١٣٩٢.

٦٢ ـ جزء فيه الجواب عن حال الحديث المشهور: ماء زمزم لما شُربَ له، لابن حجر العسقلاني أحمد بن علي، ت٨٥٢، بعناية سائد بكداش، مطبوع مع فضل ماء زمزم + طبعة مؤسسة قرطبة بتحقيق كيلاني محمد خليفة.

٦٣ ـ الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر ـ العسقلاني ـ، للسخاوي محمد بن عبد الرحمن، ت٩٠٢، تحقيق إبراهيم باجس، دار ابن حزم، بيروت، ط١/١٤١٩.

٦٤ ـ الجوهر المنظَّم في فضائل ماء زمزم، أحمد بن محمد بن شمس الدين آق، ت١١٦٥، مطبعة السعادة بمصر، سنة ١٣٣٢.

٦٥ ـ حاشية البناني على شرح الجلال المحلي على جمع الجوامع للسبكي، للبنّاني عبد الرحمن بن جار الله، ت١١٩٧= شرح المحلي على جمع الجوامع.

٦٦ ـ حاشية ابن حجر الهيتمي على مناسك النووي، أحمد بن محمد، ت٩٧٤= مناسك النووي.

٦٧ ـ حاشية قليوبي وعميرة على شرح الجلال المحلي (كنز الراغبين) على منهاج النووي أحمد بن أحمد القليوبي، ت١٠٦٩، دار إحياء الكتب العربية، عيسى البابي الحلبي، القاهرة.

٦٨ ـ الحاوي للفتاوي، للسيوطي عبد الرحمن بن أبي بكر، ت٩١١، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٠٢.

٦٩ ـ حُسْن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة، للسيوطي عبد الرحمن بن أبي بكر، ت٩١١، تحقيق محمد أبو الفضل إبراهيم، مطبعة عيسى البابي الحلبي، ط١/١٣٨٧

٧٠ ـ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، لأبي نعيم الأصفهاني أحمد بن عبد الله، ت٤٣٠، مطبعة السعادة بمصر ١٣٥١.

٧١ ـ حول تفسير سورة الحجرات، عبد الله بن محمد نجيب سراج الدين، مكتبة الفلاح، حلب، ط١/١٤١٣.

٧٢ ـ خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر، للمحبّي محمد أمين بن فضل الله، ت١١١١، دار صادر، بيروت.

٧٣ ـ الدراية في تخريج أحاديث الهداية، لابن حجر العسقلاني أحمد بن علي، ت٨٥٢، تصحيح عبد الله هاشم اليماني، دار المعرفة، بيروت.

٧٤ ـ الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة، لابن حجر العسقلاني أحمد بن علي، ت٨٥٢، دار الجيل، بيروت.

٧٥ ـ الدر المختار شرح تنوير الأبصار، للحصكفي محمد بن علي، ت١٠٨٨ = رد المحتار (حاشية ابن عابدين).

٧٦ ـ الدر المنثور في التفسير بالمأثور، للسيوطي عبد الرحمن بن أبي بكر، ت٩١١، دار الفكر، بيروت ط١/١٤٠٣.

٧٧ ـ دُرَّة الحِجَال في أسماء الرجال (ذيل لوفيات الأعيان)، أحمد بن محمد المكناسي الشهير بابن القاضي، ت١٠٢٥، تحقيق محمد الأحمدي أبو النور، دار التراث، القاهرة، المكتبة العتيقة في تونس، ط١/١٣٩١.

٧٨ ـ رحلة الشتاء والصيف، لمحمد بن عبد الله الحسيني الموسوي الشهير بـ (كبريت)، ت١٠٧٠، تحقيق محمد سعيد الطنطاوي، المكتب الإسلامي، بيروت، ط٢/١٣٨٥.

٧٩ ـ رد المحتار على الدر المختار (حاشية ابن عابدين)، لابن عابدين محمد أمين بن عمر، ت١٢٥٢، مطبعة مصطفى البابي الحلبي ١٣٨٦.

٨٠ - رسالة مقامية مكية في فضل المقام، للبوسنوي علي دَدَه بن مصطفى، ت١٠٠٧، (مخطوط).

٨١ - الروض الأُنُف في تفسير ما اشتمل عليه حديث السيرة النبوية لابن هشام، للسُّهَيْلي عبد الرحمن بن عبد الله، ت٥٨١، تحقيق طه عبد الرؤوف سعد، مكتبة الكليات الأزهرية، القاهرة.

٨٢ - رياض النفوس في طبقات علماء القيروان وإفريقية، لأبي بكر عبد الله بن محمد المالكي، ت٤٣٨، تحقيق بشير البكوش، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط١/١٤٠٣.

٨٣ - زاد المعاد في هَدْي خير العباد، لابن القيم محمد بن أبي بكر، ت٧٥١، تحقيق شعيب الأرنؤوط وعبد القادر الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط١٠/١٤٠٥.

٨٤ - زمزم طعام طعم، وشفاء سقم، يحيى حمزة كوشك، دار العلم للطباعة والنشر، جدة ١٤٠٣.

٨٥ - زوائد سنن ابن ماجه، للبوصيري أحمد بن أبي بكر، ت٨٤٠= سنن ابن ماجه.

٨٦ - ساجعة الحرمين، للسيوطي عبد الرحمن بن أبي بكر، ت٩١١ (مخطوط).

٨٧ - سُبُل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ﷺ، محمد بن يوسف الصالحي الدمشقي، ت٩٤٢، المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية بمصر، القاهرة ١٣٩٢.

+ طبعة بيروت، دار الكتب العلمية، بتحقيق عادل عبد الموجود وعلي محمد معوض، ط١/١٤١٤.

٨٨ - السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، محمد عبد الحي اللكنوي، ت١٣٠٤، لاهور، باكستان ١٣٩٦.

٨٩ ـ سنن ابن ماجه، محمد بن يزيد القزويني، ت٢٧٥، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي.

٩٠ ـ سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السجستاني، ت٢٧٥، إشراف عزت دعاس وعادل السيد، دار الحديث، بيروت.

٩١ ـ سنن الترمذي، محمد بن عيسى ت٢٧٩، تحقيق أحمد محمد شاكر، دار إحياء التراث الإسلامي، بيروت.

٩٢ ـ سنن الدارقطني، علي بن عمر، ت٣٨٥، تصحيح عبد الله هاشم اليماني، دار المحاسن للطباعة، القاهرة.

٩٣ ـ السنن الكبرى للبيهقي، أحمد بن الحسين، ت٤٥٨، توزيع دار الباز، صورة عن طبعة حيدر آباد، ط١/ ١٣٤٤.

٩٤ ـ سيدنا محمد رسول الله ﷺ شمائله الحميدة وخصاله المجيدة، عبد الله ابن محمد نجيب سراج الدين، توزيع جمعية التعليم الشرعي بحلب، ط٣/ ١٤٠٢.

٩٥ ـ سير أعلام النبلاء، للذهبي محمد بن أحمد، ت٧٤٨، أشرف على تحقيقه وخرج أحاديثه شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط٢/ ١٩٨٢م.

٩٦ ـ السيرة الحلبية (إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون ﷺ)، علي بن برهان الدين الحلبي، ت١٠٤٤، المكتبة الإسلامية، بيروت.

٩٧ ـ شذرات الذهب في أخبار مَنْ ذَهَب، عبد الحي بن العماد الحنبلي، ت١٠٨٩، دار المسيرة، بيروت، ط٢/ ١٣٩٩.

٩٨ ـ شرح الخَرَشي على مختصر خليل، محمد بن عبد الله الخَرَشي، ت١١٠١، دار صادر، بيروت.

٩٩ ـ شرح الزرقاني على الموطأ (أبهج المسالك شرح موطأ مالك)، للزرقاني محمد بن عبد الباقي، ت١١٢٢، مكتبة الكليات الأزهرية، القاهرة ١٣٩٩.

١٠٠ ـ شرح الشفا للقاضي عياض، لملا علي بن سلطان القاري، ت١٠١٤، مطبوع مع شرحه نسيم الرياض للخفاجي، دار الكتاب العربي، بيروت.

١٠١ ـ شرح صحيح مسلم للنووي (المنهاج بشرح صحيح مسلم بن الحجاج)، للنووي يحيى بن شرف، ت٦٧٦، المطبعة المصرية.

١٠٢ ـ الشرح الكبير على مختصر خليل، للدردير أحمد بن محمد، ت١٢٠١، دار الفكر، بيروت.

١٠٣ ـ شرح المحلي على جمع الجوامع للسبكي، للجلال المحلي محمد بن أحمد، ت٨٦٤، دار الفكر، بيروت، ١٤٠٢.

١٠٤ ـ شرح مسند الإمام أحمد، أحمد محمد شاكر، ت١٣٧٧، دار المعارف للطباعة والنشر، القاهرة، ط٣/١٣٦٨.

١٠٥ ـ شرح معاني الآثار المختلفة المروية عن رسول الله ﷺ في الأحكام، للطحاوي أحمد بن محمد، ت٣٢١، تحقيق محمد زهري النجار، دار الكتب العلمية، بيروت، ط١/١٣٩٩.

١٠٦ ـ شرح منتهى الإرادات، للبهوتي منصور بن يونس، ت١٠٥١، عالم الكتب، بيروت.

١٠٧ ـ شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمّدية المسمى: (إشراق مصابيح السِّيَر النبوية بمَزْج أسرار المواهب اللدنية)، للزرقاني محمد بن عبد الباقي، ت١١٢٢، ومعه: زاد المعاد لابن القيم، دار المعرفة، بيروت، ط٢/١٣٩٣.

١٠٨ ـ شفاء الغرام بأخبار بلد الله الحرام، للفاسي محمد بن أحمد، ت٨٣٢، تحقيق لجنة من كبار العلماء، دار الكتب العلمية، بيروت، توزيع مكتبة الباز، مكة المكرمة.

١٠٩ ـ الشقائق النعمانية في علماء الدولة العثمانية (بحاشية وفيات الأعيان)، طاش كبري زادة أحمد بن مصطفى، ت٩٦٨، طبعة مصر ١٣١٠.

١١٠ ـ صحيح ابن خزيمة، محمد بن إسحاق بن خزيمة، ت٣١١، تحقيق محمد الأعظمي، شركة الطباعة العربية السعودية، الرياض، ط٢/١٤٠١.

١١١ ـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، ت٢٥٦. = فتح الباري.

١١٢ ـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري، ت٢٦١، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

١١٣ ـ صلة الرياضة بالدين، ودورها في تنشئة الشباب المسلم، السيد محمد ابن علوي المالكي الحسني، العبيكان، الرياض، ط١/١٤١٩.

١١٤ ـ الصلة في تاريخ أئمة الأندلس، لابن بَشْكُوَال خلف بن عبد الملك، ت٥٨٧، الدار المصرية للتأليف والترجمة ١٩٦٦م.

١١٥ ـ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع، للسخاوي محمد بن عبد الرحمن، ت٩٠٢، دار مكتبة الحياة، بيروت.

١١٦ ـ طبقات الحفاظ، للسيوطي عبد الرحمن بن أبي بكر، ت٩١١، تحقيق علي محمد عمر، مكتبة وهبة، القاهرة، ط١/١٣٩٣.

١١٧ ـ الطبقات الكبرى، لابن سعد محمد بن سعد، ت٢٣١، دار صادر، بيروت ١٩٦٨م.

١١٨ ـ العالَم الإسلامي، رحلة الشيخ عبد الرشيد التتاري، ت١٣٦٤، وهو قيد الطبع مترجماً من التركية إلى العربية، بترجمة الأستاذ الشيخ كمال خوجة.

١١٩ ـ عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات، للقزويني زكريا بن محمد، ت٦٨٢، دار التحرير للطبع، مصر.

١٢٠ ـ العِقْد الثمين في فضائل البلد الأمين، للحضراوي أحمد بن محمد، ت١٣٢٧، المطبعة الميرية بمكة المكرمة ١٣١٤.

١٢١ ـ عمدة الرعاية على شرح الوقاية، محمد عبد الحي اللكنوي، ت١٣٠٤، مكتبة تهانوي، ديوبند، الهند.

١٢٢ ـ عمدة القاري شرح صحيح البخاري، بدر الدين العيني محمود بن أحمد، ت٨٥٥، تصوير دار الفكر ١٣٩٩.

١٢٣ ـ الغاية شرح الهداية في علم الرواية، للسخاوي محمد بن عبد الرحمن، ت٩٠٢، رسالة دكتوراه في جامعة أم القرى، قسم الكتاب والسنة، تحقيق محمد سيدي محمد الأمين، تمَّ مناقشتها سنة ١٤٠٣.

١٢٤ ـ غذاء الألباب لشرح منظومة الآداب، للسفَّاريني محمد بن أحمد، ت١١٨٨، دار العلم، بيروت.

١٢٥ ـ غريب الحديث لأبي عبيد القاسم بن سلاَّم، ت٢٢٤، تحقيق محمد عبد المعين خان، حيدر آباد الدكن، الهند ١٩٦٤م، تصوير دار الكتاب العربي، بيروت ١٣٩٦.

١٢٦ ـ غريب الحديث، للخطّابي حمد بن محمد، ت٣٨٨، تحقيق عبد الكريم العزباوي، مركز البحث العلمي بجامعة أم القرى ١٤٠٢.

١٢٧ ـ فتح الباري بشرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني أحمد بن علي، ت٨٥٢، المكتبة السلفية، دار الفكر.

١٢٨ ـ الفتح الرباني ترتيب مسند الإمام أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني مع شرحه: بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني، للساعاتي أحمد عبد الرحمن البنا، توفي بعد ١٣٧١، دار الشهاب، القاهرة.

١٢٩ ـ فتح الغفّار بشرح المنار، لابن نجيم زين الدين إبراهيم، ت٩٧٠، مطبعة مصطفى البابي الحلبي، القاهرة، ١٣٥٥هـ.

١٣٠ ـ فتح القدير للعاجز الفقير (شرح الهداية للمرغيناني)، كمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الهُمَام، ت٨٦١، دار إحياء التراث العربي، بيروت (٩ ج).

١٣١ ـ الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية، لابن عَلّان محمد علي بن محمد الصدّيقي، ت ١٠٧٥، جمعية النشر والتأليف الأزهرية، القاهرة ١٣٤٧، تصوير دار الباز، مكة المكرمة.

١٣٢ ـ الفُلْك المشحون في أحوال محمد بن طولون، سيرة ذاتية كتبها المؤلف نفسه محمد بن علي بن طولون الصالحي، ت٩٥٣، تحقيق محمد خير رمضان يوسف، دار ابن حزم، بيروت، ط١/١٤١٦.

١٣٣ ـ الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة، للشوكاني محمد بن علي، ت١٢٥٠، تحقيق عبد الرحمن المعلمي، دار الكتب العلمية، بيروت.

١٣٤ ـ فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشيخات، للكتاني محمد عبد الحي بن عبد الكبير، ت ١٣٨٢، تحقيق إحسان عباس، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط٢/١٤٠٢.

١٣٥ ـ فيض القدير بشرح الجامع الصغير، للمناوي محمد عبد الرؤوف بن علي، ت١٠٣١= الجامع الصغير.

١٣٦ ـ القاموس المحيط، للفيروز آبادي محمد بن يعقوب، ت٨١٧، مطبعة مصطفى البابي الحلبي، القاهرة ١٣٧١.

١٣٧ ـ القِرى لقاصد أم القرى، محب الدين الطبري أحمد بن عبدالله، ت٦٩٤، باعتناء مصطفى السقا، المكتبة العلمية، بيروت.

١٣٨ ـ قواعد الأصول ومعاقد الفصول، صفي الدين عبد المؤمن بن كمال الدين عبد الحق البغدادي الحنبلي، ت٧٣٩، تحقيق علي عباس الحكمي، معهد البحوث بجامعة أم القرى، مكة المكرمة، ط١/١٤٠٩.

١٣٩ ـ القوانين الفقهية، لابن جُزَي محمد بن أحمد، ت٧٤١، مكتبة أسامة ابن زيد، بيروت.

١٤٠ ـ كشاف القناع عن الإقناع، للبهوتي منصور بن يونس، ت١٠٥١، تعليق هلال مصيلحي، مكتبة النصر الحديثة، الرياض.

١٤١ ـ كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس، للعجلوني إسماعيل بن محمد، ت١١٦٢، تصحيح أحمد القلاش، مكتبة التراث الإسلامي، حلب.

١٤٢ ـ الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة، نجم الدين الغزي محمد بن محمد، ت١٠٦١، تحقيق جبرائيل سليمان جبور، دار الفكر للطباعة والنشر، الناشر: محمد أمين دمج، بيروت.

١٤٣ ـ لَحظ الألحاظ ذيل تذكرة الحفاظ، لتقي الدين محمد بن فهد المكي، ت٨٧١، تحقيق وتعليق محمد زاهد الكوثري= تذكرة الحفاظ.

١٤٤ ـ لسان العرب، لابن منظور محمد بن مكرم ت٧١١، مصورة عن طبعة بولاق مع تصويبات وفهارس الدار المصرية للتأليف.

١٤٥ ـ لسان الميزان، لابن حجر العسقلاني أحمد بن علي، ت٨٥٢، صورة عن طبعة دائرة المعارف النظامية، حيدر آباد، الهند ١٣٢٩.

١٤٦ ـ لواقح الأنوار القدسية في بيان العهود المحمدية، للشعراني عبد الوهاب ابن أحمد، ت٩٧٣، دار القلم العربي، حلب ١٤١١.

١٢٧ ـ المتجر الرابح في ثواب العمل الصالح، شرف الدين الدمياطي عبد المؤمن بن خلف، ت٧٠٥، مطبعة النهضة الحديثة، مكة المكرمة١٤٠٣.

١٤٨ ـ المجالسة وجواهر العلم، للدينوري أحمد بن مروان، ت٣٣٠، تحقيق مشهور حسن سلمان، دار ابن حزم، بيروت ط١/١٤١٩.

١٤٩ ـ مجلة لواء الإسلام، رئيس التحرير محمد الخضر حسين، القاهرة، العدد الرابع، سنة١٣٦٧.

١٥٠ ـ مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار، للفتّني محمد ابن طاهر بن علي، ت٩٨٦، حيدر آباد، الهند ١٣٨٧.

١٥١ ـ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، نور الدين الهيثمي علي بن أبي بكر، ت٨٠٧، دار الكتاب العربي، بيروت، ط٢.

١٥٢ ـ المجموع شرح المهذَّب، للنووي يحيى بن شرف، ت٦٧٦، دار الفكر.

١٥٣ ـ مجموع فتاوى ابن تيمية، تقي الدين أحمد بن عبد الحليم، ت٧٢٨، جمع وترتيب: عبد الرحمن العاصمي النجدي، مكتبة النهضة الحديثة، مكة المكرمة، نشر الرئاسة العامة لشؤون الحرمين الشريفين، ١٤٠٤.

١٥٤ ـ مختصر نشر النَّوْر والزَّهَر في تراجم أفاضل مكة من القرن العاشر إلى القرن الرابع عشر، اختصار: محمد سعيد العمودي، ت١٤١١، وأحمد علي، والأصل من تأليف عبد الله ميرداد أبو الخير بن أحمد، ت١٣٤٣، عالم المعرفة، جدة، ط٢/١٤٠٦.

١٥٥ ـ المداوي لعلل الجامع الصغير وشرحَيْ المناوي، أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري، ت١٣٨٠، دار الكتبي، مصر، ط١/١٩٩٦م.

١٥٦ ـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ملا علي بن سلطان القاري، ت١٠١٤، المكتبة الإمدادية، ملتان، باكستان.

١٥٧ ـ المستدرك على الصحيحين، للحاكم النيسابوري محمد بن عبد الله، ت٤٠٥، مصورة عن طبعة حيدر آباد، دار الكتاب العربي، بيروت.

+ صورة عن مخطوطة الأزهرية للمستدرك.

١٥٨ ـ المسند، الإمام أحمد بن محمد بن حنبل، ت٢٤١، المكتب الإسلامي، بيروت.

١٥٩ ـ مسند أبي يعلى الموصلي أحمد بن علي، ت٣٠٧، تحقيق حسين أسد، طبع دار المأمون للتراث، دمشق.

١٦٠ ـ مشارق الأنوار على صحاح الآثار، للقاضي عياض بن موسى، ت٥٤٤، المكتبة العتيقة، تونس، ودار التراث، القاهرة.

١٦١ - المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، للفيومي أحمد بن محمد، ت٧٧٠.

١٦٢ - المصنَّف، عبد الرزاق بن همام الصنعاني، ت٢١١، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي، ط١/١٣٩٠.

١٦٣ - المصنَّف في الأحاديث والآثار، لابن أبي شيبة أبي بكر عبد الله بن محمد، ت٢٣٥، الدار السلفية، الهند، ط١٣٩٩/٢.

١٦٤ - معجزات الشفاء بماء زمزم، محمد عبد العزيز أحمد ومجدي السيد إبراهيم، طبع مكتبة القرآن بالقاهرة.

١٦٥ - المعجم الكبير، للطبراني سليمان بن أحمد، ت٣٦٠، تحقيق حمدي عبد المجيد السَّلَفي، مطبعة الزهراء الحديثة، الموصل، العراق، ط٢.

١٦٦ - معجم المؤلفين، عمر رضا كحالة، ت١٤٠٨، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

١٦٧ - المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية في مصر، طبع دار إحياء التراث الإسلامي بقطر.

١٦٨ - المغني (ومعه الشرح الكبير)، لابن قدامة موفق الدين عبد الله بن أحمد، ت٦٢٠، دار الكتاب العربي، بيروت.

١٦٩ - المغني في الضعفاء، للذهبي محمد بن أحمد، ت٧٤٨، تحقيق نور الدين عتر، عُني بطبعه عبد الله الأنصاري القطّري، إدارة إحياء التراث الإسلامي، قطر.

١٧٠ - المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة، للسخاوي محمد بن عبد الرحمن، ت٩٠٢، صححه وعلق عليه عبد الله بن محمد الصديق الغماري، ت ١٤١٣، دار الكتب العلمية، بيروت، ط١/١٤٠٧

١٧١ ـ المقدمات الممهدات لبيان ما اقتضته رسوم المدونة من الأحكام الشرعيات، لابن رشد (الجد) محمد بن أحمد، ت٥٢٠، تحقيق محمد حجي، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط١/١٤٠٨.

١٧٢ ـ مناسك الملا علي القاري بن سلطان، ت١٠١٤، (المسلك المتقسط في المنسك المتوسط على لباب المناسك للإمام السندي)، ومعه: إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، حسين عبد الغني، ت١٣٦٦، دار الكتاب العربي، بيروت.

١٧٣ ـ مناسك النووي (الإيضاح في المناسك) للنووي يحيى بن شرف، ت٦٧٦، مع حاشية ابن حجر الهيتمي، دار الحديث للطباعة، بيروت، ط٢/ ١٤٠٥.

١٧٤ ـ المنتقى شرح موطأ الإمام مالك، للباجي سليمان بن خلف، ت٤٧٤، مصورة عن طبعة مطبعة السعادة، القاهرة، ط١/ ١٣٣١.

١٧٥ ـ مواهب الجليل في شرح مختصر خليل، للحطّاب محمد بن عبد الرحمن، ت٩٥٤، دار الفكر، بيروت ط٢/ ١٣٩٨.

١٧٦ ـ ميزان الاعتدال في نقد الرجال، للذهبي محمد بن أحمد، ت٧٤٨، تحقيق علي محمد البجاوي، صورة عن طبعة دار إحياء الكتب العربية.

١٧٧ ـ نشر الآس في فضائل زمزم وسقاية العباس، خليفة بن أبي الفرج الزمزمي، ت نحو ١٠٦٢، (مخطوط).

١٧٨ ـ نَظْم الدُّرر في اختصار نشر النَّوْر والزَّهَر في تراجم أفاضل أهل مكة من القرن العاشر إلى القرن الرابع عشر، اختصار: عبد الله بن محمد غازي الهندي المكي، ت١٣٦٦، والأصل من تأليف عبد الله بن أحمد أبو الخير ميرداد، ت١٣٤٣، مخطوط (نسخة الوجيه محمد ناصيف).

١٧٩ ـ النُّكَت على ابن الصلاح، لابن حجر العسقلاني أحمد بن علي،

ت٨٥٢، تحقيق ربيع هادي عمير، الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة، ط١/١٤٠٤.

١٨٠ ـ نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول ﷺ، للحكيم الترمذي محمد بن علي، ت٣٢٠، المكتبة العلمية بالمدينة المنورة.

١٨١ ـ نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، للشوكاني محمد بن علي، ت١٢٥٠، دار الجيل، بيروت.

١٨٢ ـ هداية الناسك على توضيح المناسك، محمد عابد حسين المالكي، ت١٣٤١، صورة عن طبعة مطبعة المؤيد ١٣١٠.

١٨٣ ـ هديةُ العارفين أسماءَ المؤلفين وآثارَ المصنِّفين، لإسماعيل باشا البغدادي بن محمد أمين الباباني، ت١٣٣٩، صورة عن طبعة إستانبول، دار الفكر ١٤٠٢.

١٨٤ ـ الوسيط، (تفسير الواحدي) علي بن أحمد، ت٤٦٨، تحقيق عادل أحمد عبد الموجود وغيره، دار الكتب العلمية، بيروت، ط١/١٤١٥.

١٨٥ ـ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، لابن خلّكان أحمد بن محمد، ت٦٨١، تحقيق إحسان عباس، دار صادر، بيروت.



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاری محمد یلیین قاری شطاری ضیائی

ولدیت: محمد صدیق بن چراغدین بن خدا بخش (قوم آرائیں)

مقام پیدائش: باغبانپورہ لاہور پاکستان تاریخ پیدائش: 4 مئی 1962ء

رہائش: کوٹلی پیر عبدالرحمٰن عقب پاکستان منٹ باغبانپورہ لاہور

حال: جامع مسجد حیدری کامونکی میں فرائض تدریس سرانجام دے رہے ہیں۔

ابتدائی تعلیم:

نماز، کلمے اور قرآن پاک پڑھنے کیلئے معاون قاعدہ اپنی والدہ محترمہ متوفاۃ ۱۲ اگست ۲۰۰۰ء رحمہا اللہ تعالیٰ سے پڑھا۔ پھر والد محترم نے کوٹلی پیر عبدالرحمٰن کے قریب رشید پورہ میں سہروردیہ ادبیہ گورنمنٹ پرائمری سکول میں چار بھائیوں کو اکٹھا داخل کروایا۔ اس سے پہلے قاری صاحب اپنے پڑوس کے گھر سے اردو پڑھنا شروع کر چکے تھے۔

دو بڑے بھائی محمد اعظم اور محمد عمر رحمہ اللہ اور ایک قاری صاحب سے چھوٹا بھائی محمد نذیر، محمد عمر متوفی ۱۶ دسمبر ۲۰۰۲ء دوسرے سال تک پڑھ کے چھوڑ بیٹھا اور محمد نذیر بمشکل تیسری جماعت تک پہنچ سکا۔ محمد اعظم نے چھٹی کلاس میں قاری محمد یلیین کے ساتھ داخلہ لیا مگر وہ چھٹی کلاس سے چھوڑ کر کاروبار میں لگ گئے۔ اللہ پاک کی توفیق سے موصوف نے پڑھائی کو جاری رکھا۔

پرائمری کلاس باغبانپورہ میں شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلم پرائمری سکول سے امتحان دے کر گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ لاہور میں چھٹی تا میٹرک تعلیم جاری رکھی۔ اسی دوران ایک دو جگہ حفظ قرآن کیلئے والد صاحب لے گئے مگر کل امر مر

ہون یاد تھا کے مطابق جب وقت آیا تو گھر کے قریب دین محمد کالونی کی مسجد میں مولانا غلام رسول صاحب بن غلام حیدر رحمہ اللہ تعالیٰ جنہیں شرقپور شریف میاں غلام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نسبت بیعت حاصل ہے سے ناظرہ قرآن پاک پڑھا۔ میٹرک کے بعد رزلٹ آؤٹ ہونے تک کچھ دیر فراغت رہی۔

حصول معاش:

خرچہ کے حصول کی جستجو میں تا کہ خود سلسلۂ تعلیم جاری رکھا جا سکے کچھ دیر اخبار فروشی کرتے رہے۔ پھر عینک فیکٹری میں دو سال گزارے۔ اس عرصہ میں تنخواہ میں ترقی نہ ہونے پر کوئی اور کام کرنا چاہا تو بڑے بھائی محمد یونس صاحب اپنے ایک دوست محمد عبدالمتین خرادیہ کے پاس چھوڑ آئے۔ اس کے پاس خیالی پلاؤ زیادہ اور کام کم تھا اس لئے وہاں سے ایک اور جگہ منتقل ہونا پڑا۔ وہاں کام تھا مگر خیر خواہی، رہنمائی اور دام کچھ نہ تھا۔ کچھ پریشانی ہوئی اور اللہ پاک نے جلد ہی انتظام فرما دیا کہ اپنے کلاس فیلو اور ہمسائے محمد احمد کے والد محمد افضل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیغام ملنے پر ان کے پاس یہ کام شروع کر دیا۔ اللہ پاک کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ چند ماہ بعد رمضان المبارک آیا۔ قاری صاحب نے اعتکاف کیا۔ بعد میں کام کیلئے کچھ مشکل پیش آئی۔ مالک نے کہا کہ آپ کا یہ کام نہیں آپ مسجد جائیں اعتکاف کریں۔ ظاہر میں یہ بات ایک طنز تھی مگر اللہ پاک نے اسے پورا کیا کہ

تجوید و قرأت

قاری محمد خالد حسین مغل صاحب قاری صاحب کو سرراہ ملے۔ سلام و کلام کے بعد پوچھنے لگے کہ کیا کرتے ہو۔ بتایا کہ خراد کے کام سے ابھی فارغ ہوا ہوں۔ مختصر یہ کہ انہوں نے اپنے پاس جامعہ حنیفہ نفیریہ میں دعوت دی۔ وہاں انہوں نے کچھ تجوید سکھائی۔ بچوں کو پڑھانے کا بہترین سلسلہ شروع ہوا۔ تجوید پڑھانے کی فرصت نہ ملی اور شاید کسی کی نظر لگ گئی کہ اس کے بعد آج تک اس طرح مدرسہ نفیریہ میں رونق نہ ہو سکی۔

ایک دن ان سے اچھا قاری صاحب ... میں کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ...

وہاں پر یہی کچھ (تجوید وغیرہ) پڑھایا جاتا ہے۔ قاری صاحب نے عرض کیا کہ آپ مجھے وہاں ہی چھوڑ آئیں۔ اس طرح جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں قاری محمد یوسف بغدادی صاحب مدظلہ العالی سے تجوید شروع کی۔ دوسرے سال میں جامعہ نظامیہ (لوہاری گیٹ لاہور) میں پہنچ کر ان ہی استاد صاحب سے تجوید مکمل کی۔

آغاز فارسی:

بعدازاں جامعہ نظامیہ میں ہی تعلیم جاری رکھتے ہوئے استاد محترم علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب مدظلہ سے فارسی پڑھی۔ فارسی کی ابتداء ہی میں پیرومرشد شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت رہبر شریعت محرم اسرار خفی و جلی حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالضیاء محمد علی قادری شطاری فاروقی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ کی تعمیر کیلئے چھٹی کرنا پڑی۔ فارسی میں درخواست لکھ کر چھٹی طلب کی، منظور ہوئی۔ ۱۴ اکتوبر سے ۱۴ یا ۱۵ مارچ تک چھٹی پر رہے۔

دراصل تجوید کے دنوں میں قاری صاحب کے پیارے دوست محمد رئیس نے کریما کے پہلے شعر کا ترجمہ پوچھا چونکہ فارسی پڑھی نہ تھی اس لئے قاری صاحب نے حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو حضرت صاحب فرمانے لگے کیا فارسی شروع کر دی ہے۔ جبکہ قاری صاحب کو ابھی معلوم بھی نہ تھا کہ فارسی پڑھیں گے۔ حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اصل صورتحال سے آگاہ کیا تو آپ نے کریما کے پہلے شعر کا ترجمہ کرایا۔ اسی دن سے فارسی کی ابتداء ہو گئی تھی۔ پھر دوران تعمیر پیر طریقت رحمہ اللہ تعالیٰ جب جی چاہتا کچھ سرسری طور پر سبق پڑھاتے اور کتنے کتنے عنوانات ایک ہی بار پڑھا دیتے۔ پندنامہ، تحفہ نصائح، بدائع منظوم وغیرہ ان سے پڑھیں۔ پھر جامعہ میں آتے ہی نوماہی امتحان ہوا۔ پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح تجوید میں بھی اول پوزیشن سے امتحان پاس کیا تھا۔ یہ بھی ان کی نگاہ کرم کا فیضان تھا۔

درسِ نظامی کی ابتداء:

نئے تعلیمی سال سے مولانا محمد عبدالقیوم قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف ونحو

میں راہنمائی کی۔ پڑھتے پڑھتے ۱۹۹۲ء کی ابتداء میں درس نظامی اور دورہ حدیث شریف سے فارغ ہوکر اسی سال جامعہ نظامیہ میں تدریس شروع کی۔

میٹرک کا امتحان ۱۹۷۸ء میں دیا۔ اس کے بعد ۱۹۹۲ء تک تمام سلسلہ زندگی چلتا رہا۔ اس درس نظامی کی تعلیمات میں جن اساتذہ سے اکتساب علم کیا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

اساتذہ کرام

۱- حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۲- حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صدر مدرس، شیخ الحدیث " "
۳- حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد عتیقی شیخ الحدیث وصدر مدرس " "
۴- حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبداللطیف مجددی شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ
۵- حضرت علامہ مولانا قاضی محمد رشید نقشبندی صدر مدرس رحمہ اللہ تعالیٰ
۶- حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب
۷- حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب (ناظم تعلیمات)
۸- حضرت علامہ مولانا سید غلام مصطفیٰ بخاری عقیل شاہ صاحب
۹- حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب ناظم شعبہ فارسی ونشر واشاعت
۱۰- حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۱- حضرت علامہ مولانا محمد عبدالشکور نوری
۱۲- حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین گولڑوی چشتی
۱۳- حضرت علامہ مولانا محمد سلیمان کشمیری اصحاب علم وفضل وغیرھم

دامت برکاتهم العاليه و نفعنا بهم بلطفهم و كرمهم

جذبہ خدمت مردانِ حق

[illegible] کے چچا محمد امین نامی [illegible] تھے جن کی [illegible] بیگم [illegible]

ریلوے کوارٹرز میں تھی۔ ذکر اذکار میں ان کا کافی شغف تھا۔ خواجہ محمد معصوم صاحب کے والد محترم بابا نواب دین صاحب سے نسبت بیعت رکھتے تھے۔ دو بار ان کے ساتھ موہری شریف دربار وآستانہ پر حاضری سے فیضیاب ہوئے۔ ان کا سلسلہ دم درود' تعویذ دھاگہ چلتا تھا۔ اسی ضرورت کے تحت ان کے پاس حاضری ہوتی تھی۔ انہوں نے جاتے ہی نام وغیرہ پوچھے بغیر قاری صاحب کہنا شروع کر دیا۔ دوسرے بھائی بھی گاہے بگاہے حاضر ہوتے تھے۔ مگر محمد عمر ایک بار آئے۔ باباجی نے قاری صاحب کہہ کر بات چیت کی۔ بھائی محمد عمر کہنے لگے جناب یہ قاری تو نہیں' آپ قاری کیوں کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا قاری اگر نہیں تو بن جائے گا۔ خدا کی قدرت قاری صاحب کی دینی تعلیم کی ابتداء تجوید ہی سے ہوئی۔ الحمدللہ علی ذلک۔ ان کے بعد تجوید دوسرے سال پڑھتے ہوئے اپنے علاقہ کے مشہور ومعروف عالم دین ولی کامل' نامور مناظر حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالضیاء محمد علی قادری شطاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔ درس نظامی کے پانچ سال تک جامعہ نظامیہ لوہاری گیٹ لاہور سے 9 کلومیٹر دور گھر واپس آتے رہے۔ مگر گھر آنے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضری ہوتی تھی۔ ان کی خدمت میں رہ کر جس طرح بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ بعض اوقات آپ کو پہنچنے میں دیر ہو جاتی تو سرکار یاد فرما رہے ہوتے کہ عین وقت پر آپ تشریف لے آتے۔ سرکار ارشاد فرماتے کہ اللہ کے بندوں کی یہ بھی نشانی ہے کہ یاد کیا جائے تو وہ پہنچ جاتے ہیں۔ الحمدللہ آپ کے خادمین میں سے کسی کو اس طرح کا شرف وفضل حاصل نہ ہو سکا۔ آپ کے وصال مبارک ۱۹۹۰ء تک اور بعد بھی اہل خانہ کی خدمت کیلئے چھٹی کے دن حاضری رہی۔ حتی کہ وہ شیخوپورہ منتقل ہو گئے۔

معاملات کی صفائی:

قبلہ حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ آجکل ولایت کیلئے یہ ہی کافی ہے کہ بندہ معاملات کا کھرا ہو۔ لین دین میں اسے امانت ودیانتداری حاصل ہو۔ الحمدللہ قاری صاحب معاملات میں صاف گو اور بالکل کھرے ہیں۔ خاندان میں دوسروں کی

نسبت اعلیٰ درجہ کی امانت وصداقت کے حامل ہیں۔

آپ کی نگاہ کرم:

روزانہ عصر سے پہلے ان کی خدمت میں پہنچ کر رات دس ساڑھے دس بجے تک بعداز اجازت گھر جانے کا موقع ملتا۔ آخر میں مٹھی بھرنے سے فارغ ہوکر اجازت ملتی تو آپ دعا فرماتے رہتے کہ اللہ تعالیٰ تیرے سینہ کو علم سے بھرپور فرمائے۔ ارضی وسماوی بلیات سے محفوظ رکھے وغیرہ وغیرہ۔ آپ فرمایا کرتے تھے یٰسین تیرا شہرہ آفاق ہوگا۔ ایک بار فرمایا کہ اگر میرا بس چلے تو تمام علوم گھوٹ کر تجھے پلا دوں۔ چونکہ عمر کا آخری حصہ تھا' کمزوری کے سبب پڑھنا پڑھانا مشکل تھا اس لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ معلوم نہیں تیرے اساتذہ تجھے کیا پڑھاتے ہیں۔ میری صحت ہوتی تو میں تجھے خود پڑھاتا۔ کبھی فرماتے اللہ کرے کم از کم مفتی بنو۔

آپ کے پاس حاضری کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ آپ نے فرمانا شروع کر دیا کہ یٰسین میرا جانشین ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حصول علم کیلئے خصوصی دعا فرماتے رہے۔ کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ پیر کامل کو چاہیے کہ عالم دین کو سلسلہء طریقت میں اجازت سے نوازے تاکہ وہ اپنے مریدین کو اتباع شریعت میں ہدایت کر سکے۔ ان کی دعاؤں کا صدقہ اللہ تعالیٰ نے علم میں کامیابی عطا فرمائی۔

عنایت خاص:

۱۹ تاریخ ماہ جون میں آپ کا انتقال ہوا۔ اس سے پہلے ایک عرصہ آپ بیمار رہے۔ علاج کے سلسلہ میں آپ کی بیٹی اور قاری محمد یٰسین قادری آپ کے ساتھ میو ہسپتال جاتے رہے۔ انہیں دنوں ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۷ اپریل بروز ہفتہ ۱۲ بجکر ۵۰ منٹ پر بہت ساری باتیں دینی' شریعت اور طریقت کے مسائل سے متعلق کرتے ہوئے اجازت عطا فرمائی اور اپنا نائب و جانشین مقرر فرمایا۔ آپ فرماتے تھے پیر کامل کئی خلفاء مقرر کر سکتا ہے مگر نائب [illegible] جانشین [illegible] ہوتا ہے۔

[illegible] موصوف نے آپ کی [illegible] کو اپنایا اور درس و تدریس میں مشغول

اختیار کی۔

تعارف شیخ:

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد علی قادری شطاری فاروقی مجددی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے چالیسواں درجہ نسبی تعلق رکھتے تھے۔ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد میں سے ہیں۔ ریاست کپورتھلہ میں نواں پنڈ میں آپ کی پیدائش ۱۹۲۶ء میں جون کے مہینے میں ہوئی۔ آپ نے چھ سال کی عمر میں آغاز تعلیم فرمایا۔ ساڑھے سولہ سال کی عمر میں آپ نے دیوبند میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے پڑھا کر لاہور میں سکونت اختیار فرمالی۔ آپ حافظ قرآن و قاری قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ ۴۷ ہزار احادیث مع اسناد کے حافظ بھی تھے۔ تفاسیر وفقہ کی عبارات از بر اور مثنوی شریف یاد تھی۔ تصوف وطریقت میں بھی آپ کا ثانی نہ تھا۔ آپ نے ۳۸۲ مناظرے کیے اور فتح حاصل کی۔ ۱۹ جون ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۵ ذیقعد ۱۴۱۰ھ بروز منگل آپ کا وصال مبارک ہوا۔

بیعت:

اولاً حضرت پیر طریقت رہبر شریعت علامہ مولانا صوفی محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ سمندری والے متوفی ۵ ستمبر بروز جمعرات ۲۰۰۲ء سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ جب قبلہ حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں ۸۳-۴-۹ ہفتہ کے دن سے حاضری شروع ہوئی۔ بیعت کے سلسلہ میں آپ نے دلائل الخیرات کے حوالہ سے کچھ پوچھا۔ حقیقت حال عرض کر دی تو 83-5-9 کو آپ نے بعد نماز جمعہ مدینہ مسجد چوک شالامار باغ لاہور میں خود ہی بیعت فرمالیا۔

دلائل الخیرات کی اجازت:

۱- دربار اقدس داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حاضری دیتے ہوئے ایک پٹھان انداز کے بزرگ سے ملاقات کرتے تھے۔ انہوں نے حکم فرمایا کہ دلائل الخیرات پڑھا کرو۔

۲- صوفی عبدالرشید (سمندری والے) قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵ ستمبر ۲۰۰۲ء

بروز جمعرات

۳- قبلہ حضرت صاحب مفتی محمد علی رحمہ اللہ تعالیٰ

۴- حضرت فضل الرحمان مدنی ابن قطب مدینہ ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

حزب البحر:

امام مسجد جامع دمشق امام محمد عبدالهادی شام سے یکم محرم الحرام ۱۴۲۱ھ بعد الجمعہ بمطابق ۷ اپریل ۲۰۰۰ء جامعہ اسلامیہ حیدری مسجد کی لائبریری میں اجازت ملی۔

تدریس:

بعد از حصول علم جامعہ نظامیہ میں تین سال تدریس میں مشغولیت ہوئی۔ پھر جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن ایک سال اور ایک سال تقریباً جامعہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ پھر کچھ دیر فراغت کے بعد جامعہ اکبریہ فیض العلوم کوٹلی میانی مرید کے سے نارووال روڈ پر اڑھائی سال اور اب یکم فروری ۲۰۰۰ء سے جامعہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کامونکی میں سلسلہء تدریس کے ساتھ ساتھ عشاء کے بعد ترجمہء قرآن کے طور پر درس قرآن اور نماز فجر کے بعد بھی درس قرآن و حدیث دے رہے ہیں اور جامع مسجد عمر چشمہء فیض محمدی چارہ منڈی کامونکی میں خطابت فرماتے ہیں۔

دوران تعلیم کچھ خدمات:

درس کے علاوہ استاد محترم علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی نگاہ کرم سے دینی کتب خانوں سے رابطہ' پریس سے متعلق معلومات' کتابت' کمپوزنگ' ٹریسنگ' پیسٹنگ' کاغذ کی خریداری' طباعت اور بائینڈنگ وغیرہ جیسے معاملات کی کافی معلومات ہوتی رہیں۔ کچھ کتب طبع کروائیں۔ مثلاً

۱- الغنی یا رسول اللہ (۱۹۸۴ء یا ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی' ابھی تک موجود ہے)

۲- دعو[illegible] (۱۹۹۱ء [illegible])

۳- [illegible]ت (۱۹۹[illegible]) شائع [illegible] موجود [illegible]

۴- تراجم المحدثین (عربی) خود کمپوزنگ کی اور چھپوائی' سٹاک ہے۔

۵- آئینہ حق و باطل وغیرہ (یہ کتاب بھی موجود ہے)

۶- ایک طلبہ کی تنظیم بنائی جس کے زیر اہتمام سہ ماہی سیریز لوح وقلم کا اجراء کیا۔ بحمداللہ تعالیٰ اس کے سات شمارے شائع ہوئے۔ اکثر علماء وزعمائے ہندو پاکستان نے تحسین فرمائی۔ مگر جوں ہی جامعہ نظامیہ سے دوری اختیار ہوئی یہ رسالہ بھی معدوم ہوا۔ کبھی کبھی مضامین لکھنے کا موقع بھی ملا۔

شادی خانہ آبادی:

۳ جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۸ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ بروز جمعتہ المبارک کو شادی ہوئی۔ مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عمر صدیقی اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالرحیم متوفی ۲۰۰۱ء۹۔۶ کے بڑے بیٹے مولانا محمد عبدالاحد صدیقی کی بیٹی سے رشتہ زوجیت قائم ہوا۔

تقریب شادی نہایت سادہ' معاشرتی رسم و رواج سے مختلف' نعت خوانی کرتے ہوئے' درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے بارات چلی اور لڑکی والوں کے گھر پہنچی۔ اس بارات میں راقم (قاری صاحب کا چھوٹا بھائی محمد وکیل ضیاء بھی شریک تھا)۔

بحمداللہ تعالیٰ بیگم یٰسین صاحبہ دینی تعلیم میں ان سے رہنمائی حاصل کرتی رہتی ہیں۔ قرآن پاک کا ترجمہ اور تجوید پڑھ رہی ہیں۔ آب زم زم کی تصحیح میں موصوفہ نے بہت مدد فرمائی۔ اب فارسی بھی شروع کردی ہے۔ اللہ پاک ترقی علم وعمل عطا فرمائے۔ آمین۔

تدریس کے علاوہ تحریری کام:

استاذ محترم مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب کی مہربانی اور خصوصی توجہ ہوئی۔ ۱۹۹۹ء میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوح الغیب کی فارسی شرح از سند المحدثین امام المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اُردو ترجمہ شروع کر کے ۲ جولائی ۲۰۰۱ء بروز پیر کو مکمل کر دیا۔ جو مظہر لاریب کے نام سے نوریہ

رضویہ پبلی کیشنز نے فروری ۲۰۰۲ء میں شائع کر دیا ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

اس کے بعد اللہ پاک نے ہمت دی اور عربی کتاب فضل ماء زم زم کا ترجمہ کیا جو انشاءاللہ شبیر برادرز کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ کئی اردو مضامین کا فارسی میں کئی بار استاذ محترم کے حکم سے ترجمہ کیا۔ معلوم نہیں چھپائی کی زینت بنے یا نہ۔

سلسلہ توالد وتناسل:

اللہ تعالیٰ کی عطا سے ایک بیٹی ہے جس کا نام حبیبہ محمد ہے۔ اس کی پیدائش یکم اکتوبر ۲۰۰۱ء بروز اتوار بمطابق ۲ رجب ۱۴۲۲ھ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی مہربانی اور خاص عنایت سے قاری صاحب کو اولادِ نرینہ سے بھی نوازے۔ آمین۔

دورۂ برطانیہ

(جو معلومات قاری صاحب نے فراہم کیں اختصاراً درج کی جا رہی ہیں)

پیر طریقت رہبر شریعت پیر سید معروف حسین شاہ صاحب قادری نوشاہی مدظلہ نے ۲۶ اگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار بریڈ فورڈ' یو۔ کے میں ''عالمی امام احمد رضا سنی کانفرنس'' کا اہتمام فرمایا۔ لہٰذا آپ کی دعوت پر خصوصاً اسی کانفرنس میں شمولیت کیلئے جانا ہوا۔ یہ کانفرنس دوپہر بارہ بجے شروع ہو کر رات بارہ بجے تک جاری رہی۔ یہ کانفرنس ہر اعتبار سے شاندار اور کامیاب تھی۔

۱۷ اگست بروز جمعہ دوپہر ۱۱:۳۵ پر لاہور ائیر پورٹ سے پی کے ۷۰۹ پی آئی اے کا ڈیپارچر ٹائم تھا اور مانچسٹر کے مقامی ٹائم کے مطابق ۳:۳۵ بجے طیارہ لینڈ ہوا۔

طیارے سے نکل کر جب آگے گئے' ایک وسیع ہال تھا۔ اس سے پہلے برٹش پاسپورٹ والوں کی چیکنگ ہوئی اور پاکستانی پاسپورٹ والوں کو کافی دیر رکنا پڑا۔ آخر فارغ ہو کر آگے پہنچے۔ سامان لیا' ٹرالیوں [illegible] رکھا' [illegible] نکلے تو پیر معروف حسین شاہ [illegible] مولانا لیاقت [illegible] مولانا [illegible] قادری اور [illegible] دیگر علماء [illegible] حضرات نے خوش آمدید [illegible] ایک طرف بیٹھے [illegible] پھر جب چلے تو حضرت نا[illegible] گیٹ رو[illegible]

سٹاک پورٹ محمد الیاس قادری صاحب کے پاس پہنچے۔ وہاں چھ بجے نماز ظہر ادا کر کے گھر اطلاع دی کہ ہم یو۔کے بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

اس سفر میں استاذ محترم علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب' مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب اور پروفیسر محمد صدیق اکبر صاحب بھی قاری صاحب کے ساتھ تھے۔

دوسرے دن مانچسٹر سے بریڈ فورڈ پہنچے۔ اس کے بعد کئی جگہ کئی پروگراموں میں حاضری ہوئی جس کی تفصیل مختصراً درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مقام	نام	پروگرام	تاریخ
۱	صفۃ الاسلام بریڈ فورڈ	پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب	گیارہویں شریف	۱۹-۸-۲۰۰۱
۲	مشنری کالج بریڈ فورڈ	پیر سید معروف حسین شاہ صاحب	امام احمد رضا سنی کانفرنس	۲۶-۸-۲۰۰۱
۳	وکٹر سٹریٹ مسجد	مولانا محمد بشیر طاہر	تین درس قرآن' جمعۃ المبارک	۲۱-۸-۲۰۰۱ تا ۲۴-۸-۲۰۰۱
۴	مسجد ساؤتھ فیلڈ اسکوائر	پیر سید معروف حسین صاحب	جمعۃ المبارک	۳۱-۸-۲۰۰۱
۵	برمنگھم	مولانا محمد بشیر سیالوی صاحب	تاجدار ختم نبوت کانفرنس	۲-۹-۲۰۰۱
۶	ساؤتھ فیلڈ مسجد	پیر صاحب	بچوں کو پڑھانا شروع	۷-۹-۲۰۰۱
۷	صفۃ الاسلام	پیر محمد حبیب الرحمٰن	دعوت طعام' گیارہ ستمبر کا خبر نامہ	۱۱-۹-۲۰۰۱
۸	برمنگھم	جماعت اہلسنت یو۔کے	استقبالیہ	۹-۹-۲۰۰۱
۹	لندن	مولانا ریاض احمد صمدانی صاحب' مولانا محمد جمشید صاحب	صدیق اکبر کانفرنس	غالباً ۱۶ ستمبر
۱۰	ڈلز برو	مولانا محمد خالد حسین	معراج شریف	۲۲-۹-۲۰۰۱

۱۱	کیپ ہل' برمنگھم	مولانا محمد امین مدنی صاحب	معراج شریف	۲۳-۹-۲۰۰۱
۱۲	کیتھلے	سید دلیر علی شاہ	معراج شریف	۳۰-۹-۲۰۰۱
۱۳	کیتھلے	مولوی عبداللطیف	تبلیغی پروگرام	۱۴-۱۰-۲۰۰۱
۱۴	راچڈل	مفتی منیر الزمان چشتی	معراج شریف یا شب برات	۲۱-۱۰-۲۰۰۱
۱۵	مسجد تبلیغ الاسلام	مولانا رجب علی صاحب	شب برات	۳۱-۱۰-۲۰۰۱
۱۶	ایگرینگٹن	مولانا محمد یوسف صاحب	شب برات	۴-۱۱-۲۰۰۱
۱۷	بولٹن	مولانا محمد ایوب اشرفی	امتحان لینے گئے	۱۲-۱۱-۲۰۰۱
۱۸	برمنگھم	صاحبزادہ ظہیر الدین صاحب	محفل ذکر	۱۲-۱۱-۲۰۰۱
۱۹	کونٹری	صاحبزادگان علامہ محمد عبدالوہاب	برائے ملاقات	۴-۱۲-۲۰۰۱

اس کے علاوہ دوست احباب جن سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں۔

مولانا محمد بشیر سیالوی' اولڈھم۔ پیرزادہ امداد حسین صاحب' جامعہ الکرم نوٹنگھم۔ مولانا پروفیسر محمد بشیر صاحب' جامعہ الکرم۔ مولانا لیاقت حسین' نوشاہی بریڈفورڈ۔ مولانا ظفر محمود فراشوی صاحب' مانچسٹر۔ مولانا غلام ربانی' مانچسٹر۔ مولانا احمد نثار بیگ' مانچسٹر۔ خورشید احمد قصوری' مانچسٹر۔ صوفی اللہ دتہ صاحب' ساؤتھ فیلڈ بریڈفورڈ۔ بابا محمد صادق' بریڈفورڈ' حافظ حیدر علی مجاہد صاحب' بریڈفورڈ۔ مولانا حافظ نعمت علی صاحب' بریڈفورڈ۔ سید سلطان مشہدی صاحب' مولانا حافظ محمد عبدالقیوم نوشاہی' مولانا محمد طارق مجاہد صاحب' مولانا محمد عبدالمعید عابد' لندن۔ سلو۔ مفتی محمد جمیل صاحب' حافظ خالد محمود شیرازی' محمد سلیم باورچی صاحب' مفتی گل رحمان صاحب' [illegible] سید شبیر [illegible] شاہ صاحب' برمنگھم۔ مولانا رسول [illegible]بخش سعید[illegible] سلطان باہو [illegible] برمنگھم۔ [illegible] خان' مولانا [illegible] علی ظہر' [illegible] محمد طفیل ظہر

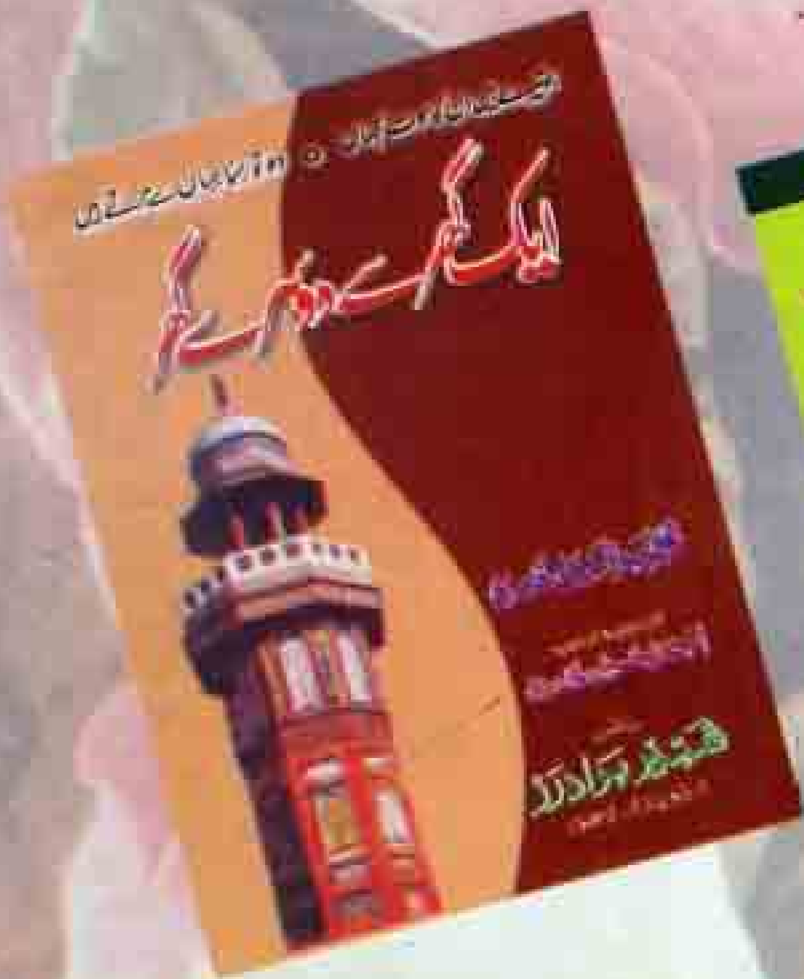
جناب خالد اظہر صاحب' حافظ عبدالقادر نوشاہی' مولانا مفتی محمد اسلم نوشاہی اور کئی علماء و مشائخ حضرات جو دین کی ترقی و ترویج کیلئے سرگرم عمل ہیں ان سے ملاقات ہوتی رہیں۔
اس طرح واپسی ۷ دسمبر ۲۱ رمضان بروز جمعہ ہوئی اور ہفتہ کو لاہور گھر پہنچے۔

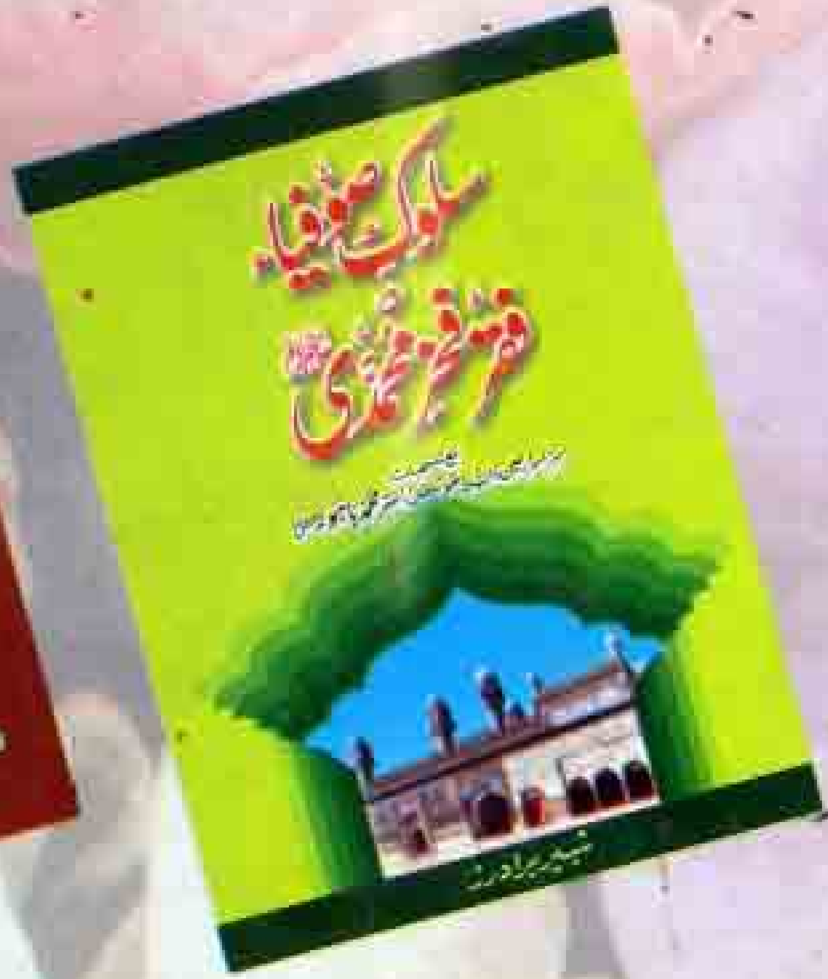
حسن عمل:

صرف کے دوسرے سال میں پڑھتے تھے۔ ایک دن حافظ امتیاز الحسن شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی بات پر طنز کیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ استاذ علامہ محمد منشا تابش قصوری صاحب اور مولانا محمد عبدالقیوم قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔ جواب دیا کہ بھائی ہمیں نیکی سے فرصت نہیں ملتی برائی کیا کریں گے۔ اس جملہ کو اساتذہ نے بہت سراہا۔

شروع ہی سے رجحان علم و عمل کی طرف رہا ہے اپنے کام سے غرض۔ کسی کے اچھے برے ہونے سے تعلق نہیں۔ جامعہ نظامیہ میں کچھ عرصہ رہائش رہی۔ الحمدللہ! نچلے درجہ کے طلبہ اپنے اسباق میں رہنمائی لیتے تھے۔ ان کی رہنمائی کر کے سکون قلب محسوس کرتے تھے۔ اگر کبھی کوئی کسی کی برائی وغیرہ بھی بیان کرتا تو اسے جواب دیتے کہ بھائی اپنے آپ کو سنوارو۔ آپ سے آپ کی ذات کے حوالہ سے پوچھ ہوگی' کسی دوسرے کے بارے میں نہیں۔ جو خود نیک ہوتا ہے اسے دوست بھی نیک مل جاتے ہیں۔ جو خود برا ہو اس کے دوست بھی برے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے مسلمان پستی کی طرف جا رہے ہیں کہ اپنا احتساب نہیں کرتے جبکہ مومن کی شان یہ ہے کہ اپنا احتساب خود کرتا ہے۔ لہٰذا قیامت میں امید ہے کہ اسکا احتساب نہ ہوگا۔ انشاء اللہ بجاہِ حبیبہ الاعلیٰ

محمد وکیل ضیاء (پرنسپل)
الضیاء انگلش گرائمر سکول رشید پورہ روڈ
کوٹلی پیر عبدالرحمان' لاہور









شبیر برادرز
اردو بازار، لاہور